کشف الحقائق

فضائلِ اہلبیت علیہم السلام

تالیف

حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ہجویری

زیب سجادہ آستانہ عالیہ رینٹھ شریف بھیال کھوئی رٹہ تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

چشتی کتب خانہ

فیصل آباد

کشف الحقائق

تالیف

حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ھجویری

نام کتاب .... کشف الحقائق

مولف .... حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ہجویری

تعداد 1100

صفحات 210

اشاعت .... مکتبہ مدرستہ بیت القرآن، سلطان پارک، گلی نمبر 5
نزد کیولری گراؤنڈ، لاہور کینٹ

معاونین .... سیّد خادم حسین شاہ، الحاج الطاف حسین ہجویری (خادمِ خاص
آستانہ عالیہ ریڈنگ شریف، الحاج صابر حسین
علامہ حافظ محمد اسحٰق قادری ہجویری

کمپوزنگ، ڈیزائننگ۔ حافظ محمد ناصر رشید بن کرنل (ر) ڈاکٹر عبدالرشید چوہدری

پروف ریڈنگ ...... حافظ سیّد بلال حسین شاہ بن حافظ مفتی سیّد عاشق حسین شاہ

ناشر .... بزمِ ہجویریہ، برطانیہ

قارئین سے التماس.. دُعا برائے درازیٔ عمر وصحت واستقامت ایمان برائے
صاحبزادگان ونواسگان
صاحبزادہ دِیدار علی ہجویری، صاحبزادہ دِلدار علی ہجویری،
صاحبزادحیدر علی ہجویری، اسد علی ہجویری، علی حسن ہجویری

.... دُعائے مغفرت وبلندیٔ درجات برائے والدین گرامی مؤلف
اور جمیع اُمّت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ملنے کے پتے

1 حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ھجویری

بانی و مہتمم جامعہ فیض القرآن

آستانہ عالیہ ہجویریہ رینٹھ، بھیال شریف
تحصیل کھوئی رٹہ، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر

0306-3602786
0300-4287786

---

2 صاحبزادہ دلدار علی ہجویری صاحب

Canterbury Close Nuthall Nottingam
NG 16 1pu Tel No. 07966303786

---

3 میاں سجاد صاحب مجاور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

27-مین بازار داتا دربار مارکیٹ، لاہور۔ 0333-4304551

---

4 مفتی سید عاشق حسین ایم اے
جامعہ بیت القرآن

نیو سنچری قرآن انسٹیٹیوٹ
سٹریٹ نمبر 5 سلطان پارک
لاہور کینٹ

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

آقائے دوجہاں
مالک کون ومکاں

محبوبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
اور
اہل بیت اطہار عَلَیْہِمُ السَّلَام

مولودِ کعبہ

امام الاولیاء، ابوشہداء، ابوسادات، مولائے کائنات

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم

کے والدِ گرامی، پہریدارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّدنا حضرت ابی طالب علیہ السلام

کے نام کرتا ہوں

فہرست

تبصرہ

از قلم: علامہ خان محمد قادری مدظلہ العالی [بانی و پرنسپل القرآن یونیورسٹی، لاہور]

کتاب ''**کشف الحقائق**'' کو جستہ جستہ دیکھنے کا شرف نصیب ہوا۔
مصنف نے ایمانی حرارت اور دینی حمیت کا جس طرح اظہار کیا ہے، وہ انہی کا حصّہ ہے۔
اگر کتاب میں کہیں کہیں شدت آئی ہے تو یہ بھی حرارتِ ایمانی اور محبت یزدانی کا ثمرہ ہے۔ بقول حضرت رَضا

کلکِ رَضا خنجر خون خوار برق و بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شَر کریں

حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ہجویری مدظلہ العالی سراپا عشق ومحبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اسلئے آپ نے اس کتاب میں اہل ایمان کیلئے جہاں آلِ نبی، اولادِ علی کی تعظیم وتکریم اور عشق ومحبت کے موتی اکٹھے کیے ہیں، وہاں ایصالِ ثواب کے مسئلے کو بھی خوب واضح فرمایا ہے۔ ایصالِ ثواب کا مسئلہ شرعی ہونے کے ساتھ ساتھ محبت کا بھی مسئلہ ہے کیونکہ جانے والوں کیلئے دُعا محبتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جسکو جتنی محبت ہوتی ہے اتنی ہی اسکے سینے سے دُعائیں نکلتی ہیں، اسلئے کہ دُعا دینا مؤمن کا فرض ہے اور دُعا لینا مؤمن کا حق ہے۔
روکھے پھیکے مؤمن اس حقیقت سے نا آشنا ہیں وگرنہ قرآن حکیم پر غور کریں تو حضرت نوح علیہ السلام سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سبھی مقدس ہستیاں جانے والوں کیلئے دُعائیں کرتی نظر آتی ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے محبتِ اہل بیت علیہم السلام کا تو مصنف کی اس کاوِش وکوشش کو اس دُعا کے ساتھ سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں کہ جو کشتہ ءعشق رسول معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید کے اشعار پر مبنی ہے۔

تیری آل کے حق میں ہو جسے ذرّہ خیالِ ضد
وہ لعین ہے...... لئیم ہے...... ولد الحرام ہے

قبول کر چاہے نہ کر قبول شاہا
فرید ازل سے تیرا غلام ہے

علامہ محمد خان قادری
[ایم اے اِسلامک لاء]

تبصرہ

ازقلم: صاحبزادہ پروفیسر محمد الیاس قمر القادری
[چیئرمین خواجہ رُکن الدین فاؤنڈیشن، میر پور آزاد کشمیر]

حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ھجویری مدظلہ العالی خطہ کشمیر کی علمی، اَدبی اور روحانی شخصیات میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔

قبلہ پیر صاحب برطانیہ سے جب بھی پاکستان تشریف لاتے ہیں، اکثر مزاراتِ اولیاء عظام پر حاضری کو اپنا جزوِ لازم سمجھتے ہیں اور پاکستان میں شاید ہی کوئی بڑی درگاہ ایسی ہو جس پر حضرت قبلہ پیر صاحب نے زیارت و اکتسابِ فیض کیلئے سفر نہ فرمایا ہو، اسی بنا پر نہ صرف آپکی سیرت قابل رَشک ہے بلکہ صورت بھی قابل دید ہے۔ حضرت صاحب یورپ کی حسن و رعنائی کی دُنیا سے بے نیاز ہو کر عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آداب و تعظیماتِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ آپ روایتی پیروں کی طرح اپنی زندگی اور گزر بسر کا انحصار نذرانوں پر نہیں بلکہ اپنے کسب کمال و رزق حلال پر رَکھتے ہیں، اسی لئے آپکی نہ صرف تحریر میں قوت ہے بلکہ تقریر میں بھی بقول اقبال

جو بات دِل سے نکلتی ہے اَثر رَکھتی ہے　　　پَرنہیں، طاقت پرواز مگر رَکھی ہے

آپکی زیرنظر کتاب ''**کشف الحقائق**'' حضرت علامہ صاحب کی تصنیف لطیف ہے۔ آپ اس سے بھی قبل متعدد کتب تصنیف کر چکے ہیں جو دِینی و تحقیقی حلقوں میں قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ متعدد اہل علم و قلم نے انکی تصنیفی و تالیفی کام پر خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ اہل بصیرت سے یہ بات مخفی نہیں کہ حقیقی قبولیت تو بارگاہِ ایزدی اور دربارِ مصطفوی علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت ہے۔

قرائن سے ظاہر ہے کہ علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ھجویری مدظلہٗ العالی اس شرف عالی سے مشرف ہو چکے ہیں کیونکہ عہدوں اور ڈگریوں کے بوجھ تلے دَبی ہوئی کتنی شخصیتیں ہوں گی جو میدانِ تحقیق و تصنیف میں مایوس بخل کا شکار ہیں۔ حضرت علامہ صاحب اہل بیت اطہار علیہم السلام سے عقیدت و محبت کا اِظہار آپکی بے پناہ عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے عاشقوں کی آنکھیں ٹھنڈی اور سینے کشادہ اور قلوب منور ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ صاحب نے عصر حاضر کی نبض پر ہاتھ رَکھا ہے اور ایک دِینی راہنما کا کردار انجام دیا ہے۔ میں حضرت علامہ صاحب کو صدقِ دِل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کاوِش پر دُعا دیتا ہوں کہ انکے وجود میں دِینی علوم کا وقار بھی ہے اور تحقیقی مقالات کا معیار بھی۔

اللہ تعالیٰ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے خدمت دِین متین کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ...... تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

صاحبزادہ پروفیسر محمد الیاس قمر القادری
چیئر مین خواجہ رُکن الدین فاؤنڈیشن، میر پور آزاد کشمیر

تقریظ

از قلم: حافظ مفتی سیّد عاشق حسین شاہ (ایم اے)

''کشف الحقائق'' ایک دردمند عاشق کے قلم کی گوہر افشانی ہے اور یہ عشق و محبتِ الٰہی اور اسکے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ اِسلاف کا ہمیشہ ہی سے وطیرہ رہا ہے۔

حال واستقبال سے فرصت ملے تو ماضی کی طرف جائیں، اولاد کی ناز برداریوں سے فرصت ملے تو ان کو یاد کریں جو کہ ہمارے دِین اور دُنیا کا لازمی جزو ہیں۔

حضرت علامہ الحاج پیر محمد طفیل احمد قادری ھجویری مدظلہ العالی ایک سیماب صفت اور سراپا عشق و محبت آدمی ہیں۔ عشق الٰہی، اُلفت و محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام انکا خاندانی وصف ہے۔ آپ گاہے گاہے تشنگانِ علم و معرفت کو سیراب کرنے کیلئے قلم اُٹھاتے رہتے ہیں۔

آپکی دیگر کتب میں ''توقیر سادات'' [پہلا ایڈیشن، 1998ء تعداد 2000، دوسرا ایڈیشن 2005ء اور تیسرا ایڈیشن 2009ء میں چھپا] ''سیرت داتا گنج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''، ''سبیل ہجویری مع تذکرہ سرکارِ سیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''، ''پیر کشمیر الحاج حضرت خواجہ سائیں رُکن الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''، ''ختمات شریف کی برکات مع حرمین الشریفین کی یادیں''، ''سبیل رحمت''، ''وظائف ہجویری''، ''فضائل مولائے کائنات [علیہ السلام]'' شامل ہیں۔ یہ کتاب بھی اسی تسلسل کا ایک حصّہ ہے۔

نظروں کے سامنے رہنے والوں سے ہر کوئی اظہارِ اُلفت کرتا ہے مگر قبلہ قادری صاحب گذشتگان و رفتگان سے بھی پیار کرتے ہیں۔ قبلہ قادری صاحب کی یہ کوشش ''کشف الحقائق'' ہمارے جامد و خامد احساس وادراک کیلئے مسیحا ثابت ہوگی۔ عشق اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ یادِ آخرت بھی دامن گیر ہوگئی تو بے عملی کی کئی اُلجھی ہوئی گتھیاں سلجھ جائیں گی۔ سو یہ کتاب سوئے ہوئے اذہان اور بھولے ہوئے انسان کے حافظے پر ایک دستک ہے۔

گویا عشقِ الٰہی، اُلفت و محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام بے قرار و مضطرب قلوب کیلئے باعث سکون و راحت ہے۔

سید مفتی عاشق حسین ایم اے

پرنسپل نیو سنچری قرآن انسٹیٹیوٹ، لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

اوّل حمد ثناء الٰہی جو مالک ہر ہر دا

اس دا نام چتارن والا ہر میدان نہ ہردا

کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چت دھریاں

رحموں سکے ساوے کردا قہروں ساڑھے ہریاں

قدرت تھیں جس باغ بنائے جگ سنسار تمامی

رنگ برنگی بوٹے لائے کُجھ خاصی کُجھ عامی

اکناں دے پھل مٹھے کیتے پت انہاندے کوڑے

اکناں دے پھل کاری آون نفع پھلاندے تھوڑے

ایس عجائب باغے اندر آدم دا رُکھ لایا

معرفت دا میوہ دے کے واہ پھلدار بنایا

حکم اوہدے بن ککھ نہ ہلدا، اُوہ قدرت داوالی

جیا جون نگاہ اوہدی وِچہ ہر پتر ہر ڈالی

آپ مکانوں خالی، اس تھیں کوئی مکان نہ خالی

ہر ویلے، ہر چیز محمد ﷺ، رکھدا نت سنبھالی

بادشاہاں تھیں بھیک منگاوے، تخت بہاوے گھاہی
کُجھ پرواہ نہیں گھر اُسدے، دائم بے پرواہی

ہر عاجز پر رحمت کردا، کرے قبول دُعائیں
بن منگے لکھ دان دوائے محرم دِلدا سائیں

مٹھا میوہ بخش اجیہا قدرت دی گھت شیری
جو کھاوے روگ اُسدا جاوے دُور ہووے دلگیری

نعت رسول مقبول ﷺ

واہ کریم اُمّت دا والی مہر شفاعت کردا
جبرائیل جیہے جس چاکر، نبیاں دا سرکردا

اُوہ محبوب حبیب رَباناں، حامی روزِ حشر دا
آپ یتیم، یتیماں تائیں ہتھ سرے پر دھردا

جے لکھ واریں عطر گلابوں دھوئیے نت زباناں!
نام انہاں دے لائق ناہیں کیہ قلمے دا کاناں

نور محمد ﷺ روشن آہا آدم جدوں نہ آیا
اوّل آخر، دوئے پاسے، اوہو مل کھلویا

عیسیٰ خاک انہندے دردی گھن تیمیم کردا
تائیں دست مبارک اس دا شافی ہر ضرر دا

موسیٰ، خضر نقیب اُنہاندے اَگے بھجن راہی
اُوہ سلطان محمد ﷺ والی، مرسل ہور سپاہی

دِل میں ہے مجھ بے عمل کے داغِ عشقِ اہل بیت علیہم السلام

ڈھونڈتا پھرتا ہے دامنِ ظلِّ حیدر مجھے

[علامہ محمد اقبال]

منقبت حضرت امام حسین علیہ السلام

کتنا بلند و بالا ہے رُتبہ حسین علیہ السلام کا
ہے اَرض و سمٰوٰت میں شہرہ حسین علیہ السلام کا

نوک سناں پہ شاہ علیہ السلام نے قرآن جو پڑھا
کتنا وہ باکمال تھا پڑھنا حسین علیہ السلام کا

سر تن سے جو جدا ہوا وقت نماز میں
بے مثل تھا جہان میں سجدہ علیہ السلام کا

کہا حسین علیہ السلام منی وانا من الحسین علیہ السلام
دو جسم ایک جان ہے یہ رُتبہ علیہ السلام کا

سنو تم اے یزیدیو، وزراء، صدر سنو
ہوتا رہے گا تا اَبد چرچا حسین علیہ السلام کا

میں ہوں غلام ابن غلامانِ شاہ علیہ السلام کا
سایہ رہے گا مجھ پر ہمیشہ حسین علیہ السلام کا

کلام حافظ سیّد غلام محی الدین [ایم اے جرنلزم] (پنجاب یونیورسٹی)

منقبت برائے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین

پیر سیّد معین الحق گیلانی گولڑہ شریف

جائے عافیت ہے تیرا آستانہ گنج بخشؒ!
فیض پاتا ہے جہاں، سارا زمانہ گنج بخشؒ!

چارہ بے چاروں کا بے ساماں کا تو سامان ہے
تیرا دَر ہے بے ٹھکانوں کا ٹھکانہ گنج بخشؒ!

آپ کا دربارِ جلوہ بار ہے لاہور میں
اولیاء کا ہے جہاں پر آنا جانا، گنج بخشؒ!

غوثِ اعظم، والیٔ اجمیر اور گنج شکر
مانتے ہیں آپ کو دُرِّ یگانہ گنج بخشؒ!

تیرا روضہ ہے زیارت گاہ خاص و عام کی
روز و شب جس کی فضا ہے دِلبرانہ گنج بخشؒ!

التجا میرے دِلِ پُرشوق کی مقبول ہو
طرز ہو میری فقیری کی شہانہ گنج بخشؒ!

آرزو ہے اب تو مسکن ہو مرا شہر نبیؐ
اب تو میرا ہو وہیں کا آب و دانہ گنج بخشؒ!

از طفیل حضرتِ خیر النساء، بنت رسولؐ
ہو معینؔ الحق پہ لطفِ جاودانہ گنج بخشؒ!

دُعا

آل اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زیانی
پاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہ جیلانی

محمد طفیل احمد قادری ھجویری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ
وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ
الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

آج ...... تاریخ 20- اکتوبر 2011ء بمطابق 22- ذیقعدہ 1432ھ بروز جمعرات راقم فقیر آپ مکرم و معظم قارئین کی بارگاہوں میں ایک بار پھر حاضری کا شرف حاصل کررہا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن رحمت کو تھام کر خداوند قدوس کی بارگاہِ اقدس سے ہمت و نصرت کی بھیک مانگتا ہوں۔ ربّ کریم اس کتاب کی تکمیل میں اس ذرّہ ناچیز کی نصرت فرمائیں۔ راقم حقیر اور قارئین کرام کو دولت عمل سے سرفراز فرمائیں۔

[آمین بِحُرْمَۃِ طٰہٰ و یٰس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم]

آج آغاز کیوں کیا؟

قارئین محترم ...... آج میرے بیٹے دِلدار علی ہجویری کا یومِ پیدائش یعنی سالگرہ ہے۔ یہ بیٹا مجھے بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باذن اللہ تعالیٰ بطور خیرات و تحفہ ملا تھا جسکی

تفصیل مَیں ذیل میں عرض کروں گا۔ اس خوشی کے موقع پر شکرانے کے طور پر کچھ گزارشات قرآن وحدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی و آغاز کر رہا ہوں۔ بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوں کہ میری اس نیت وعقیدت کو قبولیت شرف سے نوازتے ہوئے میرے بیٹے کو بالخصوص اور ساری اولاد و محبین کو بالعموم نیک اور صالح بنائیں۔ ہمیشہ اپنی رحمت کے سائے میں رکھیں۔ انکے دِلوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور فرمائیں۔

[آمین بحرمۃ سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدالحسن والحسین علیہما السلام]

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جودوسخا سے عطا کا ایمان افروز واقعہ

مارچ 1998ء کو راقم بسلسلہ حج اپنی دُختر نبیلہ بتول کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوا۔ قیامِ مدینہ شریف کے دوران ایک دِن دورانِ نماز ایک گلابی رنگ کا موتی میری گود میں گرا۔ پہلا خیال جو آیا وہ یہ تھا کہ مسجد شریف کی دوسری منزل سے کسی نمازی کی تسبیح ٹوٹی ہوگی جسکا یہ دانہ ہوگا لیکن اس وقت میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا جب میں نے دیکھا کہ اُوپر دوسری منزل نہیں بلکہ مجھے آسمان نظر آ رہا تھا اور دوسرا جب موتی کو غور سے دیکھا تو اس میں کوئی سوراخ نہیں تھا۔ اگر تسبیح کا دانہ ہوتا تو سوراخ ضرور ہوتا۔ اب مجھے یقین ہوگیا کہ یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی خیرات وسوغات ہے جو اس سیاہ کار کو ملی ہے۔ جو پہلی تعبیر اسکی میرے ذہن میں آئی، وہ یہ تھی کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باذن خدا تعالیٰ مجھے اپنے شہزادوں کا صدقہ بیٹے کی صورت میں تحفہ دیا ہے۔ چھ ماہ بعد ہمارے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم کا صدقہ بیٹے کی ولادت ہوئی۔ وہ موتی آج بھی راقم نے سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

یاد رہے ...... کہ راقم نے اپنی کتاب ''توقیر سادات'' بھی 1998ء کے ماہ ربیع الاوّل میں لکھی تھی۔ 1998ء راقم کیلئے بڑا اہم ومبارک سال تھا۔''توقیر سادات'' کی ترتیب، ''حرمین شریفین کی حاضری''، ''گلابی موتی'' کا عطا ہونا، حضرت بابا امیر عالم صاحب سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہونا، ایامِ حج میں مکۃ المکرّمہ میں 9-اپریل 1998ء بروز جمعرات 12-ذی الحج سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دومرتبہ خواب میں زیارت ہونا اور پھر بیٹے دِلدار علی کی صورت میں نعمتِ خداوندی کا عطیہ بوسیلہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملنا، یہ سارے واقعات 1998ءہی میں ہوئے جن پر راقم ربّ کائنات کا لاتعداد شکر اَدا کرتا ہے۔

یا ربّ تو کریم و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

[سعدی شیرازی]

کتاب ہذا کا سببِ تالیف

راقم فقیر اس سال کے اوائل میں پاکستان تھا۔ میرے نہایت ہی مہربان وشفیق و محترم الحاج صوفی باصفا، مردِ درویش وباوفا قبلہ بابو محمد صادق صاحب مہتمم جامعہ گلزارِ مدینہ اندرلہ کوٹیڑہ...... مدرسہ للبنات کھوئی رٹہ جن سے اکثر ملاقاتیں رہیں، انہوں نے راقم کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ ایسی کتاب ترتیب دیں جس میں عقائدِ حقّہ کو قرآن و حدیث واقوال ومعمولاتِ بزرگانِ دین سے ثابت کیا جائے۔ فی زمانہ بدعقیدگی کے جراثیموں کی یلغار ہے۔ عوام باآسانی اُن جراثیم سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ فقیر نے ان سے وعدہ کرلیا کہ اِنشاء اللہ توفیق الٰہی سے میں اس کام کی تکمیل کی کوشش کروں گا۔ اللہ ربّ العزت کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اس وعدے کو ایفا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ حضرت

بابو محمد صادق صاحب دین کا دردرکھنے والی شخصیت ہیں۔ اپنی بساط کے مطابق شب وروز اشاعتِ دِین کی ترویج میں لگے رہتے ہیں۔ اپنی اولاد کو بھی انہوں نے خدمتِ دِین کیلئے وقف کررکھا ہے۔ اللہ ربّ العزت انکی اور انکی اولاد کی اس مساعی جمیلہ کو قبولیت کے شرف سے نوازیں۔ [آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم]

دَورِ حاضر کے بارے میں

قارئین کرام ۔ زندگی کیا ہے؟

پانی کا بلبلہ کہہ لیں، شبنم کا قطرہ کہہ لیں، درخت کا پتہ کہہ لیں یا کانٹا کہہ لیں جس نے ایک مدّتِ مقررکے بعد ختم ہونا ہوتا ہے، اس کی جگہ نئی نسل نے لینی ہوتی ہے۔ قدرت کا یہ دستور وسلسلہ قیامِ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ نئے آنے والوں کو جانے والی نسل کے دَور ووقت کے حالات سے آگاہی کا تجسس ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام یا تاریخ عالم سے آج ہم ہزاروں سال پہلے کے حالات سے واقفیت رَکھتے ہیں تو یہ ان جانے والی نسلوں کے ہم پر احسانات ہیں جنہوں نے ہمیں اپنے دَور کے حالات سے آگاہی دی۔ اُمید ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اُمت کے کچھ افراد ہر دَور میں اس فرض کی ادائیگی کرتے رہیں گے۔ یہ کتاب کوئی مستقل تاریخ یا حالاتِ حاضرہ کی عکاسی پر تو نہیں لکھی جارہی، صرف چند جملوں میں حالاتِ دَورِ حاضر پر تبصرہ کی کوشش کی جائے گی۔

قارئین کرام ...... اس وقت اُمتِ مسلمہ پر بڑا سخت وکربناک وقت ہے۔ مسلمان کے خون کی اہمیت چیونٹی سے بھی کم تر ہے۔ مسلمان حکمرانوں میں کرپشن، لوٹ کھسوٹ، آمریت، بربریت، خودغرضیت اپنے عروج پر ہے۔ لیبیاء کے حکمران کرنل قذافی نے

بیالیس سال تک اپنے عوام کو محکوم بنائے رکھا۔ کسی کو بھی ووٹ کا حق نہیں دیا۔ گذشتہ ہفتے اسکے اقتدار اور زندگی کا خاتمہ تقریباً آٹھ ماہ کے خونی کھیل کے بعد ہوا۔

مصر میں ایک آمر پینتیس سال تک مطلق العنان حاکم بنا رہا۔ چند ماہ قبل اس کے اقتدار کو زوال آیا۔ کم و بیش تمام مسلم ممالک میں یہ ہی کیفیت ہے۔ اگر ایک ایک ملک پر تبصرہ کیا تو میں اپنے اصلی موضوع سے دُور ہو جاؤں گا۔ ایک بھی اِسلامی ملک میں عوام دوست یا ویلفیئر نظامِ حکومت نہیں ہے۔ علماء کا کردار انتہائی نا قابل رشک و نا قابل بیان ہے۔ اُمت کو فرقہ واریت، تنگ نظری، کم حوصلگی، تعصب و عصبیت، شخصیت پرستی و نفس پرستی کے تاریک غار میں داخل کر دیا ہے جہاں سے نصرتِ خداوندی کے بغیر نور و ہدایت پانا ناممکن ہے۔ پوری اُمت مسلم [سوائے جماعت صوفیاء عظام کے] فرقہ واریت کے موذی مرض کی شکار ہے۔ فرقہ واریت کے جراثیم وجودِ اُمت کو لمحہ بہ لمحہ کمزور کرتے جا رہے ہیں۔

کچھ نادانوں اور ناعاقبت اندیشوں نے خداوند قدوس کے اس فرمان ذیشان کو کہ [جس کسی نے ایک انسان کی جان بچانے کی کوشش کی گویا اس نے ساری انسانیت کو بچا لیا اور جس نے ناحق ایک انسان کو قتل کر دیا گویا اس نے تمام انسانیت کا قتل کیا] بُھلا کر انسانیت کے قتل کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ اس شرمناک و گھناؤنے فعل کے ارتکاب کو بھی ثواب سمجھتے ہیں۔ [العیاذ باللہ]

مسجدوں اور امام بارگاہوں میں بم دھماکے، بزرگانِ دین کے مقدس مزارات پر دھماکے، عوامی مقامات پر، جلسے جلوسوں میں، بسوں ٹرینوں میں بم دھماکے غرضیکہ آج کا انسان و مسلمان کسی بھی جگہ اپنے آپکو محفوظ تصور نہیں کرتا۔ ان بدبختوں نے اِسلام کے نورانی و ایمانی چہرے کو داغدار کر دیا ہے۔ غیر مذاہب کے لوگ جب کسی مسلمان کو دیکھتے ہیں تو انکی نظروں کا سامنا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اللہ رَبّ العزت اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ اُمت مسلمہ پر کرم فرمائے۔

[آمین بحرمۃ جمیع الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین]

اُمت میں اتفاق واتحاد، محبت واخوت، جذبہ ایثار وقربانی، ہمت وحوصلہ، قوتِ برداشت، خوفِ خدا اور روزِ جزا، محبت دِین وملّت، دولت عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مودّتِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، احترام حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وصوفیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، جذبہ خدمتِ والدین، دَردِ انسانیت، شمع روحانیت عطا فرمائیں تا کہ سارے عالم کو اِسلام کی حقیقی ونورانی تصویر سے منور کیا جا سکے۔ ایسی تصویر جس سے بزرگانِ دین نے انسانوں کے دِلوں پر حکومت کی۔ حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک کروڑ انسانوں کے تاریک دِلوں کو نورِ اِسلام سے منور کیا۔ بربریت کے اس تاریک دَور میں چند گنتی کے افراد جماعت علماء وصوفیاء میں ہیں جو تنگ نظری اور تنگ دِلی کا شکار نہیں ہیں، اُمت مسلمہ کی صحیح راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ فرقہ واریت، تعصب، تنگ نظری، حسد وبغض، ظلم و جبر، مذہبی ولسانی عصبیت کے بھرے ہوئے جن کو قابو کرنے اور اُمت کو اسکے شر سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس اِصلاحی جماعتِ علماء کا سرخیل راقم شیخ الاسلام حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کو تسلیم کرتا ہے۔

گذشتہ ماہ 24- ستمبر 2011ء کو برطانیہ کے شہر لندن کے [Wembley Areena Hall] میں ایک عظیم الشان ''اتحاد بین المذاہب کانفرنس'' کا انعقاد پروفیسر صاحب کی سرپرستی میں منہاج القرآن انٹرنیشنل نے کر کے ساری دُنیا کو اَمن وسلامتی کا پیغام دیا۔ عظیم الشان کانفرنس تھی۔ تمام مذاہب عالم کی نمائندگی موجود تھی۔ ہر مذہب کے نمائندگان نے اپنے مذہب کے مطابق سٹیج پر دُعائیہ کلمات کہے۔ اس کانفرنس کا انعقاد کر کے دیگر مذاہب کو یہ پیغام دیا گیا کہ اِسلام ومسلمان تنگ نظر وتنگ دِل نہیں ہیں۔ ہم دیگر مذاہب کے ساتھ اس کائنات ارضی میں اَمن وآشتی کے ساتھ رَہ سکتے ہیں۔ ہم انسانیت کا

احترام کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت خوبصورت کوشش تھی ۔اللہ تعالیٰ قبلہ پروفیسر صاحب اور انکے معاونین کو اسکا اَجر عظیم عطا فرمائیں۔[آمین]

لیکن افسوس صد افسوس ...... ہماری مسلم کمیونٹی کے تنگ نظر و متعصب مولویوں اور پیروں نے اس اعلیٰ کام پر بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو ہدف تنقید بنایا۔ یہ بیچارے اگر ایسا نہ کریں تو انکی روٹی روزی کیسے چلے؟ انکی سوچ نہایت ہی سطحی ہے۔ اپنی ذات کے حصار سے یہ باہر نکل ہی نہیں سکتے۔انکی سوچ کا حدود اربع صرف اپنے نفس عمارہ کی پرستش اور پیٹ کی آگ بجھانے تک محدود ہے۔

اسلام کے حقیقی محسن، بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت بیکراں، اہلبیت اطہار علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، صوفیاء و صلحاء اُمت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اعلیٰ و بالا کردار سے نہ خود آشنا ہیں اور نہ ہی دُنیا تک آگاہی پہنچا سکتے ہیں۔ اپنے آپکو، اپنے لائف اسٹائل کو منشاءِ دِین کے مطابق بدلنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دِین حق کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وقتِ دُعا ہے اللہ پاک انکے حال پہ کرم فرمائیں۔[آمین]

زوالِ اُمت کا اہم سبب

آقائے دو جہاں، مالک کون و مکاں، شافع عاصیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو ہدایت و نصیحت فرمائی تھی۔ اس حدیث مبارکہ کے راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”اَنَا تَارِکٌ فِیکُم ثَقَلَینِ اَوَّلُهُمَا کِتَابُ اللّٰهِ فِیهِ الهُدٰی

وَالنُّورُ فَخُذُو بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاستَمسِكُو بِهٖ فَحَثَّ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِیهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهلُ بَیتِی اُذَكِّرُكُمُ اللّٰه فِی اَهلِ بَیتِی اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهُ فِی اَهلِ بَیتِی اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهُ فِی اَهلِ بَیتِی"۔

[صحیح مسلم، باب فضائل علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم، جلد دوم، صفحہ 279]

ترجمہ : "میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب [یعنی قرآن مجید] ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اس پر عمل کرو اور مضبوطی سے تھام لو" پھر ارشاد فرمایا، "یہ میرے اہل بیت علیہم السلام ہیں، میں اپنی اہل بیت علیہم السلام کے متعلق اللہ ربّ العزت کی یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنی اہل بیت علیہم السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے ڈراتا ہوں"۔

قارئین کرام...... حضور پُر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو قرآن مجید والفرقانِ حمید پر عمل اور اپنی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ محبت و مودّت کی تلقین فرمائی۔ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں لاپرواہیاں ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اسلئے تاکیداً اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے کو تین [3] بار تنبیہہ ارشاد فرمایا۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ جسکو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت اللہ شریف کے دروازے کو تھام کر بیان فرمایا

''اَلاَ اِنَّ مِثْلَ اَهْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مِثْلَ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ یَخْلِفُ عَنْھَا ھَلَکَ''۔

[مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اہل بیت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام]

ترجمہ : '' خبردار.....! ......میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مثال تمہارے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے۔ جو اس میں سوار ہوا، نجات پر گیا اور جو کوئی فرد اس میں سوار ہونے سے رَہ گیا، وہ ہلاک ہوگیا''۔

اُمت مسلمہ کے وہ خوش نصیب افراد جنہیں صوفیاء کرام و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے پیارے القابات سے یاد کیا جاتا ہے، اسی گروہ نے کما حقہٗ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات پر عمل کیا ہے۔ اپنے قلوب کو محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور کیا ہے۔ اپنی زندگیوں کو قرآن مجید و سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانچے میں ڈھال کر قربِ خداوندی حاصل کرلیا۔ ان کے علاوہ اُمت مسلمہ کئی حصوں میں بٹ گئی۔ کچھ بد نصیب تو دِین سے اتنا دُور ہو گئے کہ دُنیا میں مست ہو کر قبر حشر، جزا سزا سب کچھ بھول گئے۔ چند روزہ دنیاوی زندگی ہی کو اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے۔ انسانی شکل میں حیوان بن گئے۔ ایک طبقہ ایسا ہے جنکے دِل سے اَدب و محبت غائب ہوگئی۔ نفس پرستی، اَنا پرستی، تکبّر و غرور میں اتنے آگے بڑھ گئے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو [نعوذ باللہ] اپنے جیسا تصور کرنے لگے۔ بدعقیدگی کی ایسی بدبو پھیلائی کہ...... [الحفیظ والامان]

دو اہم گروہ

اُمت مسلمہ کا ایک ایسا طبقہ معرضِ وجود میں آیا کہ جنہوں نے قرآن حکیم وسنّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کی حتی المقدور کوشش کی۔ دِین سے اپنا تعلق استوار کیا۔ نماز کی پابندی، مساجد کو آباد کرنا، ذکر اللہ کرنا، اپنے چہروں کو داڑھی سے مزیّن کرنا، جبہ و دستار کا اہتمام کرنا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ کرنا، صوفیاء کرام کی مقدس جماعت سے اپنے آپکو منسوب کرنا یہ سارے اچھے اعمال بجالا کر وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم پکے اور سچے دیندار بن گئے ہیں۔ ہم ہی نجات یافتہ ہیں۔ ان ساری باتوں میں وہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے حق کو بھول گئے۔ وہ سفینہ اہل بیت میں سوار نہ ہو سکے۔ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ذیشان کے ایک حصے پر تو عمل کرنے میں کوشاں ہو گئے مگر دوسرے حصے سے بے نیاز ہو گئے۔ اس لاپرواہی و بدنصیبی کے شکار اس دَور کے بڑے بڑے علاّمہ، قاضی، مفتی اور پیرانِ عظام ہو گئے ہیں۔ بلاشبہ کچھ سعادت مند علماء کرام ومشائخ عظام ایسے ہیں جو محبتِ اہل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ انکی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ موجودہ دَور میں جو خانقاہوں کے وارث بن بیٹھے ہیں، حکیم الاُمت، مفکّر پاکستان، قلندر لاہوری حضرت علاّمہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب اُنکی منظر کشی کرتے ہیں

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رُخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!

[بالِ جبریل]

ایک مقام پر کیا خوبصورت انداز میں زمانہ حال کے ”نام نہاد“ پیروں کی ٹھاٹھ باٹھ اور بیچارے مسکین مریدوں کی کسمپرسی کی تصویر کشی فرماتے ہیں

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دِیا بھی

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ

مانند بُتاں پجتے ہیں کعبے کے براہمن

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا

ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن

میراث میں آئی ہے انہیں مسند اِرشاد

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

[بالِ جبریل]

قارئین کرام......کوئی یہ خیال نہ کرلے کہ عاشق اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیرانِ عظام، صوفیاء کرام کے منکر تھے، ایسا ہرگز نہیں۔ وہ تو بزرگانِ دین کی بارگاہ کی خاک بھی اکسیر سمجھتے تھے۔ وہ تو صرف ڈرامہ باز، فنکار، عیارومکار جعلی پیروں کے خلاف تھے۔ آپکے عقیدے اور ایمان کو تازہ کرنے کیلئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند اشعار شانِ اولیاء کرام میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو

ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

[بانگ درا]

نہ تخت وتاج میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے

جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

[بالِ جبریل]

حکیم الامت ایک نسخہ تجویز فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنے وجود کی مٹی کو سونا بنانا چاہتے ہو تو کسی مردِ کامل کے آستاں پر عقیدت و محبت کے بوسے دو۔ تمہاری کیفیت بدل جائے گی، خاک سے سونا بن جاؤ گے۔

؎ کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے ...... بوسہ زن بر آستانِ کاملے

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی ہجویری ثم لاہوری سے بہت عقیدت تھی۔ تبرکاً آپکے وہ اشعار جو سیّد ہجویر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں آپ نے عقیدتاً پیش کیے تھے، درج کیے جاتے ہیں تا کہ آپکی وہ عقیدت جو بزرگانِ دین سے تھی، کا اندازہ کیا جا سکے۔

سیّد ہجویر مخدوم اُمم ...... مرقد اُو پیر سنجر را حرم

بندہائے کوہسار آساں گیخت ...... در زمین ہند تخم سجدہ ریخت

عہد فاروق از جمالش تازہ شد ...... حق ز حرف او بلند آوازہ شد

پاسبانِ عزت ام الکتاب ...... از نگاہش خانہ باطل خراب

خاک پنجاب از دمِ اُو زندہ گشت ...... صبح ما از مہر اُو تابندہ گشت

عاشق و ہم قاصد طیار عشق ...... از جبینش آشکار اسرار عشق

داستانے از کمالش سر کنم ...... گلشنے در غنچہ مضمر کنم

[اِسرارِ خودی]

میں چاہوں گا کہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فارسی کلام کی اختصاراً تشریح کردوں تا کہ قارئین کیلئے سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

1 ...... آپ فرماتے ہیں کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو سیّد ہجویر ہیں اور تمام اُمتوں کے مخدوم ہیں، آپکی قبر انور

خواجہ اجمیر خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے حرم کا مقام رکھتی ہے کیونکہ انہوں نے آپکے مزار پُر انوار پر چلہ کشی کر کے فیض حاصل کیا تھا۔

2 ......آپ نے پہاڑوں کے مشکل ترین راستے آسانی سے طے کیے اور زمین ہندوستان میں سجدہ خداوندی کا بیج بویا یعنی توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی۔

3 ......آپکے چہرہ مقدس کے جمال سے حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور کی یاد تازہ ہوگئی۔ آپکی گفتگو کی شیرینی اور تبلیغ سے دین حق کا شہرہ و چرچا عام ہوا۔

4 ......آپ حضرت قرآن مجید کی عزت کے محافظ تھے۔ آپ کی نگاہِ مقدس کے جلال نے کفر، شرک و باطل کے مراکز ویران و برباد کردیئے۔

5 ......پنجاب کی سرزمین آپکے دَم قدم سے زندہ ہوگئی۔ ہماری صبح آپکے آفتابِ روحانیت سے منور و روشن ہوگئی۔

6 ......آپ دین خداوندی کے عاشق بھی اور منزل عشق کے ہمہ وقت تیز رفتار قاصد بھی۔ آپ کی پیشانی سے عشق کے راز آشکار تھے۔

7 ......میں انکے ولی کامل ہونے کی ایک حکایت بیان کر رہا ہوں کہ ایک کلی میں پورا باغ سمو رہا ہوں۔

سیّد ہجویر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپکی عقیدت کی ایک جھلک پیش کی گئی تا کہ آج

کا کوئی تنگ نظر و تنگ دل مُلّا و پیر حضرت علامہ کو اپنے فتووں کی زد میں نہ لے آئے۔

قارئین کرام ......اب میں قرآن واحادیث اور اقوال وافعال صالحین جو تاجدارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ رحمت کے خزینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شان میں ہیں، ان میں سے کچھ انمول موتی آپکی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت اس اُمید پر حاصل کررہا ہوں کہ پروردگارِ عالم تمام اُمت مسلمہ کو بالعموم اور مجھ حقیر، میری اولاد، میرے متعلقین کو بالخصوص ان سے محبت ومودّت اور دائمی وابستگی عطا فرمائیں۔ میری اس کاوش کو میرے لیے قبر وحشر کا توشہ بنادیں۔

[آمین بحرمۃ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدّ الحسن والحسین علیہما السلام]

شاید کہ اُتر جائے تیرے دِل میں میری بات

دوسرا گروہ

اُمّت مسلمہ کا ایک گروہ یا طبقہ ایسا ہے کہ وہ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دَم تو بھرتے ہیں، اپنا سب کچھ اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فدا کرنے کو ایمان سمجھتے ہیں لیکن دِین متین سے وابستگی اس طرح جس طرح منشائے خدا تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، نہیں رَکھتے۔ وہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا ذِکر محبت وعقیدت سے تو کرتے ہیں لیکن مشن اہل بیت اطہار علیہم السلام پر کما حقہ، عمل پیرا نہیں ہیں۔ اپنے زعم میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سال کے دَس ایّام میں فضائل ومصائب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کر لینا باقی پورے سال کیلئے کافی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

دوسرا شمع رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانے یعنی حضرات صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن خوش نصیبان اُمت کے قلوب کا تزکیہ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوا اور دُنیا کا کوئی عمل بھی زیارت چہرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحالت ایمان کے برابر نہیں ہوسکتا، ان نفوس قدسیہ پر زبان طعن دراز کرنا یہ اپنا ایمان سمجھتے ہیں جو حقیقتاً انہیں ایمان سے دُور لے جاتا ہے۔ میری گزارشات ان باتوں پر ہوں گی

1. محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
2. دِین متین کی اہمیت اس ضمن میں میری گزارشات ذیل ہیں

عظمتِ سادات

قارئین کرام......ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے دیوانہ وار محبت کی جائے اور خاص کر جن نفوس قدسیہ سے محبت ومودّت فرمانے کا حکم خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، ارشادِ خداوندی

’’قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى‘‘۔

[الشورٰی 24، آیت 23]

ترجمہ : ’’آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرمادیجئے کہ میں تم سے (اس تبلیغ حق پر) کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا سوا اپنی قرابت کی مودّت (محبت) کے‘‘۔

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ’’جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپکے قرابت دار کون ہیں جنکی محبت ہمارے لیے واجب و لازم ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

’’عَلِیّ وَفَاطِمَةَ وَابْنَاهُمَا‘‘ [زرقانی، جلد 7]

ترجمہ : ''حضرت علی علیہم السلام، حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور انکے صاجبزدگان حضرت امام حسن وحضرت امام حسین علیہما السلام''۔

آیتِ تطہیر

''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا''۔ [الاحزاب 33، آیت 33]

ترجمہ : ''اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہ ہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دُور رکھے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے''۔ اس آیت مقدسہ میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مدح وثنا اوران کی ازلی طہارت کا اعلان ہے''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ رنگت کی اُونی چادر اوڑھی ہوئی تھی

''وَجَآ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَہٗ ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَۃُ فَاَدْخَلَھَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا''۔ [صحیح مسلم، جلد دوم]

ترجمہ : ''حضرت حسن علیہ السلام آئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اپنی مقدس چادر میں داخل فرمایا پھر حضرت حسین علیہ السلام آئے، وہ بھی چادر میں داخل ہو گئے پھر سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا تشریف لائیں، انکو بھی چادر مبارک میں داخل فرمالیا پھر حضرت علی علیہ السلام بارگاہِ اقدس میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو بھی چادر میں داخل فرمالیا اور پھر آیت تطہیر تلاوت فرمائی۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام، سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کو بلایا۔ ان سب کو اپنی مقدس کملی میں لے کر بارگاہِ خداوندی میں یہ دُعا فرمائی۔ روایت کے اگلے حصہ کے الفاظ یہ ہیں

''قَالَ ھٰٓؤُلَآءِ اَھلُ بَیتِی فَاذْھِبْ عَنھُمُ الرِّجْسَ مُطَھِّرْھُم تَطھِیرًا''۔

ترجمہ : ''اے اللہ تعالیٰ! یہ میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام ہیں۔ تو ان سے ہر آلودگی کو دُور رکھ کر ایسا پاک فرما دے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے''۔

اگر آیات مبارکہ کی تفسیر وتشریح میں تفصیلاً جایا جائے تو میں اپنے اصل موضوع سے دُور ہو جاؤں گا، صرف اشارتاً اور مختصراً عرض کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کروں گا۔

آیتِ مباہلہ

''فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ''۔ [آلِ عمران 3، آیت 61]

ترجمہ : ''تو ان سے فرما دیجئے! ...... آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر عجز وانکساری سے اللہ ربّ العزت کے حضور دُعا کریں اور بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر''

اس آیت مبارکہ کے نزول پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کو گود میں لیا۔ امام حسن علیہ السلام چھوٹی انگلی پکڑے، سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا کے پیچھے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نورانی قافلے والوں کو ارشاد فرما رہے تھے کہ جب میں دُعا کروں، آپ سب نے آمین کہنا ہے۔

جب نصاریٰ کے سردار پادری نے اس پنجتن پاک کے نورانی قافلے کو آتے دیکھا تو وہ اپنے پیروں کاروں اراکین وفد سے ان الفاظ میں مخاطب ہوا

''اِنِّی لَاَرٰی وُجُوھًا لَوسَاَلُوا اللّٰہَ اَن یّذِیْل جَبلًا مِنَ مَّکَانِہٖ لَاَ ذَلَّہٗ''

ترجمہ: ''اے میری جماعت! میں ایسے نورانی چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کر دیں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ انکی دُعا قبول فرماتے ہوئے پہاڑ کو ہٹا دے گا، تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہیں بچے گا''۔ عیسائیوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور مباہلے کے بغیر واپس چلے گئے۔

اس موقع پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا، اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رَبّ العزت کی قسم جسکے قبضہء قدرت میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے عیسائیوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اگر یہ مباہلہ کرتے تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا۔ عذاب الٰہی کی آگ سے انکے جنگلوں میں آگ بھڑک اُٹھتی۔ ایک سال تک تمام عیسائی صفحہ ہستی سے مٹ جاتے۔

[تفسیر خازن، مطبوعہ مصر، جلد 1، مرتضیٰ، م، مولا علی صفحہ 349]

اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے دُرود شریف

اللہ رَبّ العزت نے ایمان والوں کو دُرود وسلام پیش کرنے کا حکم فرمایا

''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا''۔ [الاحزاب 33، آیت 56]

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے دُرود شریف بھیجتے ہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر۔ اے ایمان والو! دُرود شریف بھیجا کرو اور کثرت سے سلام پیش کیا کرو''۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہِ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا، ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ نماز میں التحیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کیسے عرض کرنا ہے (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا اسکی وضاحت فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود شریف کیسے پڑھا کریں؟''
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''ایسے پڑھا کرو

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ''

[صحیح مسلم، جلد 1]

ترجمہ: ''اے اللہ رَبّ العزت! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر دُرود مبارکہ بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام اور انکی آل پر دُرود مبارکہ بھیجا۔ بے شک تو ہی حمد وثنا کے لائق ہے، بزرگ و برتر ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درُودِ مبارکہ میں اپنی اہل بیت اطہار علیہم السلام کو شامل فرمایا۔ ایسا درُود شریف جس میں اہل بیت اطہار علیہم السلام شامل نہ ہوں، وہ درُود پاک ناقص ہوتا ہے۔

سوال تحفہ اثناء عشریہ میں صلوٰۃ وسلام یعنی درُود وسلام بالاستقلال بارہ (12) امام کے حق میں لکھا ہے حالانکہ یہ اَمر اہل سنت والجماعت کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس واسطے کہ اس میں اہل بدعت کی مشابہت لازم آتی ہے اور اہل سنت نے ایسی مشابہت سے پرہیز کرنا اپنے لئے لازم جانا ہے تو اس اَمر کے جواز کیلئے سند اہل سنت کی کتب معتبرہ سے بیان کرنا چاہیے۔

جواب تحفہ اثناء عشریہ میں کسی جگہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں نہیں لکھا گیا البتہ لفظ علیہ السلام کا حضرت امیر المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وحضرت سیّدۃ النساء وجناب حسنین کریمین علیہم السلام و دیگر ائمہ کے حق میں مذکور ہے اور اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق میں درست نہیں اور لفظ سلام کا غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔

اسکی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ حدیث میں علی الخصوص صحیح بخاری میں حضرت علی و حضرات حسنین کریمین و حضرت فاطمۃ ابوداؤد و الزہراء علیہم السلام وحضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذِکر مبارک کے ساتھ لفظ علیہ السلام کا مذکور ہے البتہ بعض علماء ماوراء النہر نے شیعہ کی مشابہت کے لحاظ سے اسکو منع لکھا ہے لیکن فی الواقع مشابہت بدوں کی امر خیر میں منع ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی کتاب اصول

حنفیہ کی شاشی ہے، اس میں نفس خطبہ میں بعد حمد وصلوٰۃ کے لکھا ہے، ''والسلام علی ابی حنیفة و احبابه ''یعنی سلام نازل ہو حضرت ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر اور آپکے احباب پر اور ظاہر ہے کہ مرتبہ حضرات موصوفین کا جن کا نام نامی اُوپر مذکور ہوا ہے، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سے کم نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک بھی لفظ سلام کا اطلاق ان بزرگوں کی شان میں بہتر ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے لفظ علیہ السلام کا غیر انبیاء کی شان میں کہنا چاہیے۔ چنانچہ یہ حدیث ہے

''علیه السَّلام تَحيَّة المَوْتٰی''

ترجمہ: یعنی ''اموات کی شان میں علیہ السلام کہنا ان کیلئے تحفہ ہے''۔

یعنی بلا تخصیص ہر میت مسلمان کیلئے لفظ علیہ السلام کا تحفہ ہے تو اہل اسلام میں غیر انبیاء کی شان میں بھی علیہ السلام کہنا شرعاً ثابت ہے۔ فقط

خلیل الرحمٰن برہان پوری علیہ الرحمۃ کا یہ کلام ہے جو کہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے

''الاية الثالثة قول تعالٰی، ''سلام علے الیاسِین'' فقد نقل جماعة من المفسرین عن ابن عباسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عنهما انّ المراد بذالک سلام عَلٰی اٰل محمّد و کذا قاله الکلبی فهو صلی الله علیه و اٰله سلّم داخل بالطریق الاولٰی و النصّ کما فی اللّٰهم صَلّ عَلٰی اٰل ابی اَوفٰی''

ترجمہ : یعنی تیسری آیت یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، ''سلام علی الیاسین ''تو ایک جماعت مفسرین نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس کلام پاک سے مراد یہ ہے کہ سلام علی اٰلِ محمد، ایسا ہی کلبی کا قول

ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں سلام فرمایا ہے، ان میں جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم بھی داخل ہیں یا اس وجہ سے کہ جب اس آیت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے حق میں سلام فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بطریق اولیٰ سلام ہوا یا اس وجہ سے کہ ظاہر طور پر خود نص سے یہ اَمر ثابت ہے اس بناء پر کہ آل محمد سے مقصود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"۔

"اللّٰھم صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِی اَوفٰی "تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل ابی کا لفظ فرمایا حالانکہ اس سے مقصود خاص ابی اوفٰی تھے۔ بغوی نے بھی معالم التنزیل میں یہ روایت لکھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ میں فرمایا ہے،"وَالسَّلَام عَلٰی مَنِ اتَّبعَ الْھُدٰی "یعنی سلام ہے اس پر جس نے راہِ راست اختیار کی تو اس آیت مبارکہ میں تخصیص انبیاء کرام کی نہیں"۔

[فتاویٰ عزیزی (کامل)، صفحہ 261، ناشر ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی]

ایسا ہی تفسیر کبیر میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاں بھی اہل بیت اطہار علیہم السلام کا ذِکر کیا ہے، وہاں انکے اسمائے مبارکہ کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ لکھا ہے، نہ کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اِرشادِ خاص

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

"لَا تُصَلُّوْ عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ الْبُتْرَاء فَقَالُوا وَمَا الصَّلٰوۃُ الْبُتْرَاءُ قَالَ تَقُولُونَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَتُمْسِکُوْنَ

بَلْ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ''۔

[الصواعق اللحرقہ 146]

ترجمہ: مجھ پر ناقص وابتر درُود پاک نہ بھیجا کرو۔ بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا گیا کہ ناقص وابتر درُود پاک کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ '' کہہ کر خاموش ہوجائے، رُک جائے بلکہ اس طرح عرض کیا کرو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ''۔

نقطہ

اس فرمانِ ذیشان سے ثابت ہوا کہ جس درُود شریف میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل شامل نہ ہو، وہ درُود شریف ناقص ہے۔ جب تک آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل پاک پر درُود شریف نہ پڑھا جائے نماز کی تکمیل نہیں ہوتی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بارگاہِ اہل بیت اطہار علیہم السلام میں عرض کیا ہے

''یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللهِ حُبُّکُمْ فَرَض'' مِّنَ اللهِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَه، کَفَاکُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَه''۔

[الصوعق الحرقہ مرقات المفاتح مرتضی مشکل کشا صفحہ 351]

ترجمہ :اے اہل بیت اطہار علیہم السلام! اللہ ربّ العزت نے اپنی نازل کردہ کتاب قرآن حکیم میں آپ علیہم السلام کی محبت کو فرض فرمایا ہے۔ آپ علیہم السلام کی قدر و منزلت کیلئے یہی کافی ہے کہ جو بندہ آپ علیہم السلام پر درُود شریف نہ پڑھے، اسکی نماز ہی کامل نہیں ہوتی۔

ے دِل میں ہے مجھ بے عمل کے داغ عشق اہل بیت
ڈھونڈتا پھرتا ہے دامنِ ظلِّ حیدرؓ مجھے [علامہ اقبال]

آیت کرامت

''فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ''۔[البقرۃ 2، آیت 37]

ترجمہ: ''سیکھ لیے (حضرت) آدم (علیہ السلام) اپنے رَبّ تعالیٰ سے چند کلمات کو جن سے اُنکی توبہ قبول ہوگئی''۔

جب حضرت آدم وحوا علیہما السلام اپنی خطا کی وجہ سے جنت سے دُنیا میں اُتار دیئے گئے، کئی سو سال تک بارگاہِ خداوندی سے معافی طلب کرتے رہے۔ گریہ وزاری کرتے رہے لیکن توبہ کو قبولیت سے نہ نوازا گیا۔ پھر کچھ کلمات انکو القاء ہوئے جنکے وسیلہ سے اللہ رَبّ العزت کی بارگاہ میں دست بہ دُعا ہوئے۔ اللہ رَبّ العزت نے اُسی وقت انکی دُعا و توبہ کو قبولیت کے شرف سے نواز دیا۔

وہ کلمات کیا تھے......؟

صاحب تفسیر درِ منثور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث مبارک نقل کرتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون سے کلمات تھے جو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب بنے تھے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا ''اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم وَّعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام وَفَاطِمَةَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَحَسَن عَلَيْهِ السَّلَام وَحُسَيْنٍ عَلَيْهِ السَّلَام''، ہماری توبہ قبول فرمالے۔ حق تعالیٰ شانہ نے توبہ قبول فرمالی۔

ترجمہ: ”اے اللہ ربّ العزت! بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام ہمارے توبہ قبول فرما“۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی دُعا مانگ ہی رہے تھے حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے۔ پیغامِ خداوندی دیا کہ اے (حضرت) آدم (علیہ السلام)! ہم نے آپ (علیہ السلام) کی توبہ قبول فرمالی ہے۔ اے (حضرت) آدم (علیہ السلام)! ان اسمائے گرامی کے وسیلے سے اگر آپ (علیہ السلام) اپنی ساری اولاد کی بخشش طلب کرتے تو آپ (علیہ السلام) کی ساری اولاد کو بخش دیا جاتا۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خواں اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دُشمنانِ اہل بیت
کس زباں سے ہو بیاں عزّ و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت
اُنکی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت
اُنکے گھر میں بے اجازت جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دُشمنانِ اہل بیت

[مولانا حسن رضا خان]

آیت رَضا

''وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ''۔ [الضحیٰ 93، آیت 5]

ترجمہ : ''اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا رَبّ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) راضی ہو جائیں گے''۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رَضا یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے کوئی بھی فرد دوزخ میں نہ جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ رَضَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّارَ''۔

ترجمہ : ''آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رَضا یہ ہے کہ انکے اہل بیت اطہار علیہم السلام میں سے ایک فرد بھی آگ میں نہ جائے''۔

ایک اور حدیث مبارکہ

''عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَصِيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِبَيْتِ فَاَعْطَها''۔ [حدیث صحیح]

ترجمہ : ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رَبّ کریم سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت اطہار (علیہم السلام) میں سے ایک فرد بھی دوزخ میں نہ جائے۔ اللہ رَبّ العزت نے میری یہ التجاء قبول فرمائی''۔

بغیر حُب اہل بیت عبادت حرام ہے ...... زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

قارئین محترم ......آپ یہ نہ خیال کرلیں کہ راقم نے نماز جو کہ اِسلام کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے، سے بیزاری یا لاپرواہی کا اِظہار کیا ہے [العیاذ باللہ]۔ایک مسلمان ایسی جسارت تو درکنار، سوچ بھی کیسے سکتا ہے۔راقم ایسی نماز کو سلام کرتا ہے جو دُشمنانِ اہل بیت رسول ادا کرتے ہیں جو میدانِ کربلا میں نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول، سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں تعجیل کر رہے تھے کہ اس نورانی قافلہ کو جلدی جلدی ٹھکانے لگا کر نماز پڑھیں، نماز میں تاخیر ہو رہی ہے۔

شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مقدس پر خنجر چلا کر، شہزادیوں کے چہروں پر طمانچے مار کر، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر کے، خیمے جلا کر، جوان شہزادوں کے جسم کے ٹکڑوں پر گھوڑے دوڑا کر، عزت مآب وعفت مآب شہزادیوں کو قیدی بنا کر جو نمازیں پڑھی جائیں، اللہ ربّ العزت ان سے محفوظ رکھے۔ یہ کچھ آیات قرآنی جن سے عظمت اہل بیت اطہار علیہم السلام کا نور چمک رہا ہے، آپکی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔اس اُمید پر کہ شاید کوئی قاری ان قرآنی نورانی شعاعوں سے اپنے دِل کی بستی کو عشق اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور کرلے اور اسکا یہ عمل اس حقیر پُرتقصیر کی نجات کا سبب بن جائے۔

احادیث مبارکہ

اے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا دَم بھرنے والو! اپنے آپکو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وادی کا باسی سمجھنے والو! اپنے آقا و مولیٰ، جانوں سے اولیٰ بے سہاروں

کے سہارا، بے چاروں کے چارا، عاصیوں کی جائے پناہ، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو غور سے ملاحظہ کرو۔ بار بار پڑھو، دِل ودماغ کی لوح پر نقش کرلو۔ نقش تو تب ہی ہوگا جبکہ اپنے دِل ودماغ سے خارجیت وناصبیت کے جراثیموں کو مار بھگاؤ۔ لوحِ دِل و دماغ کو عجز وانکساری وندامت کے پانی سے صاف کرو پھر عشق رسول واہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیج بوؤ تو اللہ ربّ العزت سے نصرت کے طلب گار بن کر اپنی آنکھوں کے پانی سے اسکی آبیاری کرنا، انشاء اللہ العزیز دونوں جہانوں میں کامرانی نصیب ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

''اَحِبُّو اللّٰہَ لِمَا یَغْذُو کُمْ مِّنْ نِعَمِہٖ وَاَحِبُّونی بِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّو اَھْلَ بَیْتِیْ بِحُبّتِیْ''۔ [ترمذی شریف، جلد دوم]

ترجمہ : ''اللہ ربّ العزت سے محبت کرو کہ تمہیں نعمتوں سے نوازتا ہے اور اللہ ربّ العزت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے محبت کیا کرو''۔

قارئین کرام ...... کیا زبان سے محبت کے الفاظ ادا کر دینے سے محبت ثابت ہو جاتی ہے؟ ہرگز نہیں ہر دعویٰ کیلئے دلیل کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ آپکے ذوقِ طبع کیلئے یہاں ایک مجازی عاشق (مجنوں) کا واقعہ پیش کرتا ہوں کہ اپنی محبوبہ کی محبت میں وہ کہاں تک چلا گیا۔ ایک مرتبہ مجنوں ایک کتے کا پاؤں چوم رہا تھا۔ لوگوں نے ملامت کی کہ تمہیں شرم آنی چاہیے کہ ایک ناپاک جانور کے پاؤں چوم رہے ہو۔ قیس عامری (مجنوں) ملامت کرنے والوں کو ان الفاظ میں جواب دیتا ہے

ـ فَقَالَ دَعُو الْمَلَامَةَ اِنَّ عَیْنِیْ
رَاَتْہٗ، مَرَّۃً فِیْ حَیِّ لَیْلٰی
[جذب القلوب]

ترجمہ: ”اے ملامت کرنے والو! میں ویسے ہی اس کتے کا پاؤں نہیں چوم رہا۔ میں نے ایک مرتبہ اس کتے کو اپنی محبوبہ لیلٰی کی گلی سے گزرتے دیکھا ہے۔ جو قدم میری محبوبہ کی گلی سے مس ہو جائیں، انکو چومنا میرے لیے باعث سکون و راحت ہیں“۔

محبت کی دیوانگی و وارفتگی بندہ کو محبوب کے دَر و دیوار و کھنڈرات کو بھی چومنے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ ایسا کر کے راحت محسوس کرتا ہے۔ قیس یعنی مجنوں نے کیا خوب کہا ہے

ـ اَمُرُّ عَلٰی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیْلٰی
اُقَبِّلُ ذَالْجِدَارِ وَ ذَالْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

ترجمہ: ”لیلٰی کی بستی کے قریب سے گزرتا ہوں۔ کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کبھی اسکو۔ مجھے اس گھروں اور دَر و دیوار سے محبت نہیں ہے بلکہ اس محبوب کی محبت نے وارفتگی دے دی ہے جو کبھی یہاں سکونت پذیر تھا۔ حقیقتاً یہ محبت محبوب ہے جو مجھے دَر و دیوار چومنے پر مجبور کرتی ہے“۔

ذرا سوچئے......!

مجازی عاشق و محبّ کی محبت کا تو یہ حال ہے اور وہ محبت جسکا تقاضا ہم سے خدا بزرگ و برتر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر رہے ہیں، ہم اس پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؟ آئیں ذرا اپنا محاسبہ کریں کہ خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر جن کو آقا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے نسبتیں ہیں، ہم نے محبت کا کیا حق ادا کیا ہے؟ اگر آپ پیر ہیں تو غور کریں کہ کبھی مریدین کے جھرمٹ میں مسند عالی پر براجمان ہوتے ہوئے کسی سیّد زادے کے احترام کیلئے اپنی مسند خالی کی ہے، سیّد زادے کی تعظیم و توقیر کا حق ادا کیا ہے؟

اگر آپ عالم دین ہیں تو کیا کبھی زندگی میں کسی سیّد زادے کے احترام کیلئے منبر سے نیچے آئے ہیں؟ عوام کے جم غفیر میں کسی سیّد زادے کے ہاتھوں کو چومنے کی سعادت حاصل کی ہے؟ اگر آپ مالدار ہیں تو اپنی سابقہ زندگی پر غور کریں کہ کبھی اپنی اولاد و عیال کی ناز برداریاں اُٹھاتے ہوئے خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاجت مندوں کا بھی خیال آیا ہے؟ راقم کے تجربہ و مشاہدہ کی روشنی میں اکثریت کا جواب نفی میں ہو گا اور جس خوش قسمت کا جواب اثبات میں ہے، راقم اسکے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا فخر سمجھتا ہے۔

اگر آپکا تعلق عدلیہ سے انتظامیہ سے ہے یا رہا ہے تو کیا کسی سیّد زادے کو سزا سناتے ہوئے یہی نیت کر کے سزا سنائی ہے کہ شہزادے کے پاؤں یا جسم پر غلاظت لگ گئی ہے [گناہ کی]، اُسے صاف کر رہا ہوں؟ نہیں نہیں! ہرگز نہیں! ایسا آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ کرسی و منصب کا نشہ بندے کو ایسا بدمست بنا دیتا ہے کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ قربان جاؤں ان فقہاء و محدثین کی خاکِ پا پر جنھوں نے اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَدب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے تحریر فرمایا کہ بشری تقاضے کی وجہ سے اگر کسی سیّد زادے سے گناہ سرزد ہو جائے تو قانون شرعی کے مطابق قاضی اس پر حد و تعزیر نافذ کرے لیکن سزا سناتے وقت وہ یہ سوچے کہ میں سیّد زادے کو سزا سنا رہا ہوں بلکہ نیت یہ ہونی چاہیے کہ شہزادے کے جسم پر غلاظت یا گرد پڑ گئی ہے [گناہ کی]، اسکو صاف کر رہا ہوں۔ یہ ہے احترامِ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دیوار کو چومنا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو فقہ مالکیہ کے بانی، فقیہہ و محدث اور امام العصر تھے۔ان سب سے بڑھ کر وہ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ایک مرتبہ دیکھا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی ایک بوسیدہ و پرانی سی دیوار کو بوسے دے رہے ہیں۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ اتنی بڑی شخصیت عظیم فقیہہ آج یہ کیسی حرکت کر رہے ہیں۔ دیوانوں کی طرح دیوار کو چوم رہے ہیں۔عرض کیا گیا حضور! اس دیوار کو کیوں چوم رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا، اے سوال کرنے والے! تم تو دیکھتے ہو کہ میں دیوار کو چوم رہا ہوں۔نہیں! نہیں! میں درحقیقت ''نگاہِ یار'' کو چوم رہا ہوں۔ میں یہاں سے گزر رہا تھا، اس بوسیدہ دیوار کو دیکھا۔ دِل میں خیال آیا کہ اسکی بوسیدگی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی قدیم دَور کی ہے، شاید میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حیات ظاہری کے دَور کی ہو اور کبھی ادھر سے گزرتے وقت میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر رحمت اس پر پڑی ہو۔اسی خیال نے مجھے بیقرار کیا۔دِل نے چاہا کہ اسکو بوسے دے کر تسکین حاصل کرلوں، من ہی من میں نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوم رہا ہوں۔ یہ محبت کے انداز ہیں جو کتابوں سے نہیں ملتے۔جب لوحِ دِل پر نقش محبت اُبھر آتا ہے تو پھر اسکے انداز انوکھے و نرالے ہوتے ہیں۔ عام آدمی کی عقل اسکو سمجھنے سے قاصر ہوتی ہے۔

؎ مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا ...... اُسے چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

محبت کی بات سے بات دُور نکل گئی۔ ارشاداتِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ارشاد فرمایا

''اَدِّبُو اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ

اَهْلِ بَیْتِہٖ وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰن"۔

[جامع الصغیر، جلد اوّل، علامہ سیوطی]

ترجمہ : "اپنی اولادوں کو تین خصائل سکھاؤ۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام اور قرآن مجید کی قرأت"۔

قارئین کرام ...... ہر فردِ اُمت اس حدیث مبارکہ کے تناظر میں اپنا محاسبہ کرے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشادِ گرامی کے مطابق میں نے اپنی اولاد کی تربیت کی ہے؟

اگر جواب ہاں میں ہے تو مبارک ہو، آپ واقعی خوش نصیب، خوش بخت بلکہ مقدر کے سکندر ہیں۔ آپ نے اپنی اولاد کو عظیم تحفہ دے کر دولتِ ادب وعشق سے مالا مال کر دیا ہے اور اگر جواب نفی میں ہے تو آپ کیلئے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی بدبختی کو خوش بختی سے بدل کر آپکو اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں جو منشاءِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

محبتِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بغیر ایمان نامکمل

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں

"لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَتَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ عِتْرَتِہٖ وَاَهْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَهْلِہٖ وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذَاتِہٖ"۔

[نور الابصار، صفحہ 114، باب مدینۃ العلم، صفحہ 352]

ترجمہ : "کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُسے اسکی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اسکو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو جائے اور میرے اہل اسکو اپنے اہل سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور میری

ذات سے اپنے آپ سے بڑھ کر محبت نہ کرے''۔

قارئین کرام ...... ایک مرتبہ پھر بحرِ فکر میں غوطہ زن ہو کر اپنے آپ کو تلاش کریے کہ آپ محبت کے اس معیار پر کہاں نظر آتے ہیں؟ اللہ رَبّ العزت سے التجاء ہے کہ موت سے پہلے ہمیں فکر اور اپنا محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں ورنہ وقت گزر جانے کے بعد سوچ و بچار اور افسوس کا کیا فائدہ۔

محبتِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا اعزاز

آقائے دو جہاں، مالک کون و مکان، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ سیدین حسنین کریمین علیہما السلام کے نورانی ننھے ننھے ہاتھوں کو تھام کر ارشاد فرمایا

''مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاَحَبَّ اَبَاھُمَا کَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ''۔

[جامع ترمذی، مسند امام احمد، کنز العمال]

ترجمہ : ''جس کسی نے مجھ سے محبت رکھی، ان دونوں شہزادگان سے محبت قائم رکھی اور انکے والدین کریمین (حضرت علی علیہ السلام وسیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا) سے محبت قائم رکھی، قیامت کے دِن وہ میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا''۔

اے محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

مبارک ہو...... مبارک ہو...... مبارک ہو!

آپ کتنے خوش نصیب ہیں......! کون ہے جو آپکے مقدر کا مقابلہ کر سکے؟ آپکی قسمت پر جتنا بھی رَشک کیا جائے، کم ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجے اور

معیت میں کسی نبی، رسول، صدیق، شہید، ولی کو سکونت پذیر ہونے کا حق حاصل نہیں ہے لیکن رحمۃ اللعالمین کا بحرِ رحمت جب جوش میں آیا تو اپنے اور اپنے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے محبّین پر کرم کی انتہا کر دی۔ فرمایا میرے اور انکے محبّین روزِ حشر میرے ساتھ، میرے مقام پر ہوں گے۔

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ...... تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قابل توجہ ...... آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے محبّین کو محبتِ حسنین کریمین طاہرین علیہما السلام اور مولا علی شیرِ خدا علیہ السلام وسیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی محبت سے مشروط کر دیا ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تب ہی فائدہ مند ہوگی جب ان چاروں سے بھی محبت ہوگی۔ ان چاروں کو چھوڑ کر اگر کوئی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس کے وسیلہ کے بغیر قربِ خداوندی حاصل نہیں ہو سکتا، اسی طرح ان نفوس قدسیہ کے وسیلہ کے بغیر قرب ومعیّت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل نہیں ہو سکتا۔

محبانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے مزید بشارتیں

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبِ کشاف کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔ ان ارشاداتِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں محبانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے نویدِ مسرت اور دشمنانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے عذاب کی وعید ہے۔

1. ''مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَاتَ شَهِيْدًا''

2. ''اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ''

3 ’’الا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَاتَ تَائِبًا‘‘

4 ’’الا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَکْمِلَ الْاِیْمَانَ‘‘

5 ’’الا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بَشرہ مَلَکُ الْموتِ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ منکر و نکیر‘‘

6 ’’الا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَذَفُّ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تَذَفّ الْعُرُوسُ اِلٰی بَیْتِ زَوجِھَا‘‘

7 ’’الا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فُتِحَ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ بَابٰکَ اِلَی الْجَنَّۃِ‘‘

8 ’’الا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جَعَلَ اللّٰہُ قَبْرَہٗ مَزار مَلٰئِکَۃِ الرَّحْمۃِ‘‘

9 ’’الا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَاتَ عَلَی السّنۃ والجماعت‘‘۔ [تفسیر کبیر، جلد 7]

ترجمہ : 1 ”جو کوئی محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فوت ہوا، اس نے شہادت کا رُتبہ پایا“۔

2 ” خبردار....! ...... جو شخص محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فوت ہوا، اسکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں“۔

3 ” خبردار....! ...... جو شخص محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فوت ہوا، تائب فوت ہوا“۔

4 ” سن لو....! ...... جو محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فوت ہوا، مکمل ایمان کے ساتھ فوت ہوا“۔

5 ” خبردار....! ...... جو محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فوت ہوا، ملک الموت اور پھر منکر نکیر اسکو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں“۔

6 ” خبردار....! ...... جو محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فوت ہوتا ہے، اسے ایسی عزت کے ساتھ جنت میں داخل کیا جاتا ہے جیسے دُلہن کو دُولہا کے گھر“۔

7 ” خبردار....! ...... جو اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت پر فوت ہوتا ہے، اس کی قبر میں جنت کے باب کھول دیے جاتے ہیں“۔

8 ” آگاہ ہو جاؤ ...... جو شخص محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر فوت ہو، اللہ تعالیٰ اسکی قبر کو فرشتوں کیلئے زیارت گاہ بنا دیتے ہیں“۔

9 ” خبردار....! ...... محبت اہل بیت علیہم السلام پر مرا، وہ مسلکِ اہل سنت والجماعت پر فوت ہوا“۔

دُشمنانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کیلئے عذاب کی وعید

دُشمنانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو خبردار فرماتے ہوئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبرتناک وعیدیں اِرشاد فرمائیں۔

1 ''اَلا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَکْتُوْبًا بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ''۔

2 ''اَلا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَاتَ کَافِرًا''۔

3 ''اَلا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی بُغْضِ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَمْ یَشُمَّ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ''۔ [تفسیر کبیر، جلد 7]

ترجمہ: 1 ''غور سے سن لو...... جو بھی بغضِ اہل بیت اطہار علیہم السلام میں مرا، قیامت کے دِن وہ اس حال میں پیش ہوگا کہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا، ''اللہ ربّ العزت کی رحمت سے مایوس''۔

2 ''خبردار....! ...... جو شخص بغضِ اہل بیت اطہار علیہم السلام میں مرا، اسکی موت کفر پر ہوئی یعنی کافر مرا''۔

3 ''خبردار....! ...... دھیان سے سنو جو بغضِ اہل بیت اطہار علیہم السلام پر مرا وہ جنت کی خوشبو سے محروم کردیا جائے گا''

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خواں اہل بیت

تم کو مژدہ نار کا اے دُشمنانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنت اللہ علیکم دُشمنانِ اہل بیت

[مولانا حسن رضا خان]

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ محترمہ نے مجھے اپنے اور میرے لیے دُعا کروانے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں بھیجا۔ میں نے نمازِ مغرب وعشاء آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں ادا کیں۔ نماز سے فارغ ہو کر میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب فرمایا کہ تم (حضرت) حذیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہو؟ عرض کیا، جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ارادے سے باخبر ہو کر فرمایا، اللہ ربّ العزت تمہاری والدہ اور تم پر کرم فرمائیں، مغفرت فرمائیں۔ پھر ارشاد فرمایا، ابھی ایک فرشتہ بارگاہِ خداوندی سے آیا تھا جو اس سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا۔ یہ مجھے بحکم خداوندی سلام پیش کرنے اور یہ خوشخبری سنانے آیا کہ

''اِنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ''۔

[جامع ترمذی شریف، صفحہ 209]

ترجمہ: ''بے شک (حضرت) فاطمۃ الزہراء (سلام اللہ علیہا) جنت کی

عورتوں کی سردار ہیں اور بے شک وشبہ حضرات حسنین کریمین (علیہما السلام) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں"۔

دُعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو میں کسی کام کی غرض سے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک میں کوئی چیز چھپائی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس میں کیا ہے؟ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر ہٹائی تو دیکھا کہ حضرات حسنین کریمین علیہما السلام ہیں جنہیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پہلوؤں پر اُٹھایا ہوا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مقدس الفاظ ارشاد فرمائے

"ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَاءُ بِنْتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا"۔ [ترمذی شریف]

ترجمہ : "یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ ربّ العزت! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی انہیں محبوب بنا اور جو ان سے محبت رکھے، اس سے بھی محبت فرما"۔

"مَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیُحِبَّ ھٰذَیْنِ"۔ [الاصابہ، جلد1]

ترجمہ : "جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے، ان دونوں (حضرات حسنین کریمین علیہم السلام) سے محبت کرے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مقدس سے ثابت ہوا محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی قبول ہوتی ہے جو غلامئ حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کے وسیلے سے کی جائے۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے وسیلے کو چھوڑ کر جو محبت کا دعویٰ ہے، وہ نفس کا

فریب تو ہوسکتا ہے، محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہوسکتی۔

نگاہیں جھکانے کا حکم

تمام جہانوں کی عورتوں کی سرداری کا تاج شہزادیٔ کونین سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو عطا ہوا۔ وہ سیدہ جن کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جگر کا ٹکڑا قرار دیا۔ جن جن انعامات سے حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو نوازا گیا، انکا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ ایک خاص اعزاز جو سیّدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو عطا ہوا، اسکی روایت حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں کہ آقادو جہاں، آسراء عاصیاں، شافع روزِ محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزِ حشر عرش کے پردے کی اوٹ سے ایک منادی پکار کر اعلان کرے گا

''یَا اَھلَ الْجَمعِ نکّسو رُؤسَکُم وَغضو اَبْصارَکُم حتّی تَمُرَّ فَاطِمَۃُ (سَلام اللّٰہِ عَلَیْھا) بِنتِ مُحَمَّدٍ (صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم) عَلَی الصِّرَاطِ فتمُرُّ مَعَ سَبعِیْنَ اَلْف جَارِیَۃٍ مِّنَ الْحُورِ الْعِیْنِ کَمَرَّ الْبُرَاقِ''۔ [صواعق محرقہ، صفحہ 190]

ترجمہ: ''اے اہل محشر...... اپنے سروں کو جھکالو، نظریں نیچی کرلو۔ یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا پل صراط سے گزر جائیں۔ آپ سیّدہ سلام اللہ علیہا ستّر (70) ہزار حوروں کے جھرمٹ میں تیز براق کی طرح گزر جائیں گی''۔

ے صادقہ صالحہ رافیہ زاکیہ ...... صاف دل نیک خو پارسا شاکرہ
عابدہ زاہدہ ساجدہ ذاکرہ سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

ذرا غور فرمائیں ......میدانِ حشر میں کون ہوں گے؟ جن میں انبیاء کرام علیہم السلام ہوں گے، صدیقین، شہداء اور صالحین حتیٰ کہ ہر اُمت و طبقہ کے افراد ہوں گے، یہ خطاب، یہ ندا اور یہ حکم سب کیلئے یکساں ہوگا۔ سیّدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا وہ واحد ہستی ہیں جنکی اس انداز سے عزت افزائی ہوگی۔

جہنم سے محفوظ

حضرت سیّدہ کائنات کا نام نامی اسم گرامی محترمہ ''فاطمہ'' ہے۔ ''فطم'' کا معنی ہے روکنا۔ آپ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو ''فاطمہ'' کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ اپنے محبین وعقیدت مندوں کو دوزخ سے روک لیں گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

''اِبْنَتِی فَاطِمَةُ (سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا) حَوْرَا آدِمِيَّةٌ وَلَمْ تَطْمِثْ وَاِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ (سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا) لِاَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَمُحِبَّهَا عَنِ النَّارِ'' [کنز العمال، مسند امام احمد]

ترجمہ : ''میری بیٹی (حضرت) فاطمۃ الزہراء (سلام اللہ علیہا) انسانی حور ہے جو حیض ونفاس کے عوارض سے منزّہ و پاک ہے۔ اسکا نام (حضرت) فاطمۃ الزہراء (سلام اللہ علیہا) اسلئے ہے کہ خداوند تعالیٰ اسے اور اس سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا''۔

سبحان اللہ.....! ......کتنا عظیم اعزاز ہے ان خوش نصیبوں کے لیے جو حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اور ان کی اولادِ اطہار علیہا السلام سے محبت وعقیدت کی وجہ سے جہنم سے محفوظ رہنے کے مستحق بن گئے۔ آئیں میں اور آپ بھی صمیم قلب سے بارگاہِ رحمٰن ورحیم

میں دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حشر بھی سیّدہ پاک سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے غلاموں و محبین میں فرمائے۔

[آمین بحرمۃ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جد الحسن والحسین علیہما السلام]

منافق کی پہچان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

''مَا کُنَّا نَعرِفُ الْمُنَافِقِینَ اِلاَّ بِبُغْضِھِمْ عَلِیًا عَلَیْہِ السَّلام''۔ [مختصر تاریخ دمشق، جلد 17]

ترجمہ: ''ہم منافقین کو حضرت علی شیرِ خدا علیہ السلام کے بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے''۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے روحوں کو پیدا کیا، دانے سے شگوفے نکالے! میرے ساتھ اللہ ربّ العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکا وعدہ فرمایا ہوا ہے

''لَا یُحِبُّکَ اِلاَّ مُؤمِنٌ'' وَلَا یُبْغِضُکَ اِلاَّ مُنَافِقٌ''۔

[تاریخ دمشق]

ترجمہ: ''اے (حضرت) علی المرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)! تجھ سے صرف ایمان دار ہی محبت کریں گے اور تجھ سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا''۔

اسی طرح کی ایک روایت اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ (حضرت) علی (علیہ السلام) تجھ سے مؤمن ہی محبت کریں۔

''وَلَا یُبْغِضُکَ اِلاَّ مُنَافِقٌ'' اَوْ کَافِرًا'' [مختصر تاریخ دمشق]

ترجمہ: ''اور تجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہوگا یا کافر''۔

حضرت علی المرتضیٰ، شیر خدا علیہ السلام کیلئے بشارتیں

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

''یَا عَلِیُّ (عَلَیْہِ السَّلَام) اِنَّکَ اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ فَتَدْخُلُھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ بَعْدِی''۔

[الریاض النضرۃ، جلد 3]

ترجمہ: ''اے حضرت علی علیہ السلام! میرے بعد باقی تمام لوگوں میں سے سب سے پہلے تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹا کر بلا حساب جنت میں جاؤ گے''۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''وَمَکْتُوْبٌ'' عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مَحَمَّد'' رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عَلِی'' (عَلَیْہِ السَّلَام) اَخُو رَسُوْلِ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) قَبْلَ اَنْ تَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ بِاَلْفَی سَنَۃً''۔ [مختصر تاریخ دمشق]

ترجمہ: ''آسمانوں کی پیدائش سے دو (2) ہزار سال پہلے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہے ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ ربّ العزت کے رسول ہیں۔ (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بھائی ہیں''۔

ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہُ الکریم بھی شامل تھے۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ میں دُعا

مانگ رہے تھے

''اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیُ حَتّٰی تُرِیَنِیُ عَلِیًّا (عَلَیْهِ السَّلَام)''۔

[جامع ترمذی]

ترجمہ: ''یا اللہ! (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام) کو دیکھنے سے پہلے مجھ پر موت وارد نہ فرمانا''۔

سبحان اللہ! آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسی محبت ہے مولا علی، شیر خدا علیہ السلام سے

کمالاتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے مظہر

آقائے دو جہاں رحمت عالمیاں محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں

''مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ (عَلَیْهِ السَّلَام) فِیُ عِلْمِهٖ وَاِلٰی نُوحٍ (عَلَیْهِ السَّلَام) فِیُ فَهْمِهٖ وَاِلٰی اِبْرَاهِیْمَ (عَلَیْهِ السَّلَام) فِیُ حِلْمِهٖ وَاِلٰی یَحْیٰی بْنُ زَکَرِیَا (عَلَیْهِ السَّلَام) فِیُ زُهْدِهٖ وَاِلٰی مُوسٰی بْنِ عِمْرَانَ (عَلَیْهِ السَّلَام) فِیُ بَطْشِهٖ فَلْیُنْظُرْ اِلٰی عَلِی بْنِ اَبِی طَالِب (عَلَیْهِ السَّلَام)''

[الریاض النظرۃ، جلد 3]

ترجمہ: ''جو کوئی حضرت آدم علیہ السلام کو انکے علم میں، حضرت نوح علیہ السلام کو انکی فراست میں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انکے حلم میں، حضرت یحییٰ علیہ السلام کو انکے زہد و تقویٰ میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انکی گرفت میں دیکھنا چاہے، وہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھ لے''۔

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں

''وَاِلٰی یُوسُفَ (عَلَیْهِ السَّلَام) فِیُ جَمَالِهٖ''۔[الریاض النظرۃ، جلد 3]

ترجمہ : ''اور جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھنا چاہے، وہ دیدارِ حضرت علی علیہ السلام کا نظارہ کرلے''۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا

''مُحِبَّکَ مُحِبِّیْ وَمُحِبِّیْ مُحِبُّ اللّٰہِ وَمُبْغِضُکَ مُبْغِضِیْ وَمُبْغِضِیْ مُبْغِضُ اللّٰہ''۔ [مختصر تاریخ دمشق، جلد 17]

ترجمہ : ''تیرا محبّ میرا محبّ ہے۔ میرا محبّ اللہ تعالیٰ کا محبّ ہے اور تجھ سے دُشمنی و بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے اور مجھ سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ سے بغض رکھنے کے برابر ہے''۔

اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''مَنْ اَحَبَّ عَلِیًا (عَلَیْہِ السَّلام) فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًا (عَلَیْہِ السَّلام) اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ''۔ [الصوعق المحرقہ]

ترجمہ : ''جس نے (حضرت) علی (علیہ السلام) سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے مجھ سے محبت کی گویا اس نے خدا تعالیٰ سے محبت کی۔ جس نے (حضرت) علی (علیہ السلام) سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا، اس نے اللہ ربّ العزت سے بغض رکھا''۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ محبّ علی علیہ السلام اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبّ ہوتا ہے اور مولا علی علیہ السلام کا دُشمن دُشمنِ خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔

ے مہر علی ہے حب نبی، حب نبی ہے مہر علی

لَحمُکَ لَحمِیْ جِسمُکَ جِسمِیْ فرق نہیں مابین پیا

[پیر مہر علی شاہ، سیّد کلام لوک ورثہ اشاعت گھر]

چہرۂ علی المرتضٰی علیہ السلام کی زیارت

اُمّ المؤمنین، محبوبہ ءِ محبوبِ خدا سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، جب بھی میرے والد گرامی (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ملاقات حضرت علی المرتضٰی، شیر خدا علیہ السلام سے ہوتی ہے تو آپ اکثر انکے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کہ آپ علی شیر خدا علیہ السلام کے چہرۂ انوار کو ہمہ وقت تکتے رہتے ہیں، اسکی کوئی خاص وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا

''یَابُنَیَّۃ سَمِعتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ اَلنَّظرُ اِلٰی وَجہِ عَلِی عَلَیہِ السَّلَام عِبَادَۃ''۔

[تاریخ دمشق، جلد 18، ریاض النضرۃ 3]

ترجمہ : ''سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بیٹی! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے''۔

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دِن کی محبت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

''حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم یَوْمًا خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ''۔

ترجمہ : ''آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ اطہار سے ایک دِن محبت کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے''۔

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُشمن پر جنت حرام

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

''حَرَّمَةُ الْجَنَّةَ عَلٰی مَنْ ظَلَمَ اَهْلِ بَیْتِی وَاٰذَانِی عِتْرَتِی''۔

[کشاف، البتول]

ترجمہ : ''جو میری اہل بیت پر ظلم کرتا ہے اور میری عترت کو تکلیف پہنچاتا ہے، اس کیلئے جنت حرام کردی گئی ہے''۔

شیطان کا ساتھی

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی جس کا مفہوم یہ ہے کہ میری آل پاک اُمّت کے لیے اَمان ہے اور تمہیں اختلاف سے بچاتی ہے۔ جو گروہ یا قبیلہ ان سے اختلاف کرے گا، مخالفت کرے گا، وہ شیطان کی جماعت ہے۔

[الصواعق المحرقہ، خصائص الکبریٰ]

منافق

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

''لَا یُحِبُّنَا اَھلَ البَیتِ اِلَّا المُؤمِن تِقی'' وَلا یُبغِضنَا اِلَّا مُنَافِق'' وَشَقِی''۔

[توقیر سادات]

ترجمہ : ''ہمارے اہل بیت سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن و متقی ہوگا اور بغض وعداوت وہی رکھے گا جو منافق وشقی ہوگا''۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

''مَن اَبغَضَ اَھلَ البَیتِ فَھُوَ مُنَافِق''۔

ترجمہ: ''جو بھی اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بغض رکھتا ہے، منافق ہے''

کعبے کا نمازی

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی جسکا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی مسجد حرم شریف میں رُکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان نماز پڑھتا ہو، روزہ بھی رکھتا ہو مگر اسکے دِل میں میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بغض ہو تو وہ سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ العیاذ باللہ غور کریں، فکر کریں، عبرت پکڑیں۔ مسجد حرم شریف کی ایک نماز کا ثواب لاکھ کے برابر ہوتا ہے اور حرم شریف میں بھی مقام ابراہیم و رُکن یمانی کے درمیان کا نمازی اور روزے دار اگر اسکو اسکی نمازیں اور روزے دُشمنی اہل بیت کی وجہ سے فائدہ نہ دے سکیں گی تو تمہارا کیا ہوگا؟ کیا تمہارا علم، عمل، غرور و تکبر، شاگردوں کی فوج ظفر موج اور مریدوں کا جم غفیر دوزخ سے بچالے گا؟ ہرگز نہیں! کبھی نہیں! ابھی بھی وقت ہے اپنے دِل کے ویرانے کو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے آباد کرو تو شاید بگڑی بن جائے۔

روایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَیُّھَا النَّاسِ بُغْضِ اَھْلَ الْبَیْتِ حَشَرَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَھُوْدِیًا''۔[البتول]

ترجمہ : ''اے لوگو! ہمارے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بغض و دُشمنی رَکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انکا حشر یہودیوں کے ساتھ قیامت کے دِن فرمائے گا''۔

استغفر اللہ! کتنی بڑی وعید ہے عدّو اہل بیت کیلئے۔ اللہ ربّ العزت بغض آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موذی مرض سے محفوظ فرمائے۔ اس مرض کے جراثیم جسکے دِل میں داخل ہو جاتے ہیں، ایمان وتقویٰ کے باغ وبہار گلستان کو چٹ کر دیتے ہیں پھر اس پر کوئی بھی وعظ ونصیحت اَثر نہیں کرتی۔ اسکا ایمان مردہ ہو جاتا ہے۔ وہ جُبّے قُبّے، عمامہ ودستار میں ملبوس ایک ایمان سے خالی نعش کی طرح چلتا پھرتا ہے۔ اپنے زعم میں وہ بڑا علامہ، فہامہ، قاضی، مفتی، پیر، شیخ العالم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ دِین سے دُور ہو چکا ہوتا ہے۔

جس کھیتی دا ککھ نہ رہیا نہ سُکا نہ ہریا
کی کم دھوپ سکاون والی کی کرسی بدل بریا

[عارف کھڑی شریف]

باطنی خلافت کے وارث

محبوب الاولیاء حضرات خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اولیاء محبوب الٰہی دہلی نے اور حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رضوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ شب معراج آقا

علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک صندوق دیکھا۔ اسے کھولا، اس میں ایک خرقہ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ الوہیت میں عرض کیا کہ میرا جی کرتا ہے اسکو پہن لوں۔ فرمانِ خداوندی ہوا، محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ پہن لیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری گزارش کردی کہ ربّ کریم! یہ خرقہ صرف مجھ ہی تک ہے یا میری اُمّت کے خواص بھی اس سے استفادہ کریں گے؟ ارشاد باری ہوا، خواص تک بھی پہنچا دیجئے گا۔ ربّ کریم نے ارشاد فرمایا، اے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جب آپ واپس تشریف لے جائیں گے تو اپنے خاص چار اصحاب کو بلا کر ارشاد فرمانا کہ اگر یہ خرقہ آپکو دیا جائے تو آپ اسے کیا کریں گے؟ جسکا جواب منشائے خداوندی کے مطابق ہوگا، اسکو یہ پہنا دیجئے گا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر معراج کی واپسی پر پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے قریب بلا کر ارشاد فرمایا کہ اے (حضرت) صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اگر یہ خرقہ آپکو پہنایا جائے تو آپ اس سے کیا استفادہ کریں گے؟ عرض کیا، آقا میں یہ خرقہ پہن کر صدق وسچائی کا بول بالا کروں گا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ''اِجلِس مَکانَکَ'' اپنی جگہ جا کر بیٹھیے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی سوال دہرایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر یہ مجھے عطا ہوا تو میں اسکو زیب تن کر کے دُنیا میں عدل وانصاف قائم کروں گا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''اِجلِس مَکانَکَ'' آپ بھی اپنی جگہ پر جا بیٹھیے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پاس بلا کر وہی سوال کیا کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو یہ خرقہ اگر دیا جائے تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسکو پہن کر کیا کریں گے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصد اَدب واحترام

عرض کیا، اگر مجھے یہ عطا ہو تو میں اسکو اپنے جسم پر سجا کر سارے عالم میں ''شرم وحیا'' کو رواج دوں گا۔ ارشاد ہوا ''اِجلِس مَکَانَکَ'' اپنی جگہ پر جا بیٹھیے۔ آخر میں محبوب خدا، تاجدار مدینہ، سرور قلب وسینہ رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مولائے کائنات، شیر خدا، حاجت روا، مشکل کشا، حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس بلا کر اسی سوال کو دہرایا کہ علی (علیہ السلام)! تم اس خرقہ کو پہن کر کیا کرو گے؟ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر یہ بے مثال تحفہ مجھے عطا ہو جائے تو میں اس خرقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کے لوگوں کے گناہ چھپاؤں گا، مخلوقِ خدا کی عیب پوشی کروں گا۔ ارشاد ہوا، ''اَنتَ لَہٗ وَھُوَ لَکَ'' اے (حضرت) علی (علیہ السلام)! تم اسکے لائق ہو اور یہ خرقہ تمہارے ہی لیے موزوں ہے۔

[جوہر غیبی، کنز چہارم، شرح رسالہ مالکیہ، تنویر السراج فی بیان المعراج]

حضور مولائے کائنات، حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کو وہ خرقہ ولایت وخلافت آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زیب تن کروایا۔ اس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہنائے گئے خرقے کا یہ کمال ہے کہ تمام سلاسل طریقت حضور مولائے کائنات کی بارگاہِ مقدس سے فیض یاب ہیں۔ شاید میرے کچھ الفاظ مریضانِ روحانی کو پسند نہ آئیں۔ میں انکی قلبی تسکین کیلئے حکیم الاُمّت، مفسر قرآن مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک منظوم کلام منقبت وہدیہ عقیدت بارگاہِ مولائے کائنات حضور علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم دیوان سالک سے پیش کرتا ہوں۔

[ببارگاہِ امیر المؤمنین امام الاشجعین علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم]

بیاں کس منہ سے ہو مجمع البحرین[1] کا رُتبہ

جو مرکز ہے شریعت کا طریقت کا ہے سرچشمہ

بنا اُس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش

کہ وہ اِسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ

وہ ہے خاموش قرآں اور یہ قرآنِ ناطق ہیں

نہیں جس دِل میں یہ[2] اُس میں نہیں قرآن کا رستہ

نبی کی نیند پر اُس نے نمازِ عصر قربان کی

جو حاضر کر چکا تھا اسے پہلے جان کا ہدیہ[3]

نہ کیونکر لوٹتا اسکے لیے ڈوبا ہوا سورج

جب اس چاند کے پہلو میں اسکے سورج کا تھا جلوہ

تعالی اللہ تیری شوکت تیری صورت کا کیا کہنا

کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرّہ

مسلمانو! رسول اللہ کی اُلفت اگر چاہو

کرو[4] اُسکی غلامی جسکا ہر مؤمن ہوا بندہ

ہو چشتی قادری یا نقشبندی سہروردی ہو

ملا سب کو ولایت کا انہی کے ہاتھ سے ٹکڑا

ہے صدقہ میل پھر اس پاک وستھرے کو روا کیوں ہو

کہ دُنیا کھا رہی ہے جسکی آل پاک کا صدقہ

علی مشکل کشا ہیں سب کے سالک کا سہارا ہیں

ہر اک محتاج انکا ہو جواں بڈھا ہو یا بچہ

---

1 شریعت کے بھی آپ امام ہیں اور طریقت تو آپ ہی سے پھیلی۔

2 اہل بیت عظام علیہم السلام اور قرآن لازم وملزوم ہیں۔ جہاں [باقی اگلے صفحے پر]

قارئین کرام ...... **الٰہی تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں**

آج اگر مجھ سا حقیر مولیٰ کا معنی آقا یا مالک کر دے تو نہ جانے الزامات و اعتراضات کا طوفان برپا کر دیا جائے لیکن مفتی صاحب مرحوم نے ضرورت شعری کے تحت تمام اُمت مسلمہ کو مولا علی شیر خدا علیہ السلام کا غلام و بندہ کہا ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ خارجیوں اور ناصبیوں کی توپیں مفتی صاحب مرحوم پر فتوؤں کے کیا بم برساتی ہیں۔ عام طور پر ''مولا'' کا معنی محبوب کیا جاتا ہے کیونکہ اگر مولا کا معنی مالک یا آقا کیا جائے تو مولوی صاحبان کے قائم کردہ پیمائش کے ترازو کے مسئلے بن جاتے ہیں۔ اللہ ربّ العزت پوری اُمّت مسلمہ کو اور بالخصوص علمائے اُمّت کو دولتِ عشق و شعور سے نوازیں۔ [آمین]

جہاں قرآں ہے، یہ ہیں اور جہاں قرآن نہیں، یہ بھی نہیں۔

3. خاتونِ جنت سیّدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو مولا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہُ الکریم نے غسل دیا۔ اعتراض کیا گیا کہ شوہر اپنی مردہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ فرمایا، میں دے سکتا ہوں۔ میرا نکاح موت سے نہیں ٹوٹتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،
اے (حضرت) علی (علیہ السلام)! (حضرت) فاطمۃ الزہراء (سلام اللہ علیہا) دُنیا اور آخرت میں تمہاری بیوی ہے۔

4. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**'' جسکا میں مولا، اسکے (حضرت) علی (علیہ السلام) مولا ہیں۔ مولا بمعنی مالک بھی آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضرت علی علیہ السلام کے غلام ہیں۔ سادات کو زکوٰۃ کھانا جائز نہیں کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور وہ یعنی سادات طیب و طاہر ہیں۔

چار سوال

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہر بندے سے بارگاہِ خداوندی سے چار سوال کیے جائیں گے۔

1. تم نے دُنیاوی زندگی میں اپنے جسم سے کیا کیا کام لئے؟
2. مال و دولت کن ذرائع سے حاصل کیا تھا؟
3. مال و دولت کو کن کاموں پر خرچ کیا تھا؟
4. محبت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق کس طرح ادا کیا تھا؟ [طبرانی]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

خلیفۃ الرسول، یارِ غار، ساتھی مزار حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے بے پناہ محبت تھی، اسکا اِظہار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح فرماتے ہیں

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ"۔

[صحیح بخاری، جلد اوّل]

ترجمہ: "قسم ہے مجھے اُس ذاتِ اقدس کی جسکے قبضہء قدرت میں میری جان ہے! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء اپنے قریبیوں سے زیادہ عزیز ہیں"۔

پھر تاکیداً فرماتے ہیں

''اِرْقَبُوْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمِ فِیْ اَهْلِ بَیْتِهٖ''۔ [بخاری شریف]

ترجمہ: یعنی ''اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملہ میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا لحاظ رکھا کرو''۔

قربان جائیں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پر کہ اپنے اہل بیت سے بڑھ کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت سے محبت فرماتے ہیں اور پھر تاکیدی حکم دیتے ہیں کہ جب بھی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی سلوک یا معاملہ کرو تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کو ملحوظِ خاطر رکھا کرو۔

سارے نسب کٹ جائیں گے

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان

''کُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ مُقَطَّع'' یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ''۔ [ردالمختار، جلد اوّل، باب اہل بیت]

ترجمہ: یعنی ''قیامت کے دِن ہر نسبی وسسرالی رشتے کٹ جائیں گے، کام نہ آئیں گے مگر میرا نسب اور سسرالی رشتہ ختم نہیں ہوگا، کام آئے گا''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت وعقیدت

بڑی توجہ سے اس واقعہ کو آپ نے پڑھنا ہے جسکو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دِن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام بارگاہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم میں شرفِ حاضری حاصل کرنے کیلئے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی شیر خدا علیہ السلام سے کہا، آپ (علیہ السلام) آگے بڑھیے اور دروازۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دستک دیجئے۔ مولا علی شیر خدا علیہ السلام نے کہا کہ اے ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں ایسے شخص سے کیسے آگے بڑھ سکتا ہوں جسکے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا

''مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ'' وَلَاغَرَبَتْ مِنْ بَعْدِی عَلٰی رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِی بَکْرِ الصِّدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ''۔

ترجمہ: ''کسی شخص پر سورج طلوع وغروب نہ ہوگا جو میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی جرأت کیسے کرسکتا ہوں جسکے بارے میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

''اُعْطِیَتْ خَیْرَا النِّسَاءِ لِخَیْرِ الرِّجَالِ''۔

ترجمہ: ''میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخصیت کے نکاح میں دے دیا''۔

حضرت مولا علی شیر خدا علیہ السلام نے کہا، میں ایسے شخص سے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

''مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدْرِ اِبْرَاھِیم الخَلیل (عَلَیْہِ السَّلَام) اِلٰی صَدْرِ اَبِی بَکْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ''۔

ترجمہ: ''جو کوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینہ مبارک کی زیارت کا شوق رکھتا ہو، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ کو دیکھ لے''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں بھلا آپ (علیہ السلام) سے

کیسے تقدم کروں جن کے بارے میں آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ذیشان ہو

''مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدْرِ اٰدَمَ (عَلَیْهِ السَّلام) وَاِلٰی یُوْسُفُ (عَلَیْهِ السَّلام) وَحُسْنِهٖ وَاِلٰی مُوسٰی (عَلَیْهِ السَّلام) وَصَلٰوتِهٖ وَاِلٰی عِیْسٰی (عَلَیْهِ السَّلام) وَزُهْدِهٖ وَاِلٰی مُحَمَّدِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم وَخُلْقِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیُ عَلَیْهِ السَّلام''۔

ترجمہ : ''جو شخص حضرت آدم علیہ السلام کا سینہ مبارک، حضرت یوسف علیہ السلام اور اُن کا حسن، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی نماز، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کا زہد و تقویٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے تو وہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ' الکریم کو دیکھ لے''۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا علیہ السلام نے کہا، میں ایسی شخصیت سے آگے بڑھنے کی جسارت کیسے کروں جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں

''اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالَمُ فِیْ عَرْصَاتِ الْقِیٰمَةِ یَوْمَ الْحَسْرَةِ وَالنَّدَامَةِ یُنَادِیْ مُنَادِ مِّنْ قِبَلِ الْحَقِّ عَزَّوَجَلَّ یَا اَبَابَكْرِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اُدْخُلْ اَنْتَ وَمَحْبُوْبَكَ الْجَنَّةَ''۔

ترجمہ : ''جب میدانِ محشر میں حسرت و شرمندگی کے دِن لوگ جمع ہوں گے ایک منادی اللہ ربّ العزت کی طرف سے ندا کرے گا، اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم اپنے محبوب کی سنگت میں جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

مجھے ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی ہمت کیسے ہو سکتی ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر اور حنین کے موقع پر جب دودھ اور کھجور کا تحفہ پیش کیا

گیا، فرمایا

''هٰـذِهٖ هَـدْيَة'' مِنَ الطَّالِبِ الْغَالِبِ لِعَلِيّ بْنِ اَبِیْ طَالِب عَلَيْهِ السَّلَام''۔

ترجمہ : ''یہ ہدیہ طالب وغالب کی طرف سے (حضرت) علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کیلئے ہے''۔

حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام نے فرمایا، میں آپ (علیہ السلام) سے کیسے بڑھوں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ (علیہ السلام) کے متعلق یہ فرمایا ہو

''اَنْتَ يَا اَبِیْ بَكْرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَيْنِیْ''۔

ترجمہ: ''(حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم میری آنکھ ہو''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں ایسی شخصیت سے کیونکر آگے بڑھوں جسکے بارے میں فرمانِ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ہو کہ قیامت کے (حضرت) علی (علیہ السلام) جنتی سواری پر آئیں گے تو کوئی پکارنے والا پکار کر کہے گا

''يَا مُحَمَّد'' صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم كَانَ لَكَ فِی الدُّنْيَا وَالِد'' حَسَن'' وَاَخ'' حَسَن'' اَمَّا الْوَالِدُ الْحَسَنِ فَاَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ الْخَلِيْلُ (عَلَيْهِ السَّلَام) وَاَمَّا الْاَخُ فَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِب عَلَيْهِ السَّلَام''۔

ترجمہ : ''اے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! دُنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک بہت اچھے والد اور ایک بہت اچھے بھائی تھے۔ والد (حضرت) ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) اور بھائی (حضرت) علی المرتضٰی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہُ الکریم) تھے''۔

حضرت علی شیر خدا علیہ السلام نے کہا، میں اس شخصیت سے کیسے سبقت لوں جن

کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ارشاد فرمائیں

''اِذا کَانَ یَومَ الْقِیٰمَةِ یَجِیُٔ رِضْوَان خَازِنَ الْجِنَانِ بِمَفَاتِیح الْجَنَّةِ وَمَفَاتِیح النَّارِ وَیَقُولُ یَااَبَابَکْرِ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)! اَلرَّبُّ جَلَّ جَلَالَہ' یُقْرِئُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ لَکَ ھٰذِہٖ مَفَاتِیحَ الْجَنَّةِ وَمَفَاتِیحَ النَّارِ اِبْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلٰی الْجَنَّةِ وَابْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلَی النَّارِ''۔

ترجمہ: ''قیامت کے دِن جنت کا خازن رضوان جنت اور دوزخ کی چابیاں (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قربت میں پیش کرے گا اور عرض کرے گا، اے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ ربّ العزت آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کی چابیاں اپنے پاس رکھ لیں، جسے چاہیں جنت میں اور جسے چاہیں دوزخ میں بھیج دیں''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں اس شخص سے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں رکھتا جسکے بارے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہو

''اِنَّ جِبْرِیْل (عَلَیْہِ السَّلَام) اَتَانِیْ فَقَالَ لِیْ یَامُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُقْرِئُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ اَنَا اُحِبُّکَ وَعَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَام''۔

ترجمہ: ''حضرت جبریل (علیہ السلام) نے آکر مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سلام کے بعد فرماتے ہیں کہ میں (محبوب) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اور (حضرت) علی (علیہ السلام) سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر میں نے بارگاہِ ایزدی میں سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر کہا، اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں، میں (حضرت) فاطمہ (سلام اللہ تعالیٰ علیہا) سے بھی محبت کرتا ہوں۔ میں پھر سجدۂ شکر بجالایا۔ پھر ارشادِ ربّ کریم ہے، میں (حضرات) حسن وحسین کریمین (علیہما السلام) سے بھی محبت کرتا ہوں۔ میں نے اس پر بھی سجدۂ شکرادا کیا''۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے کہا، میں ایسے بزرگ سے کیسے آگے بڑھوں جنکے متعلق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشادِ گرامی ہو

''لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بُکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِاِیْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَعَ عَلَیْهِمْ''۔

ترجمہ: ''اگر اہل زمین کے لوگوں کے ایمان کا (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ایمان سب سے وزنی ہوگا''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ایسی محبوب شخصیت سے کیسے تقدم کروں جنکے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہو کہ

''قیامت کے دِن (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام)، اُنکی اہلیہ محترمہ اور اولادِ محترم اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے تو اہل محشر کہیں گے، یہ کون ہیں؟ ندا آئے گی، **هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰهِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامْ**''۔

ترجمہ: ''یہ اللہ ربّ العزت کے حبیب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم ہیں''۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا، میں ایسی محترم شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں جنکے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائیں کہ اہل محشر بہشت کے آٹھوں دروازوں سے یہ ندا سنیں گے

''اُدْخُلْ مِنْ حَیْثُ شِئْتَ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ''۔

ترجمہ : ''اے (حضرت) صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جنت کے جس دروازے سے چاہیں، داخل ہوں''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ہرگز اُس شخصیت سے آگے نہیں بڑھوں گا جنکے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہو

''بَیْنَ قَصْرِیْ وَقَصْرِ اِبْرَاھِیْمُ الْخَلِیْلَ (عَلَیْہِ السَّلام) قَصْرُ عَلِیِّ عَلَیْہِ السَّلام''۔

ترجمہ : ''جنت میں میرے اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے محلات کے درمیان (حضرت) علی المرتضیٰ (علیہ السلام) کا محل ہوگا''۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے کہا، میں ایسے مرد باصفا سے آگے نہیں بڑھوں گا جنکے متعلق سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہو

''اِنَّ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ مِنۃ الْکُرُوْبِیْنَ وَالرُّوحانِیْنَ وَالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی لَیَنْظُرُوْنَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ''۔

ترجمہ : ''آسمانوں کے فرشتے کروبین روحانین اور ملاء اعلیٰ روزانہ (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف تکتے رہتے ہیں''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ایسی پیکر اخلاص و ایثار شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں جسکی اولادِ اطہار علیہا السلام اور خود اُسکے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہو

''وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّ اَسِيرًا''۔

[الدھر 76، آیت 8]

ترجمہ: ''یہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ' الکریم نے کہا، میں ایسے پرہیز گار شخص سے کیسے سبقت کروں جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہو

''وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ''۔ [الزمر 39، آیت 33]

ترجمہ: ''وہ ذات جو سچ لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی، یہی وہ لوگ ہیں جو پرہیز گار ہیں''۔

اِن دونوں عظیم المرتبت شخصیات کا مکالمہ جاری تھا، باہمی اعزاز و اِکرام بے مثال و دیدنی تھا۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام کی آمد

اتنے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ مقدس میں پیغامِ خداوندی لے کر حاضر ہو گئے کہ اللہ رَبّ العزت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلام کو فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت ساتوں آسمانوں کے فرشتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے ہیں اور اُنکی اَدب واحترام، خلوص وایثار سے بھرپور گفتگو سماعت کر رہے ہیں۔ ہم (اللہ جل جلالہ') نے اُنکے حسن اَدب، حسن اسلام، حسن ایمان، خلوص و نیاز کے باعث اپنی رحمت و رضا سے انکو ڈھانپ لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس ثالث کی حیثیت سے تشریف لے جائیں۔

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا

تاجدارِ دوجہاں، رحمت عالمیاں، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خداوندی اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے۔ دونوں عظیم شخصیات کی باہمی محبت واُلفت دیکھ کر آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحرِ رحمت جوش میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیار وشفقت سے انکی پیشانی کو بوسہ دے کرارشاد فرمایا

''وَحَقَّ مَنْ نَفْسَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ اَصْبَحَت مِدَادً وَالْاَشْجَارَ اَقْلَامًا وَّاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كِتَابًا لِعَجزُوْ عَنْ فَضْلِكُمَا وَعَنْ وَصْفِ اَجْرِكُمَا''۔

[باب المدینۃ العلم علی المرتضٰی مشکل کشا (علیہ السلام)، صفحہ 245]

ترجمہ : ''قسم ہے اُس رَبّ کے حق کی ...... جسکے قبضہ قدرت میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے، اگر سارے سمندر سیاہی ہو جائیں، درختوں کی قلمیں بن جائیں اور زمین وآسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں پھر بھی تم دونوں کی فضیلت اور اَجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں''۔

غور فرمائیں..!

قارئین کرام ...... آج کل پندرہویں صدی میں عشق ومحبت سے محروم، اَدب وعقیدت سے بے بہرہ مفتیانِ کرام ترازو ہاتھ میں لے کر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درجے اور مقام کو وزن کرتے ہیں، نمبر رنگ کرتے ہیں۔ اُنکی بدبختی پر ترس آتا ہے۔ صرف اگر اس واقعہ ومکالمہ پر غور کرلیا جائے تو کافی غلط فہمیاں دُور ہوسکتی ہیں۔ غور

کرنے کیلئے دِل کا حسد و بغض، کینہ و کدورت، خارجیت و ناصبیت اور رافضیت کے جراثیموں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ پہلے دِل کو محبت وعقیدت، ندامت وشرمندگی، عجز و انکساری اور اَدب کے پانی سے وضو کروائیں۔ ایسا پانی جو آنکھوں کے چشموں سے جاری ہو لیکن سوائے رحمت خداوندی کے اور نگاہِ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے یہ چشمے جاری نہیں ہوتے۔ درج ذیل باتوں پر غور فرمائیں۔

1. اگر افضلیت کا معاملہ طے شدہ تھا تو پھر ان دو حضرات کرام کا ایک دوسرے سے تقدم نہ کرنا اور ایک دوسرے کی فضیلت پر دلائل دینے کا کیا مطلب تھا؟

2. جب اللہ رَبّ العزت نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو اپنے محبوب علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بھیجا تو یہ حکم کیوں نہ صادر فرما دیا کہ اے محبوب (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)! ان سے فرما دیں کہ تم میں سے جو شخصیت میرے ہاں زیادہ افضلیت رکھتی ہے، وہ تقدم کر لے۔ یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے حل ہو جاتا لیکن ایسا نہ کیا؟

3. جب آقا صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے باہر تشریف لا کر دونوں بزرگوں کی پیشانیوں کو بوسہ دیا، انکے فضائل بیان فرمائے، یہ کیوں حکم نہ فرما دیا کہ تم دونوں سے افضلیت آپکو حاصل ہے۔ اگر آئندہ کبھی تقدم کرنا پڑ جائے تو تم نے تقدم کرنا ہے۔

افسوس صد افسوس ...... جس معاملے کو خدا تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے رہنے دیا، آج کا مُلّا اسکی قطعیت پر زور دے کر سینکڑوں اوراق کالے کر رہا ہے۔ درحقیقت یہ انکے قلب کی سیاہی ہے جسکو آج کے خشک مُلّا و قاضی اوراق پر بکھیر کے

اپنا نامہ ءاعمال اپنے ہاتھوں سے سیاہ کرر ہے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آپس کی محبت، عقیدت اور ایثار بے مثال ولازوال ہے۔ اُنکے پاکیزہ دِل جنکا تزکیہ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہو، اُن نورانی وایمانی قلوب میں حرص وہوا، طلب جاہ ومرتبہ، غرور وتکبر جیسے موذی جراثیم کیسے آسکتے ہیں؟ جن بزرگوں کے تقدم وتاخیر پر بارگاہِ خداوند قدوس اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سکوت رہا، آج اس سکوت کی پیروی کرتے ہوئے اگر کوئی خاموش رہے، کسی بزرگ کو دوسرے پر افضلیت کا حتمی قائل نہ ہوتو اس پر لعن طعن وبدعقیدگی کے گھناؤنے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ ضروریات دِین میں سے نہیں ہے۔ اللہ ربّ العزت ہمارے علمائے کرام کو ہوش کے ناخن لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ [آمین]

ہمارے لیے تو ان بزرگوں کی خاکِ راہ بھی ایک نایاب سُرمے کی حیثیت رَکھتی ہے۔ اگر کسی کے نصیب میں ہدایت وتوبہ ہے تو وہ خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حسد وبغض سے توبہ کرلے گا اور اپنے ایسے علم وقضاۃ سے منہ موڑ لے گا جو ناراضگی خداتعالیٰ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا موجب ہے۔

ے عاقل را اشارہ کافی است

اور کیا خوب شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

ے کہ علمے راہِ حق نہ نماید جہالت است

ترجمہ: ''جو علم راہِ حق پر گامزن نہ کرے، وہ علم دراَصل جہالت ہے''۔

اللہ رَبّ العزت ان پڑھے لکھے جاہلوں سے محفوظ رَکھے۔ [آمین]

ے اَوروں کا پیام اور میرا پیام اَور ہے
عشق کے دَردمندوں کا طرزِ کلام اَور ہے

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دِل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

[علامہ اقبال، بانگ درا]

جسکے نصیب میں دولتِ ہدایت وایمان ہوتی ہے، اسکے لیے دیوار پہ لکھا ہوا ایک جملہ بھی اُسکی تقدیر بدلنے کیلئے کافی ہوتا ہے اور جس پر بدبختی و گمراہی کی سیاہ رات چھائی ہوتی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس و پُر تاثیر واعظ سے بھی استفادہ نہیں کرسکتا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اولاد کے بارے میں جھگڑا فرمائیں گے

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اَسْتوصُو بِاَھْلِ بَیْتِی خَیْرًا فَاِنِّیْ اَخَاصِمُکُمْ عَنْھُمْ غَدًا وَمَنْ اَکُنْ خَصْمَۃُ اَخْصُمَہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَخْصَمَہُ اللّٰہُ اَدْخَلَہُ النَّار"۔

ترجمہ : یعنی "میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بارے میں خیر اور بھلائی کی تلقین کرو۔ کل قیامت کے دِن میں اپنی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں تم سے جھگڑا کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں گا، اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ جھگڑا فرمائے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ جھگڑا فرمائیں گے، اُسے جہنم میں داخل فرمادیں گے"۔

[استغفر اللہ ...... العیاذ باللّٰہ]

خداوند کریم اُس وقت سے محفوظ فرمائیں جب سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اولادِ اطہار علیہم السلام کے حوالہ سے مخاصمت فرمائیں گے۔ اللہ ربّ العزت ہمیں اپنی چندروزہ زندگی میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائیں جسکا تقاضا خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں۔ محبت ومودّت اہل بیت اطہار علیہم السلام پر زندگی وموت نصیب ہو۔ [آمین]

ایک حدیث مبارکہ

اس حدیث مبارکہ کو شیخ مؤمن بن حسن مؤمن شبلنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف نورالابصار میں [جسکا ترجمہ تنویرالازھار، جلد دوم، علامہ غلام رسول رضوی، صفحہ نمبر 15] میں نقل کیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے [تنویرالازھار کے الفاظ میں] حضرت زبیر بن محمد بن مسلم مکی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ حضرت علی بن حسین علیہ السلام (یعنی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام) تشریف لائے جبکہ آپکے ساتھ آپکے صاحبزادے حضرت محمد بھی تھے (یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام)۔ وہ ابھی بچے تھے۔ ان کو حضرت علی بن حسین امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا! اپنے چچا کے سر کو بوسہ دو (یعنی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو)۔ حضرت امام محمد الباقر علیہ السلام حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہوئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، یہ کون ہے؟ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب انکی نظر کمزور ہو چکی تھی۔ حضرت امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا، یہ میرا بیٹا محمد الباقر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہزادے کو سینے سے لگایا اور کہا، اے محمد (علیہ السلام)! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکو سلام فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا، یہ کس طرح؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں ایک مرتبہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھا تھا اور امام حسین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش مبارک میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے مزاح وخوش طبعی فرما رہے تھے۔ مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا، اے (حضرت) جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میرے اس بیٹے (یعنی امام حسین علیہ السلام) کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام

''علی'' ہو گا۔ قیامت کے دِن منادی آواز دے گا کہ (حضرت) سیّد العابدین (علیہ السلام) کھڑے ہو جائیں۔ اس آواز پر میرا بیٹا (حضرت) علی بن حسین (امام زین العابدین علیہ السلام) کھڑا ہو گا۔ میرے اس بیٹے (حضرت) علی بن حسین (علیہ السلام) کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا جسکا نام میرے نام پر یعنی ''محمد'' ہو گا۔ جب تمہاری اس سے ملاقات ہو گی، اسے میرا سلام کہنا۔ اس سے ملاقات کے بعد اے (حضرت) جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم بہت تھوڑا وقت زندہ رہو گے۔ اس ملاقات کے بعد حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف تین [3] دِن زندہ رہے اور وفات فرما گئے۔ [اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ]

علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپکی توجہ چاہوں گا.....! ......اس حدیث مبارکہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب جو خداوند قدوس نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہوا تھا، واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ گود میں حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں لیکن آنے والی دو نسلوں کی بشارتیں ارشاد فرما رہے ہیں یعنی بیٹا ہو گا، اسکا نام اور ارفع مقام یہ ہو گا۔ پوتا ہو گا، اسکا اسم گرامی یہ ہو گا۔ پھر اس پوتے کی ملاقات حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گی اور پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت تک کا پتہ بتا دیا۔ اس شہزادے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) تک سلام پہنچانے کی ذمّہ داری اس فرد کو سونپی جو اس وقت تک زندہ رہے گا۔ زندگی کب تک قائم رہے گی، موت کب ہو گی، اولاد کیا ہو گی، انکے اسماء گرامی کیا ہوں گے، انکے مقام و مرتبے کیا ہوں گے؟ یہ سب غیب ہی کی خبریں ہیں۔ بلاشبہ اللہ ربّ العزت نے یہ تمام علوم اپنے محبوب کریم علیہ السلام کو مطلع فرمائے ہوئے تھے۔

خوش قسمت

قارئین عالی مرتبت......! ......اُس شخصیت کے مقدر پر جتنا رَشک کیا جائے، کم ہے۔ جن تک سلام پہنچانے کیلئے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک ''صحابی'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب فرمائیں۔ اے امام حضرت محمد باقر علیہ السلام آپکی ذاتِ اقدس پر، آپکے رتبہ ومقام پر، آپکی قسمت ومقدر پر ہماری طرف سے لاکھوں کروڑوں سلام ہوں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیارے، راج دُلارے شہزادے گلشن حیدر کے مہکتے ہوئے پھول جگر گوشہ سیّدہ بتول کے مزار پُر انوار پر لاتعداد رحمتوں برکتوں کا نزول ہو۔ راقم سیاہ کار، گناہگار، حقیر پُر تقصیر میری اولاد و متعلقین و قارئین کی طرف سے باغ تطہیر کے ہر پھول کی بارگاہ میں عجز وانکساری سے بھرپور خلوص ومحبت سے لبریز سلام محبت وعقیدت پیش ہے اور بالخصوص سیّدنا امام حضرت محمد الباقر علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں اے امام مکرم! جس نے آپکی بارگاہ میں بے ادبی کی جسارت کی ہے، ہم اس سے بریّ الذمہ ہیں۔ اسکی جسارت کی سزا نہ ہمارے مسلک حقہ کو اور نہ ہمارے علاقہ وملک کو ملے۔

آپ اور آپکا خاندانِ عالی ہماری جائے پناہ ہیں، اس جہاں میں بھی اور حشر میں بھی۔ یہ چند عقیدت کے الفاظ اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمالینا۔ احقر العباد کے بے سلیقہ و بے ترتیب الفاظ اس قابل کہاں کہ اتنی بڑی بارگاہ میں قبولیت کے قابل ہو سکیں لیکن اس اُمید پر کہ یہ وہ بے مثال اور لجپال خاندان ہے جہاں سے ہر سائل کو خیرات ملتی ہے۔

جس نے امام محمد باقر علیہ السلام کو شیعوں کا امام لکھا ہے، اسکے عقیدے پر، اسکے علم پر، اسکی بدبختی پر جتنا افسوس کیا جائے، کم ہے۔

خبردار...! ہوشیار.....!

قارئین مکرم...... ایک بات کو اپنے دِل و دماغ میں اچھی طرح محفوظ فرمالیں کہ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہرگز یہ مطلب نہ لیں کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانثار غلاموں یعنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو فراموش کر دیا جائے یا اُنکی پاک بارگاہوں میں لب کشائی کی جائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہمارے سروں کے تاج ہیں۔ محبِّ صادق وہی ہوتا ہے جو محبوب کی ہر نسبت سے محبت کرتا ہے۔ نسبت جتنی زیادہ قریب ہوگی، محبت زیادہ ہوگی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ ذیشان

"اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ فَبِاَیِّهِمِ اقۡتَدَیۡتُمۡ اهۡتَدَیۡتُمۡ"

[مشکوٰۃ المصابیح، مناسک حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین]

ترجمہ: "میرے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جسکی بھی اقتداء کروگے، ہدیت پاجاؤ گے"۔

اشارۃً یہ چند جملے تحریر کر رہا ہوں۔

کتاب ہٰذا کا موضوع فضائل و مناقب حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہیں ہے ورنہ اس پر سیر حاصل گفتگو کی جاتی۔ اللہ رَبّ العزت نے توفیق بخشی اور زندگی نے مہلت دی تو اس پر الگ کتاب لکھوں گا انشاء اللہ

مولیٰ علی، شیرِ خدا علیہ السلام کا فرمانِ ذیشان

معزز خواتین وحضرات...... ہدایت حاصل کرنے کیلئے لمبے چوڑے دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جنکے مقدر اچھے ہوتے ہیں، وہ چند جملوں ہی سے اپنا راستہ متعین کر لیتے ہیں اور

بدبختی کی سیاہ رات چھائی ہوتو اس کیلئے ہزاروں اوراق بھی روشنی کا سبب نہیں بن سکتے۔ مولا علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

''لَا یَجْتَمِعُ حُبِّی وَبُغْضَ اَبِی بَکْرٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) وَعُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ''۔

[مسند احمد، کنز العمال، جلد 7]

ترجمہ: ''میری محبت کے ساتھ (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور (حضرت) عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بغض کسی مؤمن کے دِل میں جمع نہیں ہوسکتے''۔

اب ہر کوئی اپنا محاسبہ خود کرلے۔ انسان کے اپنے وجود میں بڑی عدالت اُسکا اپنا ضمیر ہوتا ہے۔ ذرا اس میں جھانک کر اسی سے فیصلہ لے لیں کہ آیا آپکے دِل میں محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام و حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہ' الکریم کے ساتھ ساتھ حضرات شیخین کریمین علیہما السلام کی محبت، عزت و توقیر ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ مبارک بادی کے مستحق ہیں۔ آپکے قلب و روح حقیقتاً قابل رَشک و اکرام ہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو یقیناً آپ بدنصیب ہیں۔ بدبختی و بدعقیدگی کے جراثیموں نے آپکے قلب و روح کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔ جو آپکی زندگی کی بقیہ سانسیں ہیں، ان سے استفادہ کرتے ہوئے ان گندے و موذی جراثیموں کے دفیعہ کی سعی مسلسل کریں۔ دامنِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنا کر بارگاہِ خداوندی سے عجز و انکساری و گریہ زاری سے شفاء کی بھیک مانگیں۔ شاید آپکے ندامت کے چند قطرے اور وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکے کام آجائے اور رَبّ کائنات اپنی قدرت کاملہ سے آپکے مبغوض دِل و روح کی اصلاح فرما کر بغض سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ محبت و عقیدت حضرات شیخین کریمین علیہما السلام سے منور فرمادیں۔ اللہ رَبّ العزت

ایسا کرم ہر سچے طالب پر فرمائیں۔ راقم دِل کی اتھاہ گہرائی سے دُعا گو ہے۔

[آمین بحرمۃ سیّد المرسلین علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام]

اقطابِ ارشاد اہل بیت اطہار علیہم السلام

گذشتہ اوراق میں تحریر کیا گیا ہے کہ باطنی و روحانی خلافت کا خرقہ بمنشائے خداوندی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم کو عطا فرمایا تھا۔ ولایت کے پہلے قطب ارشاد حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ فقیہ العصر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ العزیز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں

''أَوّلُھُمْ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ اَبْنَائُہٗ اِلَی الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیْ وَاٰخِرُھُمْ غَوثُ الثَّقْلَیْنِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدُالْقَادِرِ الْجِیْلِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ لَایَصِلُ اَحَدً مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلٰی دَرَجَۃِ الْوِلَایَۃِ اِلَّا بِتَوَسُّطِھِمْ''۔ [تفسیر مظہری، جلد دوم]

ترجمہ: ''سب سے پہلے قاسم ولایت (قطب ارشاد) حضرت علی علیہ السلام اور آخری حضرت غوث الثقلین حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے بعد امام حسن علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک آپکی اولاد اس منصب پر فائز رہی (یعنی گیارہ امام اس منصب پر فائز رہے)۔ اوّلین و آخرین میں جسکو بھی ولایت کا منصب عطا ہوا، انہی کے وسیلے اور توسط سے عطا ہوا''۔

قارئین کرام ...... غور سے توجہ سے اس عبارت کو پڑھیں

بار بار پڑھیں کہ تصوف وولایت جسکو بھی ملی ہے، ملتی ہے یا قیامت تک ملے گی، وہ علی شیر خدا علیہ السلام اور انکی اولاد اطہار کے توسط سے ملے گی۔

ایک دوسرے مقام پر قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ اس مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ سابقہ اُمتوں میں بھی جسکو ولایت کا کنز عطا ہوا ہے، وہ مولا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے وسیلے اور ذریعہ سے عطا ہوا ہے۔ عبارت پیش خدمت ہے

''وَکَانَ قُطبُ اِرشَادِ کَمَالَاتِ الوِلَایَۃِ عَلِیُّ عَلَیہِ السَّلَامُ مَا بَلَغَ اَحَدٌ مِّنَ الاُمَمِ السَّابِقَۃَ دَرجَۃَ الاَولِیَاءِ اِلَّا بِتَوَسُّطِ رُوحِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ ثُمَّ کَانَ بِتِلکَ المَنصَبِ الاَئِمَّۃُ الکِرَامِ اَبنَائَہٗ اِلَی الحَسَنِ العَسکَرِیُ وَعَبدُالقَادِرِ الجِیلِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ وَمِن ثُمَّ قَالَ وَقُنِیُ قَبلَ قَلبِیُ قَد صَفَالِی وَھُوَ عَلٰی ذٰلِکَ المَنصَبِ اِلٰی یَومِ القِیمَۃِ وَمِن ثُمَّ قَالَ اَفَلَتْ شُمُوسُ الاَوَّلِینَ وَشَمسُنَا اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ العُلٰی لَاتَغرُب''۔ [تفسیر مظہری، جلد دوم]

ترجمہ: ''ولایت کے کمالات کے قطب ارشاد اوّل حضرت علیہ السلام ہیں۔ سابقہ اُمتوں میں بھی جسے ولایت ملی، حضرت علی شیر خدا علیہ السلام کے روح کی توسط سے ملی۔ پھر یہ منصب جلیلہ آپکے صاحبزادگان سے امام حسن عسکری علیہ السلام (گیارہویں امام) تک ائمہ اہل بیت کو تفویض ہوا اور پھر یہ منصب (امام حسن عسکری علیہ السلام) کے بعد السید الشیخ عبدالقادر جیلانی کو عطا ہوا۔ اسلئے

آپ (غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، میری روحانی حالت میرے قلب وقالب (جسم ودِل) کے پیدا ہونے سے پہلے ہی برگزیدہ وصاف تھی۔آپ قیامت تک یہ منصب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے گا۔آپ فرماتے ہیں کہ پہلے اقطاب کے آفتاب غروب ہو گئے، ہماری ولایت کا سورج کبھی غروب نہیں ہوگا''۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اُمّت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اُممِ سابقہ میں بھی منصب ولایت حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی تقسیم فرماتے تھے۔آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد قطب ارشاد کے منصب پر یکے بعد دیگرے امامِ حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام محمد نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام فائز رہے۔انکے تشریف لے جانے کے بعد یہ منصب جلیلہ سیّدنا غوث اعظم السیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفویض ہوا۔ظہورِ حضرت امام مہدی علیہ السلام تک آپ اس منصب پر فائز رہیں گے۔جونہی حضرت امام آخرزمان کا ظہور ہوگا تو یہ منصب آپکو تفویض ہو جائے گا۔

بغض علی علیہ السلام اور دعویٰ ولایت

معزز ومکرم قارئین ......اس دُنیائے قلیل و ذلیل میں کیا کیا شب و روز تماشے ہوتے ہیں؟ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔اپنی چند روزہ زندگی گزارنے اور پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے کیا کیا ڈرامے ہوتے ہیں؟...... **اُف اللہ ربّ العزت کی پناہ**

رہزن رہبروں کے روپ دھار کر عوام کو لوٹ رہے ہیں۔ایسے ماسک چڑھائے ہوئے ہیں کہ اصل ونقل کی پہچان کرنا مشکل ہو گیا ہے۔نامِ علی علیہ السلام سے نفرت، نعرہَ

حیدری سے بیزار، اہل بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت وعقیدت سے دُور، ائمہ اثناء عشرہ کے منکر اور پھر بھی پیری اور شیخیت کا دعویٰ۔ شب و روز مریدین کی لسٹوں میں اضافے کے خواہاں۔ ایسے ایسے ٹائٹل والقابات اپنے لیے تیار کروائے جاتے ہیں کہ اللہ بزرگ و برتر والوں کی ارواح مقدسہ بھی حیرت زدہ ہو جاتی ہیں جیسے قبلہ، عالم، شیخ العالم، آفتاب طریقت، اعلیٰ حضرت وغیرہ۔ عام بندہ جب دیکھتا سنتا ہے یہ سوچتا ہے کہ عالم میں کتنے قبلے ہیں، کتنے آفتاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ان بہروپیوں سے مولا علی، شیر خدا علیہ السلام اور انکی اولاد اطہار علیہم السلام سے بغض رکھنے والا ولی و پیر تو دُور کی بات ہے، مؤمن نہیں ہوسکتا۔ یہ پتہ اس وقت چلے گا جب قبر و حشر میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سامنا ہوگا اور سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوچھیں گے کہ میری اولاد اطہار علیہم السلام کا حق کہاں تک ادا کیا؟ ولایت و تصوف کے نام پر میری اُمّت کے ساہ لوح لوگوں کو کتنا لوٹا؟ جنکے نام پر لوٹ کھسوٹ کر کے اپنی اولادوں کیلئے جائیدادیں، پراپرٹیاں بناتے رہے، ان سے نمک حرامی کیوں کرتے رہے؟ درویشی تو عجز و انکساری ہمہ وقت نالہ و زاری کا نام ہے۔ تم بڑے بڑے القابات لکھوا کر کہلوا کر اپنے نفس کو فربہ کیوں کرتے رہے؟ اپنے باپ دادا و پیر خانے کے ایام تو بڑی دھوم دھام سے مناتے رہے۔

کیا کبھی جگر گوشۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا یوم بھی منایا تھا؟ منبع ولایت حضرت علی شیر خدا علیہ السلام یا ائمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کا کوئی دِن زندگی میں منایا تھا؟ یا اپنے مریدین و متعلقین کو اہل بیت اطہار علیہم السلام سے محبت وعقیدت کا کبھی درس دیا تھا۔ پیر جی، شیخ العالم جی، اعلیٰ حضرت جی، قطب عالم و قبلہ عالم جی، ان سوالوں کے جواب کی تیاری کر لیں۔

ورنہ کیا حشر ہوگا؟

ذرا سا تصور کرلیں.....! اپنی اولاد کی تعظیمیں کروانے کیلئے کیا کیا جتن کیے جاتے ہیں۔ خود اپنے فاسق و فاجر، جاہل و نا اہل بیٹوں کی کرامتیں بیان کی جاتی ہیں کہ ہمارے متعلقین ہمارے بعد ہمارے بیٹے کو اپنی عقیدت کا قبلہ بنا کر چومتے چاٹتے رہیں۔

کاش کبھی آپ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار علیہم السلام کے اَدب و احترام کی بات بھی کی ہوتی، انکے مقامِ ارفع و اعلیٰ کا تذکرہ کیا ہوتا لیکن آپکو پتہ ہے کہ اگر عوام سادات کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو گئے تو پھر ہماری اولادوں کو۔ کون پوچھے گا؟ چلیں چند روزہ زندگی میں موج مستی کرلیں، نفس کو خوب موٹا کرلیں۔ اگلے جہاں میں آپکے ساتھ کیا ہوگا؟ آپکو علم ہے۔

؎ جانور فربہ شود از خورد و نوش ...... آدمی فربہ شود از راہ گوش

جانور کھا پی کر موٹے ہوتے ہیں اور انسان اپنی تعریفیں سن سن کر موٹے تازے ہوتے ہیں۔ اَدب کا سبق، عجز و انکساری کا دَرس تو عوام کیلئے ہے۔ عوام کو تو یہ سکھایا جاتا ہے

؎ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

....

؎ اگر کچھ مرتبہ چاہیے تو کر خدمت فقیروں کی

بلاشبہ یہ بہت اچھا دَرس ہے، اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں لیکن کاش یہ دَرس آج کے نام نہاد بناوٹی، ملاوٹی صوفی اپنی اولادوں کو بھی دیتے۔ انکی اولادیں تو پیدا ہی تعظیم کروانے کیلئے ہوتی ہیں، ہاتھ چوم وانے کیلئے، کاندھوں پر سواریاں کرنے کیلئے ہوتی ہیں۔

جوانکی اولاد کی جتنی تعظیم کرے گا، اتنا ہی مستحق ثواب ہوگا۔ جو اس میں کوتاہی کرے گا، اسکے تمام اعمال بیکار ہو جائیں گے۔ [استغفر اللہ]...... کیا عجب تماشا ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''تحفہ اثناء عشرہ'' میں تحریر فرماتے ہیں، عبارت ملاحظہ ہو ''حضرت امیر و ذریت طاہرہ اور اتمام امت بر مثال پیراں و مرشاں می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است''۔

[تحفہ اثناء عشریہ، مطبوعہ کلکتہ]

ترجمہ: تمام لوگ حضرت امیر (سیّدنا علی علیہ السلام) اور تمام اہل بیت اطہار کو مرشد و پیر مانتے ہیں اور اپنے تمام امور میں ان سے وابستگی رکھتے ہیں۔ انکے نام پر صدقہ خیرات فاتحہ اور نذر نیاز دیتے ہیں اور تمام اولیاء کے ساتھ انکا یہی معاملہ ہے''۔ [فتاویٰ]

مولوی اسماعیل دہلوی

جیسا گستاخ شخص اپنی کتاب **صراط مستقیم** صفحہ نمبر 44 پر حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کا اختیار مانتے ہوئے رقمطراز ہے کہ غوث، قطب، ابدال بنانا سب انکے ہاتھ میں ہے [یعنی حضرت علی علیہ السلام]۔ بادشاہوں کو بادشاہت، امیروں کو امیری انکے فیض کرم سے ملتی ہے۔

توجہ فرمائیں..... غور فرمائیں.....! تجزیہ کریں کہ ایک ایسا شخص جو بے ادب، گستاخ

مشہور ہے، وہ تو یہ تسلیم کرتا ہے کہ تمام اولیاء چاہے قطب ہوں، ابدال ہوں، غوث ہوں مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہ' الکریم کے دست مبارک سے بنتے ہیں۔ دنیاوی نظام میں بادشاہوں کو بادشاہت پر، امیروں کو امارت پر فائز کرنے کی ذمہ داری حضرت امیر علیہ السلام کے سپرد ہے۔ دوسری جانب کچھ ایسے مہربان جو دعویٰ ولایت کرتے ہوں، ہمہ وقت جبّہ ودَستار میں ملبوس رہتے ہوں، ولایت وتصوف کے نام پر انکی اور انکی اولاد کی روزی روٹی چلتی ہو، ظاہری آن بان شان لائف سٹائل [Life Style] کے ٹھاٹھ باٹھ دست بوسی و قدم بوسی کے مزے سب کچھ ولایت کے نام پر حاصل ہوں، سب آسائشیں پالینے کے بعد بھی مولائے کائنات علیہ السلام اور انکی اولاد اطہار علیہم السلام کا نام لینے سے گھبراہٹ محسوس ہوتو پھر اس رویّے پر یہ محاورہ پیش کرنے کو جی چاہتا ہے،

انہی کی بلی اور ان ہی کو میاؤں

اس سے بڑھ کر احسان فراموشی کیا ہوسکتی ہے؟ اصول تو یہ ہے کہ جو جسکا کھاتا ہے، اسی کے گیت گاتا ہے لیکن افسوس صد افسوس اس دَور میں ایسا نہیں ہے۔ جسکو جس دَر سے خیرات ملتی ہے، اسکی وفا کا تقاضا ہے کہ وہ ہمیشہ اس بارگاہ کا وفادار رَہے۔ نسبت والے کتے بھی قابل تعظیم ہوتے ہیں۔

مثال اصحابِ کہف کا کتا۔ اللہ رَبّ العزت کے نیک بندوں کی سنگت میں رہنے سے اس کتے کو یہ مقام ملا کہ ہرکوئی اسکی تعظیم کرتا ہے، وہ جنتی بھی ہوگیا۔ ان عقل کے اندھوں کوکون سمجھائے کہ اگر اعلیٰ کی مجلس وسنگت ایک پلید کتے کو اعلیٰ و جنتی بنادیتی ہے تو جنکی رَگوں میں خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو، جنکے جسم میں شِیر بتول علیہا السلام ہو، انکا مقام ومرتبہ کیا ہوگا۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام الاولیاء علیہم السلام، سیّدۃ نساء

العالمین سلام اللہ تعالیٰ علیہا، سیّد شباب اھل الجنۃ علیہا السلام کی عظیم نسبت جن کو حاصل ہو، انکی شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ نسبت کے احترام کے حوالے سے مجھے ایک بہت خوبصورت واقعہ یاد آتا ہے۔

گدھوں کو مٹھیاں بھرنا

ایک دفعہ پیر طریقت شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں محمد جمیل احمد صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف پاکستان [خداوند کریم صاحبزادہ صاحب کو درازی زندگی عطا فرمائے، ان کا سایہ ان کے متعلقین پر تادیر قائم ودائم رہے [آمین] نے چند سال قبل یہ واقعہ اپنے ''جدِّ اعلیٰ'' حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے سنایا۔ فرمانے لگے کہ قیام پاکستان سے پہلے کی بات ہے کہ حضور میاں شیر محمد شرقپوری کے دادا مرشد سیّد امام علی شاہ سجادہ نشین مکان شریف [اب مکان شریف انڈیا میں آ گیا ہے۔ سیالکوٹ سے کچھ آگے ہے] کے گاؤں کے کچھ لوگ خرید و فروخت کی خاطر لاہور آئے۔ سفر دراز تھا، رات کو واپس اپنے گاؤں پہنچنا دُشوار تھا۔ اب انہیں ایک ترکیب سوجھی کہ شرقپور شریف لاہور سے قریب ہی ہے اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے گاؤں میں اکثر اپنے دادا مرشد کی بارگاہ میں اَدب و نیاز سے حاضری دینے آتے رہتے ہیں، انکے ہاں چلتے ہیں اور عرض کریں گے کہ ہم ''مکان شریف'' کے رہنے والے ہیں، رات گزارنی ہے۔ اُمید ہے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں رات بھر کا مہمان بنالیں گے۔

سب مسافروں نے اس تجویز کو عملی جامہ پہناتے ہوئے شرقپور شریف کا رُخ کیا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ کر اَدب و نیاز کے ساتھ اپنا

تعارف بھی کرایااور شب بسری کی اجازت بھی چاہی۔ادھر شیر ربانی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ''مکان شریف'' کا نام سنتے ہی ایک کیفیت طاری ہوگئی۔آپ نے مسافروں سے فرمایا، یار! تم کیا اجازت مانگتے ہو، یہ تو ہمارے لیے قابل صد افتخار ہے کہ ''مکان شریف'' کے باسی ہمارے مہمان بنے ہیں۔حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حتی المقدور انکی مہمان نوازی کی۔انکی مہمان نوازی سے فراغت کے بعد خچروں گدھوں کو چارہ دانہ ڈالنے کے بعد جب سب لوگ آرام کرنے لگے،سونے لگے تو حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس جگہ تشریف لے آئے جہاں وہ جانور خچر اور گدھے بندھے تھے۔آپ نے اپنے دادا مرشد سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت وعشق کی مستی میں ان خچروں و گدھوں کو مٹھیاں بھرنا شروع کردیں کہ یہ جانور میرے مرشد خانے کے گاؤں کے ہیں، یہ تھک گئے ہوں گے۔

سبحان اللہ.....! ......یہ ہے محبت وعقیدت مٹھیاں بھرنے سے فارغ ہو کر عرض گزار ہوئے کہ تمہاری خدمت کا حق تو ادا نہیں ہو سکا، میری اس عاجزی کو قبول کر لینا۔میری خدمت وعقیدت میرے دادا مرشد کے شایانِ شان تو نہیں، بس یہ انکساری پیش ہے۔

قارئین کرام ......اس واقعہ کو بار بار پڑھیے مکرر پڑھیے۔کتنا ہی گناہگار ہو، فاسق وفاجر ہو، لیکن گدھوں سے افضل ہوتا ہے کیونکہ شرف انسانیت اسکو حاصل ہوتا ہے۔وہ مسافر، وہ گدھے انکے دادا مرشد کے آستانے کے نہیں تھے،صرف گاؤں وعلاقے کی نسبت حاصل تھی پھر بھی حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اَدب وعقیدت کا بے مثال مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آج بھی ہمیں نسبتوں کے احترام کی ہمت وتوفیق عطا فرمائیں۔ [آمین]

راقم کے سوال......؟

قارئین عالی مرتبت ......تمام نسبتیں، عقیدتیں، فیض، کشف و کرامات، ولایت و تصوف، علوم فقہ وحدیث ہر چیز بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات اور بھیک ہے۔

ذرا آپکی خاص توجہ چاہوں گا ......کیا موجودہ دور کے علماء کرام و پیران عظام نے کسی عام سے مزدور سے سیّد زادے کی دست بوسی وقدم بوسی عوام کے سامنے یا تنہائی میں کی ہو، یہ سوچ کر کہ اس شہزادے کی رگوں میں جو خون گردش کررہا ہے۔ اس کا تعلق بارگاہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ پرہیزگاری علم وغیرہ یہ سب معیار کیوں نظر آتے ہیں۔ اگر کسی پرہیزگار کی آپ عزت کرتے ہیں تو یہ اس کے تقویٰ کی وجہ سے۔

عالم کی عزت اسکے علم کی وجہ سے کی جاتی ہے

نمازی کی عزت نماز کی نسبت سے کی جاتی ہے

حاجی کی عزت شرف حج کی وجہ سے ہوتی ہے

اگر کسی سیّد زادے کی عزت کرنی ہے تو صرف خونِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کریں۔ یہ ہی نسبت کی عزت وتوقیر ہوگی لیکن محبت وعقیدت کا سبق بناوٹی لوگوں کو کہاں سمجھ آتا ہے، یہ تو اللہ ربّ العزت کی عطا ہوتی ہے۔

''ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ''

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسکو چاہے، عطا فرمائے۔

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست ...... تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

....

؎ قدر میری مئے کی تو کیا جانے اے واعظ! ... ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

کاش.....! آج ہم نے اپنے نفس کی غلامی کے بجائے غلامئ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنایا ہوتا، اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ومودّت کا وہ حق ادا کیا ہوتا جسکا تقاضا خداوند قدوس اور انکے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے کیا ہے۔ تمام نسبتوں سے بڑھ کر نسبت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فائق سمجھا ہوتا۔ ہمارے اسلاف نے اہل بیت اطہار علیہم السلام سے جو بے مثال محبت وعقیدت کے انمٹ نقش چھوڑے ہیں۔ کاش! ہم نے ان پر غور کیا ہوتا، ان سے استفادہ کیا ہوتا، انکو مشعل راہ بنایا ہوتا، ان پر عمل کیا ہوتا لیکن افسوس! نفس امّارہ کے فریبوں نے، تکبر ونخوت، حسد وبغض کے مہلک جراثیموں نے ہمارے علماء ومشائخ کے دِلوں کو برباد کر دیا ہے۔ محبت وعقیدت، احترام واکرام سادات کی نورانی وایمانی شمعوں کو بجھا کر قلوب کو تاریک وبنجر بنا دیا ہے۔

دُعائیں قبول نہیں کی جاتیں!

اس مقام پر ایک فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جسکا مفہوم پیش خدمت ہے۔ امام دیلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دُعائیں روک دی جاتی ہیں یہاں تک کہ مجھ پر اور میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام پر دُرود بھیجا جائے۔

[طبرانی فی الصغیر]

یعنی جب تک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی آلِ اطہار علیہم السلام پر دُرود نہ

بھیجا جائے، کوئی دُعا اللہ رَبّ العزت کی بارگاہ میں قبول نہیں کی جاتی۔ بے شک لمبے لمبے وظائف کرلو، شب و روز ذکر و نوافل میں گزار دو، قبولیت کیلئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اطہار علیہم السلام پر ہدیہ دُرود بھیجنا شرط ہے۔ جو اس شرط پر پورا نہ اُترا، وہ کبھی بھی قربِ خدا تعالیٰ حاصل نہیں کر سکتا۔

بے علم سیّد اور غیر سیّد عالم

امام و علامہ خاتم المحققین حضرت علامہ احمد بن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ بے علم سیّد افضل ہے یا عالم دین غیر سیّد؟ جب یہ دونوں ایک مقام پر جمع ہوں تو کوئی چیز چائے وغیرہ پیش کی جائے تو تعظیم کا زیادہ حق دار کون ہے؟ ابتداء کس سے کی جائے؟ ہاتھوں کو بوسہ دینا ہو تو آغاز کس سے کیا جائے؟

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ سادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں۔ اس شرف کے برابر کوئی فضیلت نہیں ہے، اسی لئے علماء نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کے حصے کے برابر کسی کو نہیں مانتے۔ عالم باعمل کی فضیلت یہ ہے کہ انکی وجہ سے اُمّت مسلمہ کا فائدہ اور گمراہوں کی راہنمائی ہے۔ علمائے دِین انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم کے وارث ہیں لہٰذا لازم ہے کہ ''تمام سادات کرام اور باعمل علماء کے حق کو تسلیم کیا جائے'' جب دونوں اکٹھے ہوں تو ابتداء ''سیّد'' سے کرے کیونکہ یہ آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے اور لختِ جگر ہیں۔ ''سیّد'' اسے کہتے ہیں جسکا سلسلہءِ نسب سیّدنا امام حسن و حسین علیہما السلام تک پہنچتا ہو۔ سیادت کا اطلاق صرف امامین کریمین طیبین طاہرین حسنین کریمین علیہما السلام کی اولادِ اطہار پر ہوتا ہے، انکے علاوہ کسی کو سیادت کا درجہ حاصل نہیں۔ [الفتاویٰ الحدیثیہ لامام احمد بن حجر رحمۃ اللہ علیہ]

دعوتِ غور و فکر

ذرا ایمانداری سے دیانتداری سے اپنی محافل پر غور فرمائیں کہ جب ہماری محافل و جلسے ہوتے ہیں، اسٹیج سجاتے ہیں، کیا اس اسٹیج پر کبھی کسی سیّدزادے کو بھی زینت اسٹیج بنایا جاتا ہے؟ کبھی کسی پیر صاحب نے یہ اعلان کیا ہو کہ خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو افراد ہیں، سب اسٹیج پر تشریف لے آئیں۔ سادات کے قدومِ میمنت لزوم سے ہی اسٹیج کی زینت ہوگی۔ اگر ایمانداری سے آپ نے غور یا فیصلہ کیا تو یقیناً یہی جواب آئے گا کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ نہ ہی ہمارے علمائے کرام کو کبھی یہ خیال آتا ہے، نہ ہی ہمارے پیرانِ عظام کو یہ توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اللہ ربّ العزت ہمارے علماء و مشائخ کے شعورِ ایمانی کو بیدار فرمائیں تاکہ وہ خود بھی رحمت خداوندی اور شفقت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مستحق بن سکیں اور عوام کو بھی صحیح و سچی گائیڈ لائن [Guide Line] دے کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا حقدار بنا سکیں۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ جب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صحیح معنوں میں اَدب و احترام کیا جائے۔

قارئین ذی محتشم.....! آئیں ذرا میں آپکے اور اپنے ایمان کو تازگی بخشنے کیلئے اپنے اکابرین سلف صالحین کی مقدس و پاکیزہ زندگیوں کے پاکیزہ واقعات کی ورق گردانی کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے اسلاف نے خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محبت و عقیدت کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جن سے صبح قیامت تک ایمان معطر ہوتے رہیں گے۔ انکے پاکیزہ واقعات پڑھ کر وادئ ایمان و عقیدت نور سے بھرپور ہو جاتی ہے۔ اکابرین اُمّت کے کچھ حالات و واقعات کا آغاز میں امام اہل سنت

عظیم البرکت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز سے کرتا ہوں۔

آپکا مختصر تعارف

آپکا اسم گرامی احمد رضا خان ابن حضرت مولانا نقی علی خان بن حضرت مولانا رضا علی خان بن حافظ محمد کاظم علی خان۔ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی، دادا محترم، پردادا اکرم کے اسماء گرامی پر غور فرمائیں۔

والد گرامی کا اسم گرامی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے دسویں امام علیہ السلام کے نام پر، آپکے دادا محترم کا نام اہل بیت اطہار کے آٹھویں امام علیہ السلام کے نام پر، آپکے پردادا اکرم کا نام اہل بیت اطہار کے ساتویں امام کی نسبت پر۔ آپکا اپنا نام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر اور امام علی رضا علیہ السلام کی نسبت پر۔

راقم آپ معزز قارئین کو صرف دعوت فکر دے رہا ہے کہ ہمارے اکابرین کا مسلک اور معاملہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسا تھا اور آج کے نام کے اہل سنت کا کیا حال ہے؟

ولادت اعلیٰ حضرت

مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی کی ولادت باسعادت

10- شوال المکرم بروز ہفتہ 1272ھ

چار سال کی عمر میں قرآن شریف ناظرہ ختم کیا۔ تمام علوم درسیہ معقول ومنقول اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیے۔ 14- سال کی عمر میں

علوم دینیہ سے سند فراغت حاصل کرلی اور اسی دِن فتویٰ نویسی کا کام بھی شروع کرلیا۔

آپکی اولادیں

امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی 7- اولادیں ہوئیں۔ [2-صاحبزادے]

1. حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی حجۃ الاسلام
2. حضرت مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان صاحب مفتی اعظم

آپکی [5-صاحبزادیاں] تھیں جنکے اسماء گرامی یہ ہیں

1. مصطفائی بیگم
2. کنیز حسن (منجھلی بیگم)
3. کنیز حسین سنجھلی بیگم
4. کنیز حسنین (چھوٹی بیگم)
5. مرتضائی بیگم عرف چھوٹی بنو

قارئین کرام ...... امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کا تذکرہ کرنا اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ آپ غور فرمائیں کہ آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کے ناموں میں بھی نسبت رسول و آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملحوظ رَکھا۔ آپ نے اپنی پانچوں صاحبزادیوں کو بھی پنجتن پاک کی کنیزیں بنا دیا۔

سبحان اللہ.....! ...... یہ ہے محبت وعقیدت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میرا سوال......؟

نہایت ہی اَدب وعزت سے موجودہ دَور کے علماء ومشائخ سے بالخصوص اور عوامِ اہل سنت سے بالعموم راقم یہ عرض کرتا ہے کہ ذرا اپنے گھروں میں غور کرلیں۔ آپ نے اپنی

اولادوں کے نام نسبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھے ہیں یا نہیں؟ شب و روز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت کے گیت گانے والو! کیا انکی اتباع میں آپ نے اپنی بیٹیوں کو حسنین کریمین کی کنیزیں بنایا ہے؟ جس خوش نصیب کا جواب ہاں میں ہے، وہ مبارک کا مستحق ہے اور جسکا جواب نفی میں ہے، وہ یقیناً خسارے میں ہے۔ نہ تو اسکا دعویٰ محبت رسول وآل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درست ہے اور نہ ہی امام اہل سنت کے ساتھ اسکی عقیدت وارادت کوئی معنی رکھتی ہے، یہ سب دکھاوا ہے۔ اگر حقیقت ہو تو پھر اسکے عمل وکردار سے مہک آتی ہے۔ محبّ اپنے محبوب کی ادائیں اپناتا ہے۔

آئیں ◀...... ذرا امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت کے ان چند گوشوں کو آپکے سامنے لاتے ہیں تاکہ آپ موازنہ کرسکیں کہ اصل سنّیت اور آجکل کی ملاوٹی سنّیت میں کیا فرق ہے۔

سادات کا حصہ دوگنا

حیات اعلیٰ حضرت کے صفحہ نمبر 288 پر درج ہے کہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ہر تقریب میں جب شیرینی ونیاز تقسیم کی جاتی، سادات کرام کے جتنے افراد وہاں موجود ہوتے، سب کو دوگنا حصہ پیش کیا جاتا۔ ایک سال بموقع 12 ربیع الاول شریف ایک سیّد صاحب سیّد محمود جان صاحب کو عام لوگوں کے برابر حصہ دو طشتریاں شیرینی کی بلا قصد پیش کیں، شاہ صاحب محترم وہ شیرینی کی طشتریاں لیکر امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تشریف لے آئے اور کہا کہ آپکے ہاں سے آج پہلی بار مجھے ایک ہی حصہ ملا ہے جو عام افراد کو ملتا ہے۔ آپ نے عرض کیا، سیّد صاحب تشریف رکھیے، لنگر تقسیم کرنے والے کی طلبی ہوئی اور اس شخص پر سخت ناراضگی فرمائی اور فرمایا، ابھی اسی وقت ایک خوان (سینی) میں

جتنے کھانے آسکیں، بھر کے لاؤ۔ آپکے حکم کی فوری تعمیل ہوئی۔ سیّد صاحب نے کہا، حضور میرا مقصد یہ نہیں تھا، صرف دِل کو تکلیف ہوئی تھی جسکا اظہار آپ سے کرنا چاہتا تھا۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، شاہ صاحب! یہ شیرینی آپکو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی۔ خادم سے فرمایا کہ ایک آدمی کو قبلہ سیّد صاحب کے ہمراہ بھیجو جو اس خوان کو قبلہ شاہ صاحب کے دولت کدہ تک پہنچا کے آئے۔ آپکے حکم کی فوری تعمیل کی گئی۔

ذرا اپنے گرد و پیش پر نظر دوڑائیں، کیا جب آپ کوئی ہدیہ یا نذر نیاز تقسیم کرتے ہیں تو سادات کا حصہ دوگنا رکھتے ہیں۔ کبھی آپ کے پیر صاحب، مولوی صاحب، امام صاحب نے آپکو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عام لوگوں کے برابر سلوک نہ کرنا بلکہ نسبت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنا پر انہیں اسپیشل ٹریٹ [Special Treat] کرنا، انکا حصہ دوگنا رکھنا۔

میرا مشاہدہ، میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ اسکا جواب نفی میں ہوگا۔ اگر کسی خوش قسمت کا جواب اثبات میں ہے تو میں ایسی نصیحت کرنے والے پیر کو، مولوی اور امام کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، سیلوٹ [Salute] کرتا ہوں اور پکا اور سچا سنی سمجھتا ہوں۔ اللہ رَبّ العزت ایسے سنیوں کو قیامت تک شاد و آباد رکھے۔ [آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

یہ ہمارے مخدوم زادے ہیں

جناب سیّد ایوب علی شاہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک کم عمر لڑکے کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں خانہ داری کے کاموں میں مدد کیلئے ملازم رکھا گیا۔ بعد میں علم ہوا کہ یہ سیّد زادے ہیں۔ امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے گھر والوں کو سخت

تاکید فرمادی کہ اس شہزادے سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کیونکہ یہ ہمارے مخدوم زادہ ہیں۔ کھانا وغیرہ جس چیز کی انہیں ضرورت ہو، انکی خدمت میں پیش کی جائے۔ جس تنخواہ کا وعدہ ہوا تھا، وہ بطورِ نذرانہ پیش ہوتا رہے۔ آپکے ارشاد کی تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ عرصہ بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔ [حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نمبر 286]

کوزے میں سمندر بند

قارئین مکرم...... امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی مستقل کتاب بعنوان ''شان اہل بیت اطہار'' راقم فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ نا معلوم اعلیٰ حضرت ان نفوس قدسیہ کی بارگاہ میں ایک کتابی شکل میں ہدیہ کیوں پیش نہ کر سکے۔ اگر کوئی کتاب ہے لیکن راقم کے علم میں نہیں تو راقم فقیر کی جانب سے معذرت لیکن صرف ایک شعر میں جو خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی، تعریف و توصیف کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بلا شبہ آپ نے دریا کو نہیں بلکہ سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ آپکی عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔

؎ تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ... تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سیّد زادوں کو بلانے کے آداب

حیاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صفحہ نمبر 288 پر درج ہے ''امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعد از نماز جمعہ پھاٹک میں تشریف فرما ہیں۔ حاضرین کا جم غفیر ہے۔ ایک مولوی صاحب جنکا نام نور محمد تھا، بغرض تعلیم آستانے میں ہی مقیم تھے۔ انہوں نے بآواز بلند ایک سیّد زادے کو نام لے کر قناعت علی! قناعت علی!

پکارا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آواز سن کر مولوی صاحب کو اندر بلایا اور فرمایا، سیّد صاحب کو اس طرح پکارتے ہو۔ تم نے کبھی مجھے بھی سیّد صاحب کا نام لیتے سنا ہے۔ مولوی صاحب نے ندامت وشرمندگی سے نظریں نیچی کرلیں۔ ارشاد فرمایا، اب جائیے اور آئندہ خیال رکھیے کہ ایسی بے ادبی وبے باکی نہ ہونے پائے۔

اسی موقع پر آپ نے ایک واقعہ سنایا کہ شریف مکہ (سیّد) کے زمانہ میں حاجیوں سے ٹیکس بڑی سختی سے وصول کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کے خواتین کی بھی جامہ تلاشی لیتے تھے۔ ایک عالم دین مع اپنی مستورات کے وہاں پہنچے۔ انکی مستورات کی بھی جامہ تلاشی لی گئی۔ عالم صاحب کو یہ بات بڑی ناگوار گزری۔ وہ رات بھر سیّد صاحب کو بُرا بھلا اور بددُعائیں دیتا رہا۔ بوقت صبح آنکھ لگ گئی۔ خواب میں آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، مولوی صاحب! کیا میری اولاد ہی آپکے بددُعا کرنے کو رہ گئی تھی۔

قاضی کا سزا دینا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، کہ اگر کسی سیّد کو قاضی حد لگائے تو یہ خیال ہرگز نہ کرے کہ میں سیّد کو سزا دے رہا ہوں بلکہ تصور یہ کرے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ بھر گئی ہے، اسے دھو رہا ہوں۔ [سبحان اللہ! واہ! سبحان اللہ!]

احترامِ سادات

حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صفحہ نمبر 291 میں حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان کے ایک حصے کی تعمیر نو ہو رہی تھی۔ زنانہ حصہ کو کچھ عرصہ کیلئے مردانہ کر دیا گیا۔

خواتین خانہ کو دوسرے مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ جب تعمیر کی تکمیل ہوگئی تو خواتین اپنے زنانہ مکان میں واپس منتقل ہو گئیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مردانہ حصہ میں تشریف رکھنے لگے۔ ایک دن ایک سیّد زادے جو چند ہفتے پہلے بھی حضرت سے ملنے آئے تھے، جہاں وہ پہلے ملے تھے، آج اسی مکان میں بے جھجک تشریف لے گئے۔ جب آدھے صحن میں پہنچ گئے تو خواتین خانہ گھریلو کام میں مشغول تھیں۔ ایک اجنبی شخص کو صحن میں دیکھ کر عجیب اضطراب کا شکار ہو کر ادھر ادھر بھاگ کر باپردہ ہونے لگیں۔ شاہ صاحب یہ منظر دیکھ کر بہت پریشان و شرمسار ہوئے۔ جنوب کی جانب سے مولانا الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آرہے تھے۔ شاہ صاحب کو صحن سے باہر آتا اور سر جھکائے نہایت پریشان حالت میں دیکھا، ملاقات کی۔ شاہ صاحب نے پریشانی و ندامت سے معذرت کی کہ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ یہ مکان اب زنانہ ہو گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ صاحب کو اپنے خاص حجرہ میں جہاں آپ تصنیف و تالیف کا کام کیا کرتے تھے، بٹھایا۔ بہت سی باتیں کی اور کہا، شاہ صاحب! آپ نے الفاظ معذرت کیوں ادا فرمائے ہیں۔ ہماری خواتین تو آپکی باندیاں اور کنزیں ہیں۔ آپ آقا اور آقا زادے ہیں۔ پان وغیرہ سے شاہ صاحب کی تواضع کی۔ شاہ صاحب نے رُخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ پھاٹک تک شاہ صاحب کو الوداع کہنے آئے۔ سیّد صاحب نے یہ واقعہ خود مجھے سنایا [ظفر الدین قادری رضوی کو] کہ ہم نے سمجھا تھا کہ آج خوب پٹے مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت و قدر کی کہ دِل خوش ہو گیا۔ واقعی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو تو ایسی ہو۔

ایک سیّد زادے کی اِمداد

ایک سیّد صاحب نہایت ہی غریب مفلوک الحال تھے۔عسرت وتنگی سے گزر بسر ہوتی تھی،اس لئے سوال کیا کرتے تھے مگر آپ کے سوال کرنے کی عجیب شان تھی۔جہاں تشریف لے جاتے،فرماتے'' دلواؤ سیّد کو''۔ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا۔سیّد صاحب تشریف لائے اور سیدھے زنانہ دروازہ پر پہنچ گئے اور صدا لگائی'' دلواؤ سیّد کو''۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ذاتی اخراجات کے لیے دوسو روپے آئے تھے جن میں نوٹ بھی تھے اور اٹھنی چونی پیسے بھی تھے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ صاحب کی آواز سنتے ہی وہ بکس جس میں یہ سارے پیسے تھے،لاکر بکس شاہ صاحب کے سامنے پیش کردیا۔ان کے رُوبرو بکس لیے کھڑے رہے۔شاہ صاحب دیر تک ان سب روپوں کو دیکھتے رہے پھر ان میں سے ایک چونی اٹھائی۔فرمایا، مجھے اتنا ہی کافی ہے۔چنانچہ سیّد صاحب چونی لے کر سیڑھی پر سے اُترے۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کے ساتھ ساتھ پھاٹک تک انکو رُخصت کرنے آئے۔انہیں رُخصت کر کے خادم سے فرمایا، آئندہ جب بھی سیّد صاحب کو دیکھو''چونی'' ان کی خدمت میں پیش کردیا کرو۔شاہ صاحب کو صدا نہ لگانا پڑے...... **سبحان اللہ وبحمدہ** ...... تعظیم سادات ہو تو ایسی۔

[حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفحہ نمبر 293]

اَدبِ سادات کا عظیم الشان مظاہرہ

قارئین کرام...... اعلیٰ حضرت مجدد المأۃ حاضرہ برکۃ الزمان علامۃ الزمان حامیٔ اہل سنت الشیخ الکبیر وحید العصر استاذ المعظم عظیم العلم سعادت اسلام شمشیر بے نیام خادم سادات

عمدۃ البرکات مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ عدیم المثال واقعہ پیش کر کے انکی بارگاہ سے رُخصت لے کر آگے بڑھیں گے۔

ایک مرتبہ بریلی شہر کے لوگوں کو خیال آیا کہ شرق و غرب سے لوگ علمی و روحانی پیاس بجھانے یہاں حاضر ہوتے ہیں لیکن ہم نے اس عظیم شخصیت کی کما حقہٗ عزت افزائی نہیں کی۔ ایک ایسا عظیم الشان پروگرام رکھتے ہیں جس میں بطور ''مہمانِ خصوصی'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدعو کرتے ہیں۔ اپنی ہمت و بساط کے مطابق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عزت افزائی کریں گے تاکہ ہمارے دِل سے اپنی لاپرواہی وکوتاہی کا بوجھ مٹ سکے۔ ایک وفد کی شکل میں کچھ حضرات نے آ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عظیم البرکت سے گزارش کی کہ آپ اس جلسہ میں تشریف لا کہ ہماری محفل کو زینت بخشیں۔ آپ نے ان کی دعوت کو قبول فرمالیا۔ منتظمین نے پروگرام کی تشہیر میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ بریلی کے گلی کوچوں کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے دُلہن کی طرح سجا دیا گیا۔ مقررہ تاریخ پر ایک وفد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لینے کے لیے آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوگیا۔ آپ کے لے جانے کیلئے پالکی کا انتظام کیا گیا۔ یہ بھی اہتمام تھا کہ جس گلی سے آپ کی پالگی گزرے گی، چوباروں اور مکانوں کی چھتوں سے آپ پر گل پاشی کی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے، پالکی میں تشریف فرما ہوئے۔ چند مزدوروں نے آپکی پالکی کاندھوں پہ اُٹھالی۔ ہزاروں لوگوں کا جم غفیر ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے بے تاب تھا۔ ابھی چند قدم ہی پالکی لے کر چلے تھے، آپ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور ہو رہی تھیں۔ آپکی تعریف میں نعرے لگ رہے تھے کہ آپ نے ''پالکی'' اُتارنے کا ارشاد فرمایا۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ پالکی کو زمین پر رکھ دیا گیا۔ آپ نے پالکی سے اُتر کر ان مزدوروں سے جو پالکی اُٹھا رہے تھے، فرمایا کہ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں، خدا

تعالیٰ کیلئے مجھے صحیح اور سچا جواب دینا۔انہوں نے حامی بھرلی۔عوام کی ہزار ہا نگاہیں یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔آپ نے فرمایا،تم میں ''سیّدزادہ'' کون ہے؟ خاموشی چھاگئی۔آپ نے پھر وہی سوال دہرایا اور خدا تعالیٰ کا نام یاد دلایا۔ایک مزدور نے آگے ہو کہ عرض کیا، حضور یہ ہمارا پیشہ ہے، اس سے ہم روزی روٹی کماتے ہیں۔اس میں نسب کی کیا قید ہے، ویسے خاندانِ سادات سے میرا تعلق ہے۔ہم دُنیا داروں کو پالکی میں لئے پھرتے رہتے ہیں۔آپ جیسی عظیم اور علمی شخصیت کو اُٹھانا تو ہمارے لئے باعث عزت ہے۔

اس سیّدزادے کے اقراری الفاظ سنتے ہی امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے قرار ہو جاتے ہیں۔بے ساختہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں۔فرمانے لگے،کل محشر میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا کیسے کروں گا؟ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھ لیا کہ (اعلیٰ حضرت) احمد رضا خان (بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میری اولاد کے کاندھوں پر سواری کرتے رہے ہو تو اس سوال کا سامنا کیسے کروں گا؟ دُنیا یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ بریلی کا تاجدار اپنا عمامہ ودستار اُتار کر دست بستہ اس سیّدزادے سے معافی طلب کر رہا تھا کہ سیّد صاحب! یہ جو انجانے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے، اسکو معاف فرما دیں۔یہ کیفیت دیکھ کر وہ مزدور شاہ صاحب بھی پریشان ہو جاتے ہیں۔کہتے ہی، حضرت معافی والی تو کوئی بات نہیں لیکن اگر آپ فرماتے ہیں تو میں اس سارے مجمع کو گواہ بنا کر آپکو معاف کرتا ہوں۔جناب اب تو آپ خوش ہو جائیں۔اب تو یہ بے قراری ختم کر دیں۔فرمایا، شاہ جی! اگر آپ حقیقتاً میری بے قراری کو ختم کرنا چاہتے ہیں، مجھے تسکین و راحت دینا چاہتے ہیں تو اس کیلئے آپکو میری ایک گزارش ماننا ہوگی۔شاہ صاحب نے کہا، حضور! فرمایئے۔میں وعدہ کرتا ہوں آپکی ہر بات مانوں گا جس سے آپ خوش ہو جائیں کیونکہ آپکے اضطراب و بے قراری نے پورے علاقے کے لوگوں کو پریشان و بے قرار کر دیا

ہے۔فرمایا، شاہ صاحب! وعدہ ہے۔کہا، وعدہ ہے جناب۔کہا، اب مجھے تبھی تسلی ویقین ہوگا کہ آپ نے مجھے دِل سے معاف کر دیا ہے کہ آپ پالکی میں تشریف رکھیں اور یہ (اعلیٰ حضرت) احمد رضا خان (بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک سیّد زادے کا غلام بن کر پالکی اُٹھا کر چلے گا۔سیّد صاحب وعدہ فرما چکے تھے، پالکی میں بیٹھے اور وقت کا امام اپنے دَور کا عظیم فقیہ ومجدد مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عام سے مزدور کی طرح پالکی اُٹھا کر بریلی کی گلیوں میں چل رہا تھا۔اس سوچ سے بے نیاز کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے۔جو میری ایک جھلک کو ترس رہے تھے، وہ پھول و پتیاں جو نچھاور ہو رہی تھیں، ان تمام چیزوں سے بے نیاز۔یہ ایک ہی چیز ہوتی ہے جو بندے کو ان تمام بندھنوں سے آزاد کر دیتی ہے۔اسکے دِل کا چین وسکون ان چیزوں سے نہیں ملتا بلکہ رضاءِ محبوب سے ہوتا ہے، اس چیز کا نام "محبت وعشق" ہے۔

اللہ ربّ العزت اس عظیم محبّ وعاشق رسول وآلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقد انور پر لاتعداد رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [آمین]

میرے نہایت ہی عزت واحترام کے لائق قارئین! آئیں ذرا راقم فقیر کی پکار کے ایک ایک حرف پر غور فرمائیں کہ ہمیں جو اپنے اسلاف واکابرین سے سبق ملے ہیں، انکی تحریروں سے، انکے ذاتی اعمال سے، کیا آپکو اس دَور میں انکی جھلک نظر آتی ہے؟ کیا آپ نے اپنی زندگی میں ایسا منظر دیکھا ہے کہ آج کے مشائخ عظام وعلمائے کرام نے سادات کی دست بوسی، قدم بوسی عوام کی موجودگی میں مریدین کے جھرمٹ میں کبھی کی ہو؟ خود بڑی بڑی مسندوں پر براجمان ہوتے ہوئے یہ خیال فرمایا ہو کہ کہیں کوئی سیّد زادہ نیچے تو نہیں بیٹھا۔ہماری ذرا سی لاپرواہی سے خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر نہ ہو جائے۔ہماری ساری زندگی کے اعمال کی فصل ایک لمحے میں تباہ وبرباد نہ ہو جائے لیکن دو عظیم مکار

دشمنوں کی موجودگی میں یہ خیال کیسے آسکتا ہے؟ ان دو مکاروں سے میری مراد نفس امارہ اور شیطان لعین ہیں۔

راقم حقیر کو علم ہے کہ میرے یہ الفاظ بعض لوگوں کو ہضم نہیں ہوں گے، گراں گزریں گے۔ نا معلوم کن کن الفاظ سے مجھے نوازا جائے گا لیکن قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں اس پُر تقصیر کی جان ہے، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر خداوند قدوس اور خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرا کوئی حرف قبول ہوگیا تو وہ میرے لئے اور میری اولاد متعلقین کیلئے دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

[آمین بحرمۃ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جد الحسن والحسین علیہما السلام]

کروں مدح میں اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال

25- صفر المظفر بروز جمعۃ المبارک 1340ھ

اللہ تعالیٰ آپکے مزار پُر انوار پر توقیر سادات کا صدقہ رحمتوں کا، برکتوں کا نزول فرمائیں اور آجکل کے سنیوں کو آپکے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ [آمین]

جنید پہلوان کا حضرت جنید بننا

قارئین مکرم ...... بڑا مشہور واقعہ ہے کہ جنید بہت بڑا بہادر اور جری پہلوان تھا۔ کئی میڈل اور تمغے انعام میں حاصل کر چکا تھا۔ اپنے دَور میں دُور دُور تک کوئی پہلوان بھی کشتی میں جنید کے ہم پلہ نہیں تھا۔ زورِ جنید سے پہلوان خائف تھے۔ جنید کو مقابلے کا چیلنج کرنا

اپنے آپکو انتہائی مشکل میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ ایک دن اچانک ایک منادی ہوئی کہ میں جنید سے کشتی لڑوں گا۔ یہ اعلان سن کر عوام میں ایک تجسس کی لہر دوڑ گئی۔ وہ کونسا سورمہ ہے جس نے جنید کو چیلنج کیا ہے؟ مقابلے کی تاریخ اور وقت کا تعین ہوا۔ لوگ بڑی بے تابی و بے قراری سے اس وقت کا انتظار کرنے لگے۔ بالآخر وہ دِن آ ہی گیا۔ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو یہ مقابلہ دیکھنے کیلئے اُمڈ آیا تھا۔ ہر کوئی اس نئے پہلوان کو دیکھنے کیلئے بیقرار تھا جس نے جنید جیسے پہلوان کو چیلنج کیا تھا۔ جب پہلوان میدان میں اُترے تو لوگ انگشت بدنداں رَہ گئے۔ جو جنید کے مقابل آیا تھا، اُسکا جسم، وزن، ڈول ڈال کچھ بھی پہلوانوں والا نہ تھا۔ ایک عام ساد ُبلے پتلے جسم والا آدمی تھا۔ لوگ حیران و پریشان تھے کہ اس بندے نے جنید کو للکار کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ کوئی یہ رائے قائم کرر ہا تھا کہ بے شک بظاہر یہ کمزور و نحیف ہے لیکن شاید یہ کوئی خاص کرتب جانتا ہو جسکی بدولت یہ جنید کو ہرادے۔ طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں۔ دونوں پہلواں آمنے سامنے تھے۔ جنید کو بھی اپنے مدّ مقابل پر بہت غصہ تھا کہ اس نے مجھے للکارنے کی جسارت کیسے کی ہے؟ مقابلہ شروع ہوتے وقت دوسرے پہلوان نے کہا، جنید! میں تم سے ایک رازدارانہ بات کرنا چاہتا ہوں، پہلے وہ سن لو پھر مقابلہ شروع کریں گے۔

جنید نے کہا، بولو کیا بات ہے۔ اس نے کہا، جنید میرا تعارف یہ ہے کہ میں ''سیّد زادہ'' ہوں، خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا تعلق ہے، عیال دار ہوں اور غربت و عسرت کے دِن بسر کر رہا ہوں۔ میری خاندانی عزت و شرافت مجھے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ ترکیب میرے ذہن میں آئی تھی کہ تم سے مقابلے کا اعلان کرواؤں۔ اگر تم نے خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا احترام کیا اور مقابلہ ہار گئے تو مجھے انعام واکرام اتنا مل جائے گا کہ زندگی بھر کی غربت و

عسرت ختم ہو جائے گی اور اگر میرا تعارف تم پر کوئی اثر نہ کر سکا تو تمہارے جوش و جلال کے ایک وار سے میری زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اب آگے بڑھو! فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ جو سلوک چاہے کرو۔

قارئین کرام ...... قربان جائیں اس جنید پہلوان کے مقدر پر۔ آنکھوں میں نمی آ گئی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون کو سامنے دیکھ کر حیا آ گئی۔ عزت و واہ واہ کے نعرے سننے کا عادی پہلوان، بارگاہِ سیّد میں ڈھیر ہو چکا تھا۔ کہا، سیّد صاحب آگے بڑھیے اور اپنے مقدس بدن کو اس گنہگار بدن سے مَس کیجئے۔ شاہ صاحب آگے بڑھے، پلک جھپکتے ہی جنید زمین پر لیٹا تھا اور سیّد زادہ اسکی چھاتی پر سوار۔ لوگوں کی عقلیں دَنگ تھیں۔ ہر کوئی حیران و پریشان تھا۔ جنید کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ ادھر جنید خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے مزے لے رہا تھا۔ آنکھیں آسمان کی طرف تھیں۔ ندامت و سرور کے آنسوں رواں تھے۔ زبان حال سے کہہ رَہا تھا، مولا ساری زندگی جوانی و پہلوانی کے نشے میں مست رہا، کوئی زہد و تقویٰ نہ کر سکا۔ اے رَبِّ کریم! آج ہزاروں لاکھوں لوگوں کی نظروں کی تذلیل اپنے جسم پر سجا کر اور خونِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے ڈنکے بجا کر سیّد زادے کو اپنے سینے پر سوار کر کے التجاء کرتا ہوں کہ میرے اس عمل کو قبول فرماتے ہوئے مجھ سے راضی ہو جا۔

ادھر **آقادو جہاں، نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اپنے اس وفادار اُمّتی کی وفا ملاحظہ فرما رہے تھے۔ وہ سیّد زادہ جسکی کامیابی کے ڈنکے بج رہے تھے، اپنی بھیگی آنکھوں، آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ پنجتن پاک علیہم السلام کو مخاطب کر کے عرض گزار تھے کہ اے میرے جدّ اعلیٰ علیہم السلام! آج آپکے بیٹے کی عزت آپکی نسبت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آج اس نسبت کا احترام کرنے والے کو ایسا انعام عطا ہو جائے جسکے آگے دُنیاوی

انعام کوئی حیثیت نہ رکھتے ہوں۔ سیّد زادے کے دِل سے نکلی ہوئی دُعا بوسیلہ ''پنجتن پاک علیہم السلام'' فی الفور قبولیت کے شرف سے نوازی گئی۔

چند لمحے پہلے جو صرف جنید پہلوان تھا، اب سیّد زادے کے احترام کی وجہ سے دِل کی دُنیا کا، تصوف وطریقت کی دُنیا کا ایک عظیم صوفی و امام بن چکا تھا۔ تاریک دِل نورِ معرفت سے بھر چکا تھا۔ وہ کریم گھرانہ کب کسی کا احسان باقی رکھتا ہے۔ لوگ جنید سے پوچھ رہے تھے، آج کیا ہوا، کیوں ہار گئے؟ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آج جو خوشی و مسرت حاصل ہوئی تھی، اُسکا نعم البدل کچھ نہ تھا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلوان سے اب آپ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن گئے تھے۔

امام الاولیاء حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سیدنا غوث اعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عظیم بزرگ بھی اپنے آپکو سلسلۂ جنیدیہ سے منسوب کرنا باعثِ افتخار سمجھتے ہیں۔

ذرا غور سے سوچیں.....! بندہ سال ہا سال کی محنت وریاضت کرتا رہے، ذِکر وفکر کرتا رہے تو بڑی مشکل سے قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ وہ بھی اگر نصیب اچھے ہوں تو۔ یہاں ایک لمحے کی عزت وتوقیر سیّد نے ولی نہیں بلکہ امام الاولیاء بنا دیا۔

رومیٔ کشمیر اور احترامِ سادات

صوفی باصفا، مردِ باوفا، عاشقِ رسولِ خدا، غوثِ زماں، قطب دوراں حضرت میاں محمد بخش قادری قلندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ سارے عالم میں آپکا شہرہ ہے۔ آپکا شیریں کلام ''سیف الملوک'' ہر دینی وروحانی محفل کی زینت بنتا ہے۔ دُنیا کے ہر خطے میں آپکے کلام کو یکساں مقبولیت حاصل ہے۔

صوفی شعرا کے بہت ہی اعلیٰ ونفیس کلام ہیں لیکن مقبولیت خواص وعام میں آپکا
کلام لاثانی ہے۔ حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق معروف ومعزز گوجر
خاندان سے تھا۔ آپکے پردادا حضرت میاں دین محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ خوش
نصیب شخصیت تھے جن کو قلندر وقت حضرت پیرا شاہ غازی دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے اپنا [منہ بولا] بیٹا بنایا تھا۔ بچپن سے لے کر پرورش وتربیت غازی قلندر رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے خود فرمائی تھی۔ آپکے وصال کے بعد پہلے سجادہ نشین میاں دین محمد صاحب
تھے۔ میاں دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادے میاں جیون ولی تھے جو میاں محمد
بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا محترم تھے۔ انکے صاجزادے میاں شمس الدین صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی تھے۔ میاں صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو اور بھائی تھے۔ بڑے بھائی میاں بہاول بخش اور چھوٹے بھائی
میاں علی بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت میاں صاحب کی ولادت مبارکہ 1246ھ
اور عیسوی کیلنڈر کے مطابق 1826ء ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا
وصال مبارک سات ماہ ذوالحج 1324ھ، 1907ء کو ہوا۔ یہ معلومات میرے موضوع سے
متعلق تو نہیں ہیں، صرف حضور میاں صاحب کے عشاق وخدام کیلئے تحریر کردی گئی ہیں۔ ہر
سال آپکا عرس مبارک 7-ذوالحج کو دربارِ عالیہ کھڑی شریف میں بڑی عقیدت واحترام و
احتشام سے منایا جاتا ہے۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی عزت وتوقیر آپ کس درجہ کرتے
تھے؟ عقل دَنگ رَہ جاتی ہے، دِل جھوم جاتا ہے۔ اپنے ان جیسے اکابرین کی نسبت پر رَشک
آتا ہے۔ آپ جب بھی کسی سیّدزادے کو دیکھتے تو کھڑے ہو کر ادب بجالاتے۔

سیّد پولیس انسپکٹر

آپکے ایک عقیدت مند مرید سیّد صاحب جو پولیس انسپکٹر تھے، آپکے پاس بیٹھے تھے۔ کہیں سفر پہ نکلنا تھا۔ چلنے لگے تو انسپکٹر شاہ صاحب نے جلدی سے آپکے پاپوش [جوتے] مبارک سیدھے کر کے آپکے سامنے رکھ دیے۔ شاہ صاحب کے اس عمل سے آپ بہت مغموم و پریشان ہوئے۔ پھر وہ پاپوش [جوتے] مبارک آپ نے نہ پہنے۔ فرمایا جس جوتے کو ایک سیّد کے مبارک ہاتھوں نے چھولیا ہے، بھلا اسکو کیسے پہنا جا سکتا ہے۔ سارا سفر آپ نے ننگے پاؤں طے کیا۔ [سبحان اللہ]

نسبت سرکار کا اَدب ہو تو ایسا ہو۔ ہمارے اس دَور کے علماء مشائخ کو بالخصوص رَبّ ذوالجلال حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش پا پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں اور ہمارے وہ عزیز جو شب و روز میاں صاحب کا کلام بطور ذریعہ معاش پڑھتے ہیں، دادیں وصول کرتے ہیں۔ پونڈز اور نوٹ اکٹھے کرتے ہیں۔ وہ بھی کلام کے ساتھ ساتھ آپکے خصائل کو بھی اپنانے کی کوشش کیا کریں۔

دوبارہ اُس گاؤں میں کبھی نہ گئے

عارف کھڑی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی کبھار گجرات کے ایک گاؤں "جانی چک" برائے زیارت "موئے مبارک" آقا دو جہاں رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضری دیا کرتے تھے۔ آتے جاتے ہمیشہ آپکا قیام موضع "دھنی" اپنے مریدین کے ہاں ہوتا۔ ایک مرتبہ حسب معمول آپ زیارت "موئے مبارک" آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے روانہ ہوئے، "دھنی" پہنچے۔ لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس گاؤں کے ایک بدبخت نے ایک سیّدزادی کے ساتھ بدتمیزی کی کوشش کی ہے۔ آپ

نے استفسار فرمایا کہ اس گاؤں کے لوگوں نے اس بد بخت کو کیا سزا دی ہے، سوشل بائیکاٹ یا کوئی اور کارروائی بغرض تادیب عمل میں لائی ہے؟ جواب دیا گیا، حضور کچھ بھی نہیں۔ کہا بات آئی گئی ہوگئی ہے۔

یہ جواب سن کر آپکے چہرہ پر جلال کے آثار نمودار ہوئے۔ آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا، جس گاؤں میں خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر کی جائے اور گاؤں والے کچھ بھی پرواہ نہ کریں، ایسے گاؤں میں قیام کرنا ہمارے لیے جائز ہی نہیں۔ اس دِن کے بعد تادمِ وصال آپ دوبارہ کبھی گاؤں ''دھنی'' تشریف نہیں لے گئے۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عزت ایمانی کو ہزاروں سلام۔ آپ کے مزارِ پُرانوار پر کروڑ ہا رحمتوں و برکتوں کا نزول ہو۔ [آمین]

پاپوش مبارک ہمارے لیے تبرک ہیں

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید پنجاب کے رہنے والے حاضر ہوئے۔ ایک جوڑا ''پاپوش زنانہ'' خوبصورت تِلے دار آپکی خدمت اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا، حضور! یہ بڑی مائی صاحبہ کیلئے [آپکی بھاوج جو بڑے بھائی میاں بہاول بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ تھیں] اسپیشل بنوا کر لایا ہوں، قبول فرمالیں۔

میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عزیز! تمہیں بھابھی جی صاحبہ کا ماپ کیسے ملا۔ اس نے عرض کیا، سرکار! ماپ کی میں تسلی کر کے لایا ہوں۔ وہ اس طرح کہ ہمارے پڑوس میں سادات کا گھر ہے۔ ان سیّدزادی مائی صاحبہ اور ان مائی صاحبہ کا ایک ہی ماپ ہے۔ ان کے ماپ کا میں نے یہ پاپوش [جوتوں] کا جوڑا بنوایا ہے۔ آپ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ جوتے تیار ہوگئے تھے تو تُو نے ان سیّدزادی مائی صاحبہ کو پہنائے تھے؟

عرض کیا، جی حضور.....! میں نے پوری تسلی کی تھی۔ان سیّد زادی مائی صاحبہ کو

پہنا کر اطمینان کر کے لایا ہوں۔حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ پاپوشوں کا

جوڑا اُٹھایا، عزت واحترام کے ساتھ آنکھوں سے لگایا اور اونچی جگہ رَکھوا دیا اور فرمایا، جس

پاپوش میں ایک شہزادی صاحبہ کے مبارک قدم پڑ جائیں، اسکو ہمارے خاندان کی کوئی

خاتون کیسے پہن سکتی ہے۔اب یہ پاپوش ہمارے لیے تبرک ہو گئے ہیں۔تمہاری عقیدت کو

مولائے کریم قبول فرماتے ہوئے جزائے خیر دے۔

قارئین کرام ...... جب آپ اس واقعہ کے ایک ایک لفظ پر غور کریں گے کہ حضرت

میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اَدب وعقیدت کے کس مقام پر فائز تھے تو یقیناً آپ سرورو

مستی سے جھوم اُٹھیں گے کہ محبت ہو تو ایسی ہو، عقیدت ہو تو ایسی ہو، مودّت ہو تو ایسی ہو۔

آج جو کچھ ہم دیکھتے ہیں یا ہمیں سنایا جاتا ہے، اس میں اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کے عمل میں زمین آسمان سے بھی بڑھ کر بُعد ہے۔آپ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بارگاہ میں اپنی التجا ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں

؎ آلِ اولاد تیری دا منگتا میں کنگال زیانی .. پاؤ خیر محمد تائیں صدقہ شاہِ جیلانی

اللہ رَبّ العزت حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقشِ قدم پر چلنے

کی توفیق عطا فرمائیں جو محبت وعشق کی آگ آپ کے سینہ بے کینہ میں شعلہ زَن تھی، اسکا

ایک ذرّہ راقم حقیر اور میرے قارئین مخلصین کو بھی عطا ہو جائے۔ [آمین]

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آدابِ سادات

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ائمہ اربعہ میں سے تیسرے امام ہیں۔ فقہ مالکیہ کے بانی، عظیم فقیہ، محدث، مفسر اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ ساری زندگی مدینہ طیبہ میں گزار دی۔ سوائے ایک حج فرض کے کبھی مکہ مکرمہ بھی نہ گئے۔ نیّت یہ تھی کہ جب میری زندگی کا خاتمہ ہو تو میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقدس شہر میں ہوں۔ مدینہ طیبہ سے باہر جان دینا بھی گوارہ نہ تھا۔ کبھی اپنے آپکو حدودِ مدینہ طیبہ میں بے وضو نہ کیا۔

ایسی شخصیت کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے کہ آپ اپنے تلامذہ کو دَرسِ حدیث مبارک دے رہے تھے۔ آپکا چہرۂ انور متغیر ہو رہا تھا، زرد پڑ رہا تھا لیکن آپ نے جنبش تک نہ فرمائی۔ جب دَرس سے فارغ ہوئے تو اپنی آستین کو جھاڑا، بچھو نیچے گرا جس نے ستّر [70] ڈنگ آپکو مارے تھے۔ آپ نے احترامِ حدیث مبارک کو ملحوظ رکھا، پہلے آستین کو جھاڑا نہیں۔ اسکا اندازہ تو وہی کر سکتا ہے جسکو زندگی میں کبھی بچھو نے کاٹا ہو کہ اسکا دَرد کتنا شدید ہوتا ہے، زہر کتنا سخت ہوتا ہے۔ اُف! اللہ محفوظ فرمائے اور وہ بھی ستّر [70] ڈنگ۔

وہی امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ دورانِ تدریس حدیث مبارک بار بار اُٹھتے اور بیٹھتے تھے۔ تلامذہ حیران تھے کہ ہمارے استادِ مکرم وہ شخصیت ہیں جنہوں نے بچھو کے ستّر [70] ڈنگ کھا کر بھی جنبش نہیں فرمائی تھی، یہ آج کیا معاملہ ہے کہ آپ بار بار اُٹھتے بیٹھتے ہیں؟ اختتام دَرس پر طلبہ نے عرض کر دی، حضور! آج یہ کیا ہوا کہ آپکو اَدب حدیث شریف کا خیال نہ رہا؟ فرمایا، بات یہ تھی کہ سامنے گلی میں کچھ بچے کھیل رہے تھے جن میں ایک صاحبزادہ سادات کا تھا۔ جب وہ صاحبزادہ میرے سامنے آجاتا، میں احترام

کیلئے کھڑا ہو جاتا تھا۔ جب وہ بچہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا تھا، میں بیٹھ جاتا تھا۔ یہ اُٹھنا بیٹھنا اس سیّد زادے کی تعظیم کیلئے تھا۔

واہ امام صاحب.....! آپ نے تو عقیدت ومحبت کا حق ادا فرمایا۔ آپ کا یہ عمل قیامت تک کے راہِ حق کے متلاشیوں کیلئے مشعل راہ بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار علیہم السلام کا صدقہ آپ کے درجات میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ [آمین]

استغاثہ بحضور سیّدہ کائنات علیہا السلام

مردِ درویش، صوفی باصفا جناب قدرت اللہ شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' کے صفحہ نمبر 1180 پر قمطراز ہیں کہ

قارئین کرام ..... واقعہ تحریر کرنے سے پہلے میں اسکی وضاحت کردوں کہ شاید میرے کسی قاری کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ قدرت اللہ شہاب تو بڑے بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رَہے ہیں، ایسے بندے کو صوفی اور مردِ درویش کیسے لکھ دیا؟ اسکے جواب میں عرض ہے کہ صوفی اور درویش بننے کیلئے کسی خاص لباس یا وضع قطع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو اقتدار کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رَہ کر دِل سے درویش ہو، اسکی درویشی زیادہ قابل رَشک ہوتی ہے۔ پیٹ میں بھوک ہو، تن پر کپڑا نہ ہو، لوگوں میں عزیز نہ ہوتو پھر تو خدا ہی یاد آئے گا ناں......! لیکن دولت کی ریل پیل ہو عوام الناس اسکی ملاقات کو باعث فخر سمجھتے ہوں، نوکر اور خدام ہمہ وقت دست بستہ کھڑے ہوں، تمام آسائشیں موجود ہوں پھر بھی بندہ راہِ خدا کا متلاشی ہو، دِل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں ہو، اس سے بڑھ کر اور خدا کا کرم کیا ہوسکتا ہے۔

آپکے ایمان کی تازگی کیلئے جناب قدرت اللہ شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضریٔ مدینہ طیبہ کی کیفیت کی طرف اشارہ کردوں۔آپ تحریر کرتے ہیں۔

جب میں مدینہ شریف کی حدود میں داخل ہوا تو دِل نے گوارانہ کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس مقدس دھرتی پر جوتے پہن کر چلوں۔جب جوتے اُتارے تو گرمی کی شدت کی وجہ سے پتھر اور خاکِ مدینہ طیبہ آگ کا منظر پیش کررَہے تھے۔جب تپتی زمین سے پاؤں جھلسے تو میں نے بے ساختہ پھر جوتے پہن لیے۔اب مجھے اور شرمندگی ہوئی کہ میں نے جو دِل سے وعدہ کیا تھا کہ جوتے نہیں پہنوں گا، اسکوتوڑ دیا ہے۔پھر خیال آیا کہ اگر یہ جوتے میرے پاس نہ ہوتے تو پھر میں کیسے پہنتا۔یہ خیال آتے ہی میں نے اپنے جوتے اُتار کر دُور جھاڑیوں میں پھینک دیے۔نفس کو مخاطب کر کے کہا، اب بتاؤ کیا پہنو گے؟

پھر سوچا کہ میری یہ نگاہیں آنکھیں جو دُنیا کی رنگینوں میں مست رہیں، کیا کیا دُنیاوی تماشے دیکھتی رہی ہیں۔یہ گناہگار آنکھیں اس قابل کیسے بنیں گی کہ دربارِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرسکیں۔اسی سوچ و بچار میں ایک نسخہ میرے ذہن میں آیا کہ خاکِ مدینہ شریف سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے جو میری آنکھوں کو پاک کردے۔یہ خیال آتے ہی میں نے زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اپنی آنکھوں میں ڈال دی۔ظاہر ہے اس مٹی میں کچھ چھوٹے کنکر بھی تھے جن سے وقتی طور پر میری آنکھوں کو تکلیف بھی ہوئی، کھل بھی نہیں سکتی تھیں۔میں نے آنکھیں مل مل کر خوب صاف کیں، کافی پانی نکلا۔آنکھیں سوج گئیں۔بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا، مولا کریم! میرے نزدیک اس سے زیادہ قیمتی اور کوئی چیز نہ تھی جن سے آنکھوں کی صفائی کر کے زیارت روضہء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قابل بناتا۔

قارئین کرام ..... اب فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔جو ننگے پاؤں مدینہ طیبہ میں تپتی

زمین پر چلے، جو مدینہ شریف کی مٹی کو اپنی آنکھوں میں ڈال کر صفائی کرے، وہ بندہ مردِ درویش، صوفی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یا نہیں؟ فیصلہ آپ فرمالینا۔ میں نے صرف نمونے کے طور پر اس شخصیت کی عقیدت کی ایک جھلک دکھائی ہے۔

اب آتے ہیں اصل واقعہ کی طرف.....! آپ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں پاکستان کے دُور دراز علاقے میں گیا ہوا تھا۔ نمازِ جمعہ ادا کرنے کیلئے گاؤں کی ایک بوسیدہ سی مسجد میں گیا۔ ایک مولوی صاحب اُردو میں طویل خطبہ دے رہے تھے۔ انکا خطبہ گزرے ہوئے زمانوں کی عجیب وغریب داستانوں سے اَٹا اَٹ بھرا ہوا تھا۔ کسی کہانی پر ہنسنے کو جی چاہتا تھا، کسی پر حیرت ہوتی تھی لیکن انہوں نے ایک داستان کچھ ایسے انداز سے سنائی کہ تھوڑی سی رقت طاری کر کے سیدھی میرے دِل میں اُتر گئی۔

یہ قصہ ایک مقدس باپ اور عظیم بیٹی کی باہمی محبت واحترام کا تھا۔ باپ سیّد دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیٹی سیّدۃ النساءِ العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا تھیں۔ مولوی صاحب بتارہے تھے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب اپنے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کوئی درخواست یا فرمائش منظور نہ فرماتے تو بڑے بڑے برگزیدہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں حاضر ہو کر انکی منت کرتے تھے کہ وہ انکی درخواست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں لے جائیں اور اسے منظور کروالائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِل میں اپنی بیٹی کا اتنا پیار اور احترام تھا کہ اکثر اوقات جب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا ایسی کوئی درخواست یا فرمائش لے کر حاضر خدمت ہوتیں تھیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش دِلی سے

اسے منظور فرمالیتے تھے۔

اس واقعہ کو قبول کرنے کیلئے میرا دِل بے اختیار آمادہ ہو گیا [کیونکہ ایک صوفی کا دِل تھا۔ اگر مولوی صاحب کا دِل ہوتا تو روایات واسناد کی وادیوں میں کھو کر بھٹک جاتا]۔ جمعہ کی نماز کے بعد میں اس بوسیدہ سی مسجد میں بیٹھ کر نوافل پڑھتا رہا۔ نوافل میں نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے ایصالِ ثواب کی نیت سے پڑھے۔ پھر میں نے پوری یکسوئی کے ساتھ رو رو کر، گڑگڑا کر اللہ رَبّ العزت کے حضور دُعا مانگی کہ اے اللہ رَبّ العزت! مجھے نہیں معلوم یہ روایت درست ہے یا نہیں لیکن میرا دِل گواہی دیتا ہے کہ تیرے محبوب آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دِل میں اپنی صاحبزادی خاتون جنت سلام اللہ تعالیٰ علیہا کیلئے اس سے بھی زیادہ محبت اور عزت کا جذبہ موجزن ہوگا، اے اللہ تعالیٰ! میری یہ آواز حضرت بی بی سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا تک پہنچا دیں اور انہیں اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہ میری ایک درخواست اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور پیش کر کے منظور کروالیں۔ درخواست یہ ہے کہ میں راہِ خدا کا متلاشی ہوں، سیدھے سادھے مروجہ راستوں پر چلنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اگر سلسلہ اویسیہ واقعی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے تو باذن اللہ تعالیٰ مجھے اس سلسلہ سے استفادہ کرنے کی ترکیب اور توفیق عطا فرمائی جائے۔

اس بات کا ذکر میں نے اپنے گھر میں یا باہر کسی سے نہ کیا۔ چھ سات ہفتے گزر گئے اور میں اس واقعہ کو بھول گیا پھر اچانک سات سمندر پار کی میری ایک جرمن بھابھی کا ایک عجیب خط موصول ہوا۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں اور نہایت اعلیٰ درجہ کی پابند صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں، انہوں نے لکھا تھا

The other night I had the good fortune to see Hazrat Fatima (سلام اللہ تعالیٰ علیہا) daugter of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) in my dream. She talked to me most gracialy and said, tell your brother in law Qudrat ullah Sahab that I have submitted his request to my exalted father who has very kindly accepted it.

ترجمہ : اگلی رات خوش قسمتی سے حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا سلام کو خواب میں دیکھا، انہوں نے میرے ساتھ نہایت ہی شفقت و مہربانی سے باتیں کیں اور فرمایا، اپنے دیور قدرت اللہ شہاب [رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ] کو بتادو کہ میں نے اسکی درخواست اپنے برگزیدہ والد گرامی جناب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کردی تھی۔ انہوں نے ازراہِ کرم اسے منظور فرمالیا ہے

یہ خط پڑھتے ہی میرے ہوش وحواس پر خوشی اور حیرت کی دیوانگی سی طاری ہوگئی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ میرے قدم زمین پر نہیں پڑ رہے بلکہ ہوا میں چل رہے ہیں۔ یہ تصور کہ اس برگزیدہ محفل میں ان مقدس والد اور بیٹی کے درمیان میرا ذکر ہوا۔ میرے روئیں روئیں پر ایک تیز وتند نشے کی طرح چھا جاتا تھا۔ کیسا عظیم والد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور کیسی عظیم بیٹی سلام اللہ تعالیٰ علیہا، دوتین دِن میں کمرے میں بند ہوکر دیوانوں کی طرح اس مصرعہ کی مجسم صورت بنا بیٹھا رہا۔

مجھ سے بہتر ذِکر میرا ہے کہ اس محفل میں ہے

اسکے بعد بزرگوں کا خوابوں میں ملنا حضرت خواجہ قطب الدین بختیا کا کی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کا خواب میں تشریف لا کر فرمانا کہ جس بڑی بارگاہ سے تمہاری منظوری ہوئی ہے، ہم سب کا وہاں سرِ تسلیم خم ہے۔ خیر سارا شہاب نامہ آپکو سنانا مقصود نہیں صرف یہ نکتہ ذہن نشین کرلیں کہ جو درخواست گزارش عرض بوسیلہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجی جاتی ہے، وہ قبولیت کے زیور سے آراستہ ہوتی ہے۔

کہاں وہ کسی دُور دراز علاقے کے گاؤں کی بوسیدہ سی مسجد، کہاں قدرت اللہ شہاب کے آنسوؤں، نوافل کا ایصال اور پھر حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا شفقت فرمانا۔

خواب میں تشریف لا کر یہ اظہار فرمایا کہ ہم بے خبر نہیں ہیں، کوئی سچے دِل سے ہمیں یاد کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم ہر جگہ آ جا سکتے ہیں۔ جن کے سر پر جنتی خواتین کی سرداری کا تاج رکھا گیا ہے، وہ اپنے خادموں اور غلاموں سے کیسے بے خبر ہو سکتی ہیں۔ ہمارے جھولی پھیلانے میں دیر ہو سکتی ہے، التجاء میں دیر ہو سکتی ہے لیکن اس بارگاہ سے خیرات آنے میں دیر نہیں ہو سکتی۔ اللہ رَبّ العزت ہم سب پر اپنے فضل کا سائبان قائم رکھیں۔ [آمین]

حکیم الاُمت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عقیدت

مفکرِ پاکستان، قلندر لاہوری، حکیم الاُمّت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عاشقِ صادق اور مدّاح اہل بیت اطہار علیہم السلام تھے۔ آپکے کلام سے کچھ اقتباسات آپکی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ رَبّ العزت آپکے مزار پُر انوار پر بے حد و شمار رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائیں۔ آپکو قرب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جگہ نصیب ہو۔ [آمین]

بارگاہِ سیّدہ کائنات سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا میں عرض گزار ہیں

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز ...... از سہ نسبت حضرت زہراؑ عزیز
نورِ چشم رحمۃ للعالمین ...... آں امام اوّلین و آخرین
آں کہ جاں در پیکر گیتی دمید ...... روزگار تازہ امین آفرید
بانوے آں تاجدار ''ھَل اَتیٰ'' ...... مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
پادشاہ و کلبہء ایوان او ...... یک حسام و یک زرہ سامانِ او

تشریح : ''حضرت مریم علیہا السلام کو ایک نسبت حاصل ہونے کی وجہ سے یعنی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں، یہ مقام ومرتبہ حاصل ہے لیکن حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام تین اعلیٰ نسبتوں کی وجہ سے عزیز وافضل ہیں۔ پہلی نسبت یہ کہ آپ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورِ نظر وجگر گوشہ ہیں جو اوّلین اور متاخرین کے امام ہیں۔ ان کی وجہ سے دُنیا کے جسم میں جان پھونکی گئی اور ایک ایسا دَور وزمانہ معرض وجود میں آیا جس کے قوانین و قاعدے نئے تھے''۔

''دوسری نسبت یہ ہے کہ آپ ''ھل اتیٰ'' کے تاجدار کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپکے شوہر نامدار خدا کے شیر اور مشکلیں آسان کرنے والے ہیں۔ آپ بادشاہ تھے لیکن ایک تنگ وتاریک حجرہ گویا محل تھا۔ ایک تلوار اور ایک زرہ آپکا کل سامان تھا''۔

تیسری نسبت سیّدہ خاتون جنت کی یہ ہے۔

مادر آں مرکز پرکار عشق ...... مادر آں کارواں سالار عشق
آں کے شمع شبستان حرم ...... حافظ جمعیت خیر الامم

تانشنید آتش پیکار و کیں ...... پشتِ پا زو بر سرِ تاج و نگیں

واں دگر مولائے ابرار جہاں ...... قوت بازوے احرار جہاں

تشریح : ''تیسری نسبت یہ ہے کہ آپ ان دو عظیم المرتبت شخصیتوں کی والدہ محترمہ ہیں جن میں سے ایک عشق حق کی پرکار کے مرکز بنے اور دوسری شخصیت کو عشق حق کے قافلہ کی سالاری نصیب ہوئی۔ پہلے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام تھے جو حرم پاک کی شمع تھے۔ انہوں نے بہترین اُمّت کی جمعیت محفوظ رکھی اس لئے حکمرانی کو ٹھوکر مار دی کہ جنگ و عداوت کی جو آگ بھڑک اٹھی تھی، وہ بجھ جائے۔ دوسرے حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں جو دُنیا بھر کے نیکوں، متقیوں اور پرہیزگاروں کے آقا اور تمام جہاں کے حریت پسندوں کے لیے قوتِ بازو تھے''۔

در نوائے زندگی سوز از حسینؑ .. اہل حق حریت آموز از حسینؑ

سیرت فرزند ہا از اُمہات .. جوہر صدق و صفا از اُمہات سلام اللہ علیہا

مزرع تسلیم رار حاصل بتولؑ .. مادراں را اسوہ کامل بتولؑ

بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت .. با یہودے چادر خود را فروخت

نوری وہم آتشی فرمانبرش .. گم رضایش در رضائے شوہرش

تشریح : ''زندگی کے نغمے میں سوز صرف امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے پیدا ہوا اور اہل حق نے آپ علیہ السلام ہی سے آزادی کا سبق حاصل کیا۔ بیٹوں کی سیرتیں ماؤں کی آغوش میں تیار ہوتی ہیں۔ حضرت انسانی میں جو سچائی و پاکیزگی کے جوہر ہیں، وہ ماؤں کی پاکیزہ تربیت سے ہی چمکتے ہیں۔ تسلیم و رضا کی کھیتی کا حاصل حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا تھیں اور آپ سیّدہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا مسلمان ماؤں کے لیے اُسوۂ کامل بن

گئیں۔ایک سائل نادار کے لیے سیّدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا دِل اس طرح جلا یعنی آپ متاثر ہوئیں کہ اس کی امداد کے لیے اپنی چادر انور ایک یہودی کو فروخت کر دی۔نوری اور ناری فرشتے اور جن آپ کے تابع فرماں تھے۔اپنے شوہر نامدار کی تابعداری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی مرضی شوہر کی مرضی میں گم کر دی تھی۔آپ کی ذات تسلیم ورضا کا پیکر تھی"۔

آں اَدب پروردہ صبر و رضا .. آسیا گردان و لب قرآں سرا

گریہ ہائے او زبالیں بے نیاز .. گوہر افشاندے بداماں نماز

اَشک او بر چید جبریل از زمیں .. ہمچو شبنم ریخت بر عرش بریں

رشتہ آئین حق زنجیر پا است .. پاس فرمان جناب مصطفیٰ ﷺ است

ورنہ گرد تر بتش گردید مے .. سجدہ ہا برخاک او پاشید مے

تشریح : "آپ سیّدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا نے صبر ورضا کی اَدب گاہ میں تربیت پائی تھی۔آپکے صبر ورضا کی کیفیت یہ تھی کہ آپ چکی پیستے ہوئے بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتی تھیں۔آپکے مبارک آنسوں کبھی تکیے پر نہ گرے بلکہ جب نماز کیلئے کھڑی ہوتیں تو آپکے آنسوں موتیوں کی طرح رواں ہو جاتے۔حضرت جبریل امین علیہ السلام آپکے مقدس آنسوؤں کو زمین سے اُٹھا لے جاتے اور شبنم کے قطروں کی طرح عرش بریں پر ڈال دیتے۔اللہ رَبّ العزت کے قانون کی ڈوری نے میرے پاؤں باندھ رکھے ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ ذیشان مجھے روکے ہوئے ہیں ورنہ میں سیّدہ کائنات سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی قبر انور کا دیوانہ وار طواف کرتا اور آپکی مرقدِ انور کی مٹی پر محبت وعقیدت کے سجدے کرتا"۔

سبحان اللہ.....! کیسی عقیدت ومحبت ہے خاندان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے۔ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں

ے زندہ حق از قوت شبیری است ...... باطل آخر داغ حسرت میری است
چوں خلافت رشتہ از قرآن گیخت ...... حریت را زہر اندر کام ریخت
خاست آن سر جلوہ خیرالامم ...... چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
برزمین کربلا بارید و رفت ...... لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت

تشریح: ''کہ حق قوتِ شبیری سے زندہ رہتا ہے اور باطل آخر حسرت کی موت کا داغ بن جاتا ہے۔ جب خلافت نے قرآن مجید سے رشتہ توڑ لیا، آزادی و حریت کے حلق میں زہر ڈال دیا گیا، یہ حالت و کیفیت دیکھ کر سب سے بہتر اُمّت کا وہ نمایاں ترین جلوہ بول اُٹھا جیسے قبلہ کی طرف سے گھنگھور گھٹا اُٹھتی ہے اور اُٹھتے ہی جل تھل کر دیتی ہے۔ یہ گھنگھور گھٹا کربلا کی زمین پر برسی اور چھٹ گئی۔ ویرانوں کو لالہ زار بنا دیا اور چل دی''۔

ے تا قیامت قطع استبداد کرد ...... موج خونِ او چمن ایجاد کرد
بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است ...... پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است
مدعایش سلطنت بودے اگر ...... خود نکردے با چنیں سامان سفر
دُشمناں چوں ریگ صحرا لاتعد ...... دوستاں او بہ یزداں ہم عدد
سِرّ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ بود ...... یعنی آں اجمال را تفصیل بود
عزم او چوں کوہساراں استوار ...... پائدار و تند سیر و کامگار

تشریح: ''امام عالی مقام علیہ السلام نے قیامت تک کیلئے ظلم و جبر و مطلق العنانی کی جڑ کاٹ دی۔ آپکے خون نے حریت کا گلستاں آباد کر دیا۔ امام عالی مقام علیہ السلام حق کی خاطر خاک اور خون میں تڑپے، اسلئے کلمہ توحید کی بنیاد بن گئے۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے یہ جنگ صرف اسلئے کی کہ خلافت ان

اصولوں پر قائم ہو جو خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں۔اگر امام پاک علیہ السلام حکومت وسلطنت کے خواہش مند ہوتے تو اتنے تھوڑے آدمیوں اور معمولی ساز وسامان کے ہمراہ مکہ معظّمہ سے کوفہ کی جانب کیوں تشریف لے جاتے۔آپ علیہ السلام کے دُشمن صحرا کی ریت کے ذرّوں کی طرح بے شمار تھے۔آپ علیہ السلام کے محبّین و مخلصین کی تعداد اتنی تھی جتنی یزداں کے اعداد کی ہے[ابجد کے مطابق یزداں کے اعداد کی تعداد بہتر(72)ہوتی ہے]۔کربلا معلیٰ میں آپکے ساتھیوں کی تعداد اتنی ہی تھی۔حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علی نبینا علیہما السلام کی قربانی کا راز تھے۔وہ قربانی اجمال کی حیثیت رَکھتی جسکی تفصیل امام پاک علیہ السلام نے پیش کر دی۔امام عالی مقام علیہ السلام کا عزم وحوصلہ پہاڑوں سے بھی زیادہ پختہ پائیدار اور کامیاب تھا''۔

تیغ بہر عزت دِیں است و بس ...... مقصدِ او حفظ آئین است و بس
ما سوا اللہ را مسلماں بندہ نیست ...... پیش فرعونے سرش افگندہ نیست
خون اُو تفسیر ایں اسرار کرد ...... ملّت خوابیدہ را بیدار کرد
تیغ لا چوں از میاں بیروں کشید ...... از رگِ ارباب باطل خوں کشید
نقشِ اِلّا اللّٰہ برصحرا نوشت ...... سطرِ عنوان نجات مانوشت

تشریح: ''تلوار صرف دِین عزت کے واسطے بے نیام ہوسکتی ہے۔اسکا مقصد صرف شریعت کی حفاظت ہوتا ہے،ذاتی غرض کیلئے تلوار نہیں اُٹھائی جاسکتی اور واضح ہو کہ مسلمان خدا تعالیٰ کے سوا کسی کا غلام نہیں ہوسکتا اور اسکا سر کسی فرعون کے آگے نہیں جھک سکتا۔امام حسین علیہ السلام کے خون نے دِین حقہ' کا یہ راز کھول کر بیان کر دیا اور سوئی ہوئی ملّت کو جگا دیا۔ساری ملّت اس حق سے

غافل نہیں۔ امام پاک علیہ السلام نے ملّت کی غفلت دُور کر دی۔ آپ علیہ السلام نے ''لَا'' کی تلوار میان سے نکال کر صاحبانِ باطل کی رَگوں سے خون نکال دیا۔ آپ علیہ السلام نے نقش ''اِلَّا اللّٰہ'' صحرا کے سینے پر کندہ کر دیا۔ اس نقش ہماری نجات کے عنوان کی سطر لکھ دی''۔

رمز قرآن از حسینؑ آموختیم ...... ز آتش او شعلہ ہا اندوختیم
شوکتِ شام و فرِ بغداد رفت ...... سطوتِ غرناطہ ہم از یاد رفت
تارِ ما از زخمہ اش لرزاں ہنوز ...... تازہ از تکبیرِ اُو ایماں ہنوز
اے صبا! اے پیکِ دُور افتادگان! ...... اشک ما بر خاکِ پاکِ اُو رساں

تشریح: ''ہم نے قرآن مجید کی رمز و سمجھ امام حسین علیہ السلام سے سیکھی ہے۔ عشاق آپ علیہ السلام کی روشن کی ہوئی عشق کی آگ سے شعلے جمع کرتے رہے ہیں۔ شام کی شوکت [یعنی بنواُمیہ] ختم ہوگئی۔ بغداد کا کروفر رُخصت ہوگیا۔ غرناطہ کی شان و دبدبہ کسی کو یاد بھی نہ رہا۔ اسکے مقابلے میں امام عالی مقام علیہ السلام صرف ہمارے سازِ دِیں کے تار اَب تک چھیڑ رہی ہے جن سے توحید رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نغمے نکل رہے ہیں۔ انکے نعرۂ تکبیر سے اَب تک ہمارے ایمان تازہ ہوتے ہیں۔ اے ہوا! اے دُور افتادلوگوں کی قاصد! ہمارے آنسوؤں کا تحفہ امام حسین علیہ السلام کے مزار پاک کی خاکِ مقدس تک پہنچا دے''۔

عشق را آرام جہاں حریت است ...... ناقہ اَش را ساربان حریت است
آں شنیدستی کہ ہنگام بزد ...... عشق با عقل ہوس پرور چہ کرد
آں امام عاشقاں پور بتول ...... سروِ آزادے زبستانِ رسول
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر ...... معنی ذبح عظیم آمد پسر

تشریح : ''عشق کے لیے حریت (آزادی) آرام وسکون کا باعث ہے، اس کے ناقہ (اونٹنی) کا ساربان (اونٹنی کو ہانکنے والا) حریت ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ لڑائی کے وقت عشق نے ہوس ہواسے پُرعقل سے کیا سلوک کیا؟ (لڑائی سے مراد کربلا کی جنگ عشق کے تاجدار امام عالی مقام علیہ السلام اور عقل وہوس سے مراد یزید لعین اور اس کے ساتھی)۔ وہ عاشقوں کے امام اور پیشوا سیّدہ کائنات فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے فرزند دِلبند جن کو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ مقدس میں ''سروِ آزاد'' کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ علیہ السلام کے والد حضرت علی شیر خدا علیہ السلام جو بسم اللہ کی ''ب'' ہیں۔ (حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ' الکریم فرماتے ہیں میں بائے بسم اللہ کا نقطہ ہوں) اور خود امام حسین علیہ السلام قرآن مجید کی آیت ''وَفَدَيْنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ '' کی تفسیر وتشریح بن گئے''۔

دوش ختم المرسلین نعم الجمل ...... بہر آں شہزادہ خیر الملل

شوخی ایں مصرع از مضمون او ...... سرخ رو عشق غیور از خون او

ہمچو حرفِ قُلۡ هُوَ اللّٰه در کتاب ...... درمیان اُمّتِ آں کیواں جناب

ایں دو قوت از حیات آید پدید ...... موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید

تشریح : ''سب سے بہتر اُمت یعنی مِلّت اِسلامیہ کے اس شہزادے یعنی امام حسین علیہ السلام کی یہ شان تھی کہ تمام رسولوں کے خاتم محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوش مبارک [کاندھا] انکی سواری قرار پایا۔ امام عالی مقام علیہ السلام کے خون مقدس سے عشق غیور سرخ رُو ہوا۔ انہیں کے مضمون سے اس مصرع میں شوخی پیدا ہوئی یعنی امام علیہ السلام نے انتہائی ناسازگار حالات میں حق کی سربلندی کی خاطر بخوشی شہادت قبول کر لی۔ عشق کو غیور اسلئے کہا کہ وہ باطل کے مقابلے میں دبنا یا پسپا ہونا کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ دوسرے مصرع کا

مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم عشق غیور کا ایک مصرع فرض کر لیں تو اس میں شوخی اور سجاوٹ امام عالی مقام علیہ السلام کے مضمون کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اُمت میں امام حسین علیہ السلام کا رُتبہ آسمان جیسا بلند تھا۔ آپکی حیثیت اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ویسی ہے جو سورۂ اخلاص کو قرآن مجید میں حاصل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون لعین، حضرت شبیر علیہ السلام اور یزید لعین، یہ دو قوتیں ہیں جو زندگی سے ظاہر ہوئیں۔ ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شبیر علیہ السلام حق کے علمبردار تھے فرعون و یزید باطل کے سرغنہ تھے۔ یہ دو قوتیں شروع سے چلی آ رہی ہیں''۔

قارئین مکرم ...... اگر آپ غور سے، فکر و توجہ سے حکیم الاُمّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کو پڑھیں گے تو آپکا ایمان و عشق تازہ ہو جائے گا۔ عشق کا ایک بحر تھا جو اس مردِ قلندر کے سینے میں بند تھا۔ اللہ رَبّ العزت اس مردِ قلندر کے مزار پُر انوار پر اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا صدقہ رحمتوں کا نزول فرمائیں۔ [آمین]

شہادتِ حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کہانی

حضرت امام الحافظ محدث ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی 303ھ۔ آپکی کتاب سنن نسائی شریف حدیث مبارکہ کی معروف چھ معتبر کتابوں صحاحِ ستہ میں شامل ہے۔ آپ نے حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم کی شانِ میں احادیث کو جمع کر ''خصائص حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہٗ الکریم'' کی تصنیف کی جس سے خارجیوں اور بنواُمیہ کے نمک خواروں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ آپ دمشق میں شانِ اہل بیت اطہار علیہم السلام میں احادیث مبارکہ عوام کو سنا رہے

تھے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اَب آپ فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنائیں۔ آپ نے فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کتاب کیوں نہیں لکھی جسکے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا، میں کیا لکھتا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، [اَللّٰھُمَّ لا اَشْبِعَ بَطْنَہٗ] ''اے اللہ تعالیٰ! اسکا پیٹ نہ بھرنا''۔

حضرت حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دمشق تشریف لے گئے تو اہل دمشق نے ان سے مطالبہ کیا کہ انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں کچھ احادیث مبارکہ پیش کریں، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا

''اَمَا یَکْفِنِی معاویة (رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنہُ) ان یذھب راساً براسٍ حتی تُروی لَہ' فَضَائل''۔

ترجمہ : ''کیا (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کافی نہیں کہ وہ برابر سرابر چلے جائیں چہ جائیکہ انکے فضائل مروی ہوں''۔

اس پر انہوں نے آپکے خصیتین میں مارنا شروع کیا اور مارتے مارتے مسجد سے باہر نکال دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے مکۃ المکرّمہ پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ اسی سال آپ مقتولاً شہید ہوئے۔ [البدیہ والنھایہ، ج 12 / خصائص حضرت علی علیہ السلام صفحہ 20]

اُن ضربوں کی وجہ سے آپ نے 303ھ میں وفات فرمائی۔ آپکی صفاء ومردہ کے درمیان تدفین ہوئی۔ حضرت امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا تھا، حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے فضائل کے ساتھ ساتھ اپنی آخری عمر میں شہادت کی فضیلت حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہوگئے۔ [البدایہ والنھایہ، جلد 12، صفحہ 11]

ے ایں سعادت بزورِ بازو نیست ...... تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اُس شہیدِ محبت وعقیدت کی بارگاہِ عالی میں ہمارا سلام ہو، بہت بہت مبارکیں ہوں جنہوں نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی پاک بارگاہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے مرتبہ ءشہادت پر فائز ہو گئے۔ حق گوئی و بیبا کی کے انمٹ نقش چھوڑے جو صبح قیامت تک حق کے متلاشیوں کیلئے مشعل راہ ہیں۔

قارئین کرام ......محبت وعقیدت کے بحر میں اگر بندہ غوطہ زن ہو جائے تو پھر باہر آنے کو جی نہیں کرتا۔ بندہ اسی مستی وسرور میں گم رہنا چاہتا ہے لیکن خوفِ طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے راقم اپنے مضمون کی مہاریں دوسری طرف موڑنا چاہتا ہے۔ اللہ رَبّ العزت سے دُعا ہے کہ اے رَبِّ ذوالجلال! جو کچھ عقیدت کے بے سلیقہ و بے طریقہ الفاظ کا ایک بے ڈھنگ سا گلدستہ بنا کر اہل بیت اطہار علیہم السلام کی مقدس بارگاہ میں پیش کیا گیا، اسکو قبولیت کے زیور سے آراستہ فرما دیں۔ [آمین بحرمتہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم]

خواجہ چھوہروی کی التجاء کے ساتھ اختتام

غوثِ زماں، قطب دوراں، عاشق صادق حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں غوطہ زن ہو کر تیس پاروں کی شکل میں دُرود شریف مرتب کیا جسکا نام [مجموعہ صلوٰت الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)] رکھا جو پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جسکا اُردو ترجمہ شیخ الحدیث، عالم باعمل حضرت علامہ مفتی محمد اشرف سیالوی مدظلہٗ العالی نے کیا ہے۔ ''مجموعہ صلوٰت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے پارہ 25، جلد 5 کے صفحہ نمبر 33 پر خواجہ خواجگان یہ دُعا نقل فرماتے ہیں

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاَنۡتَ الۡمَحۡمُوۡدُ وَبِحَقِّ عَلِیٍّ وَاَنۡتَ الۡاَعۡلٰی وَبِحَقِّ فَاطِمَۃَ وَاَنۡتَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَبِحَقِّ الۡحَسَنِ وَاَنۡتَ الۡمُحۡسِنِ وَالۡحُسَیۡنُ وَاَنۡتَ قَدِیۡمُ الۡاِحۡسَانِ وَبِحَقِّ تِسۡعَۃِ الۡمَعۡصُوۡمِیۡنَ مِنۡ ذُرِّیَۃِ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ اسۡتَجِبۡ دُعَائَنَا وَاقۡضِ حَاجَاتِنَا بِحُرۡمَتِ جَمِیۡعِ الۡمَعۡصُوۡمِیۡنَ وَالۡمَظۡلُوۡمِیۡنَ الۡمَکۡرُوۡبِیۡنَ کَرۡبَلَاءِ الۡمُعَلّٰی یَا عَالِیَ الۡمَعَالِیِ''

ترجمہ : اے اللہ تعالیٰ.....! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بطفیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور تو ہی محمود ہے اور بطفیل حضرت علی علیہ السلام کے اور تو ہی بلند تر شان والا ہے اور بطفیل حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے اور تو ہی پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا اور بطفیل حضرت حسن علیہ السلام کے اور تو ہی محسن ہے اور بطفیل حضرت حسین علیہ السلام کے اور تو قدیم احسان والا ہے اور بطفیل نو [9] معصومین کے جو حسنین کریمین علیہم السلام کی اولاد سے ہیں۔ قبول فرما ہماری دُعا کو اور پورا فرما ہماری حاجات کو بطفیل عزت تمام معصومین اور مظلومین کے۔ پرسیان حالان کربلا معلّٰی کے اے بلند مراتب والے۔ [ترجمہ از شیخ الحدیث مفتی اشرف سیالوی صاحب]

[آمین بحرمۃ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جد الحسن والحسین علیہما السلام]

عام استفادہ کیلئے خواجہ چھوہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک اور مناجات نقل کی جاتی ہے۔ [جلد 5، پارہ 25]

''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَصْحَابِ الْکِبْرِ وَالسِّحْرِ
وَالْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ وَمِنَ الْبَلَاءِ وَالْاٰفَةِ وَالْاٰھَةِ
وَاعْتَصَمْتُ بِکَ یَااَللّٰہُ! وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ وَالْاٰھُوْمَنِ وَالشَّیَاطِیْنِ وَالْجُنُوْدِ وَالْاَتْبَاعِ مِنْ
اٰفَةٍ وَّعَاھَةٍ بِحَقِّ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مِنْ اٰدَمَ اِلٰی
حَضْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ وَبِحَقِّ اَبِیْ
بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعُمَرَ بْنِ
الْخَطَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعُثْمَانَ بْنِ الْعَفَّانِ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب عَلَیْہِ السَّلَام وَ
سَیِّدِنَا اَبِیْ مُحَمَّدَ نِ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَام وَاَبِیْ
عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَام وَسَیِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ
الزَّھْرَاءِ وَاِثْنَا عَشَرَ اِمَامًا وَّاَرْبَعَ عَشَرَ مَعْصُوْمًا صَلٰوةُ
اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ وَرِضْوَانُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ط وَبِحَقِّ سَیِّدِنَا
اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدُالْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ وَبِحَقِّ کَھِیْجٍ مَھِیْجٍ کَھْکَھِیْجٍ جُوْجُوْحٍ
مَرْخُوْجٍ مَرْمَخُوْجٍ مَھْمَجُوْغٍ وَبِحَقِّ اَلْخٍ اَلْخٍ زَجْدٍ
ھَیْمُوْغٍ مَخُوْجٍ طَفْعَاجٍ اَزْرٍ اَنْحَاسٍ وَبِحَقِّ دَانِیَال
وَبِحَقِّ اَیْخٍ اَیْخٍ وَاَرَشَ وَاَرَشْ وَنُوْرَشْ وَنُوْرَشْ وَبِحَقِّ
اِھْیًا اَشْرَاھِیًا یَاھِیْ اَشْرَاھِیْ اَصْبَاغُوْثُ تَوَکَّلْتُ عَلَی
الْحَیِّ الَّذِیْ لَا بَدَایَةَ لَہٗ وَلَا نِھَایَةَ لَہٗ اِسْتَجِبْ دُعَائِیْ

يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنِیْ مِنْ كُلِّ غَيْثٍ وَغَرْثٍ وَغَرَاثٍ يَا غِيَاثَ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّد وعلى آل سیدِنا محمد سَبِیلِ اللّٰہِ‘‘۔

ترجمہ : ’’اے اللہ ربّ العزت! ہم تیری پناہ طلب کرتے ہیں متکبروں اور جادوگروں سے اور وسوسے ڈالنے والے شیطان سے جو وسوسے ڈالتا ہے انسانوں کے دِلوں میں خواہ جنوں سے ہو یا انسانوں سے اور پناہ طلب کرتے ہیں بلاؤں وآفات اور عیوب سے اور میں نے تحفظ حاصل کیا ساتھ تیرے اے اللہ جل شاہٗ۔ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جن وانس کے شر سے اور شیاطین اور انکے لشکروں اور متبعین کے شر سے یعنی ہر آفت اور عیب سے بطفیل تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وبطفیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور سید ابو محمد حسن علیہ السلام اور ابو عبداللہ حسین علیہ السلام اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور بارہ [12] امامانِ روحانیت اور ولایت کے اور چودہ [14] معصومین کے۔ اللہ جل جلالہٗ کی رحمتیں اور سلامتی اور رضامندی ہوان تمام کیلیئے اور بطفیل حضرت سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور بطفیل حق وحرمت کھیج، مھیج، کہکیج، جوجوع، مرخوح، مرمخوج، مھجوغ بطفیل حق وحرمت اخ اخ زجد ھیموغ مخوج طفعاج ازرانحاس اور بطفیل حق دانیال اور بطفیل حق وحرمت ایخ ایخ وارش ونورش وبطفیل حق وحرمت اھیاً اشراھیاً اھی اشراھی اصبا غوث میں نے بھروسہ کیا اس ابدی ذات والے پر جسکی نہ ابتداء ہے اور نہ انتہاء۔

میری دُعا کو قبول فرما اے فریادیوں کے فریاد رَس، میری امداد فرما! ہم ناموافق اور بھوکے اور تمام بھوکوں سے اے بارانِ رحمت اے اللہ تعالیٰ! صلوٰۃ وسلام نازل فرما سیّدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام و آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو محبوب تیری طرف لے جانے والا راستہ ہیں۔

[آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام]

قارئین مکرم ...... یہ کچھ معروضات راقم نے محبت و مودّت اہل بیت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بارگاہِ خداوندی میں دست بدُعا ہوں کہ مالک عز وجل راقم حقیر کو اور میرے متعلقین و قارئین کو کما حقہٗ عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ راقم کی تحریر میں جو لغزش و خطا ہوئی، اللہ تعالیٰ بوسیلہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معاف فرمادیں۔ [آمین بحق اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ]

دوسرا گروہ

قارئین ذی وقار.....! ابتداء میں راقم نے عرض کیا تھا کہ اُمّت کا ایک کثیر حصہ دِین پر تو عمل کرنے کی سعی کرتا ہے لیکن محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام سے دُور ہے۔ گذشتہ اوراق میں راقم خاص طور پر اس گروہ سے مخاطب رہا۔ دوسرا گروہ وہ ہے کہ وہ محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں، انکی شان تو بیان کرتے ہیں، فضائل و مناقب کا تذکرہ بہت کرتے ہیں لیکن ان میں دوخرابیاں پیدا ہو گئیں ہیں

1. شریعت مطاہرہ کی پابندی سے لاپرواہی، فرائض و واجبات کی اہمیت سے رُوگردانی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ صرف محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام کے مدعی بن جاؤ، ''(حضرت) علی (علیہ السلام)، (حضرت) علی (علیہ السلام)'' کے نعرے لگاتے

جاؤ، صرف یہ کر لینا ہی کافی ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ و رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی حضور مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام و آپکے صاحبزادگان علیہما السلام۔

2 آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثار جانباز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بغض و عداوت رَکھنا انکی بارگاہوں میں بے اَدبی کرنا، یہ دو ایسے مذموم کام ہیں جنکی وجہ سے انکا دعویٰ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے مثال عمل بھی ان کیلئے فائدہ مند ثابت نہیں ہوسکتا۔ آنے والے اوراق میں راقم یہ کوشش کرے گا کہ دِین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توقیر وعزت پر کچھ عرض کرنے کی جسارت کروں گا۔ اگر تعصب وحسد کی عینک اُتار کر برائے حصول ہدایت کسی نے مطالعہ کیا تو انشاء اللہ فائدہ مند ہوگا۔

ایک ضروری وضاحت

جب راقم دو گروہوں کا ذکر کرتا ہے تو اس سے یہ نہ مراد نہ لیا جائے کہ اس گروہ میں سب کے سب لوگ ایسے ہیں۔ راقم کا مقصد یہ ہرگز نہیں۔ ہر گروہ میں کچھ اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ سارے محبت اہل بیت اطہار علیہم السلام سے خالی نہیں اور نہ ہی فریق ثانی کے سارے افراد دِین سے دُور ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ صحیح العقیدہ اور صحیح العمل لوگ دوطرفہ موجود ہیں۔

میں بات کررہاہوں اکثریت کی، اقلیت کی نہیں۔ ایسانہ ہوکہ کوئی یہ سمجھ کرکہ میں نے سب کوایک ہی لاٹھی سے ہانکا ہے، ایسانہیں ہے۔ راقم کی اس وضاحت کو مدِّنظر رکھ کرآگے بڑھیے مطالعہ کیجئے، انشاءاللہ العزیز مستفیقض اور مستفید ہوں گے۔

دِین متین کی اہمیت

قارئین معظم ...... تخلیق انسانیت وتخلیق کائنات کا مقصد عظیم بزبانِ قرآن حکیم یہ تھا

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَلْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنِ''۔

[الذرِیٰت 51، آیت 56]

اس ارشادِ ربّانی کا مفہوم ہے کہ ہم نے انسانوں اور جنات کوصرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیاہے۔ اس آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہواکہ انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا اصل مقصود عبادتِ خداوندی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار [یاکم وبیش] انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا مقصد بھی یہی تھا کہ مخلوق خدا کواُس خالق واحد کی بارگاہ میں سجدہ ریز کیا جائے۔ ہر نبی علیہ السلام اپنے اپنے وقت میں بھٹکی ہوئی بے راہروی کا شکار انسانیت کودِین کی حدودوقیود کا پابند بنانے میں کوشاں رہے۔ یہ سلسلہ دعوت وتبلیغ وآقادوجہاں رحمت عالمیان محبوبِ خُداتاجدارِ مدینہ سرورِقلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچا۔ آپ علیہ لصلوٰۃ والسلام نے دِین متین کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ جس ہمت وجرأت، صبرواستقلال سے اداکیاہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ طائف کے بازاروں میں پتھر کھاکے لہولہان ہونا، حالت سجدہ میں اُونٹ کی اُوجھڑی کارَکھے جانا، مکہ شریف کے گلی کوچوں میں کوڑاکرکٹ کا پھینکا جانا، مکۃ المکرّمہ جس سے آپ بہت محبت فرماتے تھے، جُداہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں پرتشددکیاجانا غرض یہ کہ ہرظلم کو برداشت کرنا، شعبِ ابی طالب کی

سختیاں سہنا، یہ سب کچھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس عظیم چیز کیلئے برداشت کیا، اُس کا نام ہے، ''**دینِ اسلام**''۔

ظلم و جبر کے پہاڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹکرا کے، کفر و شرک کے مضبوط پنجوں سے آپ نبرد آزما ہوئے، اپنے جانثاروں کی جانیں قربان کردیں، بھوک اور پیاس سے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کس کیلئے؟ اُس قیمتی و نایاب تحفے کیلئے جو مقدس تحفہ بارگاہِ خداوندی سے اُمّت مسلمہ کیلئے عطا ہوا تھا۔ اس تحفے پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ لٹا دیا، وہ مقدس و بے مثال تحفہ ''دینِ اسلام'' ہی تو ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات مبارکہ [ظاہری] میں کس حد تک اسکا اکرام و اہتمام کیا، اسکا اندازہ صرف اس بات سے لگالیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری ساری رات بارگاہِ خداوندی میں قیام و سجود میں گزار دیتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک و مقدس قدمین شریفین متورّم ہو جاتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لختِ جگر سیّدہ کائنات سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شب بیداری کا بھی عجیب عالم تھا کہ آغازِ لیل سے بارگاہِ عزوجل میں حاضر ہو جاتیں، صبح طلوع ہو جاتی تو آپ سلام اللہ علیہا کی تشنگیٔ بندگی ختم نہ ہوتی۔ ایک سرد آہ بھر کے رَہ جاتیں اور عرض کرتیں، مولا تیری راتیں کتنی مختصر ہیں، میں جی بھر کے تیری بارگاہ میں مناجات بھی نہ کرسکی۔

حضور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خُدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہُ الکریم کی محبت بندگی بھی بے مثال تھی۔ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نمازِ عصر قضا ہوگئی سورج غروب ہوگیا جس پر آپکا دِلِ مقدس مغموم و مضروب ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی گوارہ نہ ہوا کہ علی شیرِ خُدا علیہ السلام کی ایک نماز بھی قضا ہو۔ آپکی ادائے نماز کیلئے سورج کو با اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس پلٹنا پڑا۔

سبحان اللہ.....! قربان جائیں اُن مقدس ہستیوں کے نقوشِ قدم پر جنہوں نے منشائے خداوندی کے مطابق حق بندگی ادا کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات والا صفات کی سیرت مبارکہ پر غور فرمائیں۔ مدینہ منورہ سے آپ علیہ السلام کو کتنی محبت تھی۔ جس شہر مقدس میں آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، جہاں آپ علیہ السلام کا بچپن، لڑکپن اور جوانی گزری، جس شہر کے گلی کوچوں میں آپ علیہ السلام نے دوش نبوت پر سواری کی، جس شہر کی مسجد نبوی شریف کے منبر سے محبوبِ خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ علیہ السلام کیلئے خطبے کو موخر فرمایا، جہاں آپ علیہ السلام کی خاطر سجدے کو طویل کر دیا گیا، جس شہر میں آپ علیہ السلام کے نانا جان کی آخری آرامگاہ گنبد خضرا شریف تھا، جس شہر عالی شان کے اندر آپ علیہ السلام کی والدہ مکرمہ خاتونِ جنت سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی مرقد انور تھی، جہاں نوجوانانِ جنت کے سردار، آپ کے غم خوار، دلدار برادر نامدار حضرت سیدنا امام سن مجتبیٰ علیہ السلام آرام فرما تھے، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر افرادِ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے مزارات تھے، ان تمام مقدس ومکرم یادوں سے دُور جانا کتنا مشکل ہے۔ شاید ایک سطحی سوچ سے اسکا اندازہ نہ کیا جا سکے۔ اگر دِل کی آنکھ سے کوئی دیکھے تو پھر احساس ہوگا کہ ان ساری نسبتوں کو خیر آباد کہہ دینا مشکل ہوتا ہے۔

ذرا پوچھئے.....! اُن زائرین مدینہ شریف سے جو چند ایّام کیلئے بارگاہِ رحمۃ اللعالمین علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوتے ہیں لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت وشفقت سے اتنے مانوس ہو جاتے ہیں کہ جب مدینہ شریف سے رُخصت کا وقت آتا ہے تو وہ مرحلہ کتنا مشکل ہوتا ہے حالانکہ یہ صرف چند روزہ قیام کا اثر ہوتا ہے۔ اس کیفیت کو ذہن نشین کر کے پھر حضرت امام عالی مقام علیہ السلام کے حوالے سے سوچیں گے تو اندازہ لگانے میں

آسانی ہوگی۔ ان تمام یادوں کو، نسبتوں کو جدا کر کے مدینہ شریف سے مکہ شریف تشریف لے آنا کس کی خاطر تھا؟ اپنی بیمار صاحبزادی حضرت سیّدہ صغریٰ سلام اللہ علیہا کے رونے، بلکنے، تڑپنے اور جدائی کو گوارا کرلیا، کس کیلئے؟ اتنا سب کچھ جس پر لٹا دیا، وہ کونسی اعلیٰ و بالا چیز تھی؟ وہ شریعت مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھی۔ پھر کربلا کے میدان میں پہنچ کر اپنے شہزادوں و جانثاروں کو ایک ایک کر کے کس پر قربان کردیا؟ بھوک، پیاس، گرمی، مسافرت کس کی خاطر برداشت کیں؟ حضرت امام معصوم حضرت علی اصغر علیہ السلام کی معصوم قربانی، حضرت امام علی اکبر علیہ السلام کی جوانی، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی بیماری، حضرت سیّدہ زینب علیہا السلام کی زاری، حضرت سیّدہ سکینہ علیہا السلام کی بے تابی، یہ سب کچھ کس کیلئے تھا؟

یقیناً اسکا جواب یہی ہے، دِین اسلام کی سربلندی کیلئے۔ حضرت مولا علی، شیرِ خدا علیہ السلام کے شہزادے نے اپنے باباجان کے اُس اعزاز کا دفاع کیا کہ اُنکی نمازِ عصر قضا نہیں ہوئی تھی اور جہاں تیروں اور تلواروں کی برسات میں بھی شہزادۂ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ قضاء نہ کیا اور پھر سفر شام میں نیزے پر سوار "سرِ انور" نے تلاوت قرآن حکیم کر کے اپنا اور اپنے خاندانِ عالی کی محبت قرآن کریم کا ایسا نمونہ پیش کیا جسکی مثال پیش کرنا ناممکن ہے۔

قارئین کرام......ان تمہیدی کلمات سے جو بات احقر آپ تک پہنچانا چاہتا ہے، وہ یہ ہے کہ محبّ ہمیشہ اپنے محبوب کی اداؤں کو اپناتا ہے۔ خاندانِ رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سب کچھ دِین اسلام کی پیروی و سربلندی کے لیے لٹا دیا۔ آج اگر کوئی محبت اہل بیت رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا دعویدار ہو اور دِین کی پیروی سے

لاپرواہی وکوتاہی کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں کیسے سچا ہوسکتا ہے؟ حضرت مولا علی شیر خدا علیہ السلام کی تو ایک نماز قضا نہ ہو، حضرت امام عالی مقام علیہ السلام تو گردن بھی حالت سجدہ میں کٹائیں، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تو ہر رات کو ایک ہزار نوافل ادا کرتے ہوں، خانوادۂ سادات کا عمل تو دِین کی سربلندی اور فوقیت، ہر چیز پر ہو تو وہ ایسے فرد کے دعویٰ محبت کو کیسے قبول کر سکتے ہیں جو اُنکے نقش قدم پر نہ چلتا ہو۔ کیا کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ روزِ محشر جب اُن مقدس ہستیوں سے سامنا ہوگا، جب اعمال تولے جائیں گے جو محبت کے دعویدار تو ہوں گے لیکن دین سے دُور رہے ہونگے، وہ کس طرح ان مقدس ہستیوں کا سامنا کر سکیں گے؟ ذرا اُس وقت کے منظر کو سامنے رَکھ لیں تو شاید آپکے دِل کی دُنیا میں کوئی انقلاب آجائے۔

جب اُس منظر کا خیال قلندرِ لاہوری حضرت علّامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آیا تو آپ بے ساختہ بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوگئے

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر ...... روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر ...... از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

حکیم الاُمت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں کہ اے رَبّ العزت! آپ شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں اور میں ایک بھکاری ہوں۔ آپ سے ایک بھیک مانگتا ہوں کہ قیامت کے دِن میرا معذرت نامہ قبول فرمالینا۔ میرے اعمال کا دفتر نہ کھولنا اور اگر میری یہ درخواست آپکی بارگاہ میں قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکے تو دوسری عرض ہے، اسکو ضرور قبولیت سے نوازنا کہ جب میرے اعمال نامے کا رجسٹر کھلے تو میرا حساب میرے آقا علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مبارک نگاہوں کے سامنے نہ کھلے بلکہ سرکارِ مدینہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پوشیدہ میرا حساب ہو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے

بُرے اعمال کی وجہ سے میرے نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے شرمساری ہو کہ ایسے ایسے گناہگار، سیاہ کار اُمتی ہیں آپ کے۔ واہ! کیا سوچ ہے، آج اگر اُمّت مسلمہ کے افراد اُس وقت قبر و حشر کو ذہن میں رکھ لیں تو یقیناً اُنکی زندگیوں میں انقلاب آ سکتا ہے۔

اب فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ اُس قیمتی و بے مثال تحفے کی جس کی خاطر آقا علیہ الصلوٰۃ السلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و اولیاء عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سب کچھ لٹا دیا، آپ نے حفاظت کرنی ہے یا نہیں؟

خالی زبان سے یاعلی علیہ السلام یاعلی علیہ السلام کا وظیفہ کر لینا ہی کافی نہیں ہے، غم حسین علیہ السلام کے چند دِن منا کر سال بھر بھول جانا قبول نہیں ہے، پکا و سچا حیدری اور حسینی وہ ہو سکتا ہے جو سراپا دِین دار بن جائے۔ جس راہ کی خاطر انہوں نے سب کچھ لٹا دیا، اُس راہِ ہدایت پر گامزن ہو جائے۔

خشیت الٰہی، ذوقِ بندگی دِین کی پابندی کے حوالے سے چند معروضات حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و حضرات اہل بیت اطہار علیہم السلام و صالحین اُمّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات سے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تا کہ آپکو علم ہو سکے کہ اتنے بڑے بڑے اعلیٰ مقامات پر فائز ہونے کے باوجود اُن شخصیات کی خشیت الٰہی کا کیا عالم تھا، اُنکی بندگی کی کیا کیفیت تھی۔ آج ہم کس مقام پر کھڑے ہیں، قبر و حشر سے کس طرح بے فکر ہو گئے ہیں؟ [استغفر اللہ]

حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یارِ غار اور یارِ مزار ہونے کا شرف حاصل ہے اور جنکے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ذیشان کہ جتنا مجھے (حضرت) ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مال سے نفع ہوا ہے، اتنا کسی اور کے مال و دولت سے نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خشوع و خضوع کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ نماز پڑھتے تو لکڑی کی طرح رہتے۔ آپکے بدن مبارک پر خشیت الٰہی کا غلبہ ہوتا، آپ ہمیشہ گرمی کے دِنوں میں روزہ رکھتے۔ خشیت الٰہی کا آپ علیہ السلام پر کس حدتک غلبہ تھا، اسکا اندازہ اس واقعہ سے لگالیں کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام ایک باغ میں گئے، درخت پر ایک چڑیا کو دیکھ کر ایک ٹھنڈی آہ بھر کے فرمایا، اے چڑیا! تو کتنی خوش نصیب ہے، درختوں کے پھل کھاتی ہے، سائے میں رہتی ہے لیکن حساب سے بَرّی ہے۔ منصبِ خلافت پر فائز رہنے کے باوجود جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وراثت میں کوئی درہم و دینار نہ چھوڑا اور جو مال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے لیا تھا، وہ بھی واپس لوٹا دیا۔ [اسلامی تربیتی نصاب صفحہ 536]

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہے، جن کے بارے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشادِ گرامی کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سائے سے بھی شیطان بھاگتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ ایک روز آپ سورۃ

''اِذَالشَّمْسُ کُوِّرَتْ'' [التکویر 81، آیت 1]

کی تلاوت فرما رہے تھے، جب آپ یہاں پہنچے

''وَاِذَالصُّحُفُ نُشِرَتْ'' [التکویر 81، آیت 10]

ترجمہ: ''جب اعمال کھولے جائیں گے''

تو آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، کافی دیر تک زمین پر تڑپتے رہے۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے دن رات سونا ترک کر دیا۔ سوتے نہیں تھے، بیٹھے بیٹھے کبھی غنودگی کا غلبہ ہو جاتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے، اگر میں دِن کو سوؤں تو اپنی رعیت کو کھوتا ہوں اور اگر رات کو سوتا ہوں تو اپنے آپکو کھوتا ہوں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ رعیت کے حقوق کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی اور اپنی ذات کے حوالے سے بھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپکے چہرۂ مبارک پر آنسوؤں کے جاری رہنے کی وجہ سے دو سیاہ خط بن گئے تھے۔

ایک بار آپ خلیفہ وقت ہوتے ہوئے پانی کی ایک مشک کاندھے پر اُٹھا کر کسی غریب مسلمان کے دروازے پر صدا کی، دروازہ کھولو! بہشتی پانی بھرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا، اے امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر ہیں، آپکو یہ بہشتی وسقہ بننے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرے نفس میں خیال آیا کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس تو قیصر و کسریٰ کے وفود آتے ہیں۔ نفس کے اس خیال کا یہ علاج کیا ہے تاکہ نفس کا مزاج درست ہو جائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنی قربت، السابقون الاوّلون میں شامل، عشرہ مبشرہ میں شامل اور پھر بھی دِین کی اتنی پاسداری، عجز و انکساری اور خشیت کا یہ عالم کہ چہرۂ مبارک پر دو لکیریں پڑ جانا سبحان اللہ.....! غور کریں، بار بار غور کریں۔

حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ سوم حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ نہایت خدا رسیدہ شخصیت تھے۔ آپ دِن کو روزہ رکھا کرتے، رات کو قیام کرتے۔ بہت کم سوتے تھے۔ اکثر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ لوگوں کو بہت اچھا کھلاتے، خود گھر میں سرکہ اور تیل کھاتے۔ عاجزی کا یہ عالم تھا کہ غلاموں کے ساتھ مل کر کھانے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر کسی قبر سے ہوتا تو اتنا روتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رِیش مبارک بھیگ جاتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے بھلائی کو چار چیزوں میں مجتمع پایا

1. نوافل کے سبب اللہ ربّ العزت کے حضور میں
2. احکامات الٰہیہ پر صبر میں
3. تقدیر خداوندی پر راضی رہنے میں
4. اللہ ربّ العزت سے حیا کرنے میں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی غلام موجود تھے لیکن ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر اُٹھا کر لا رہے تھے۔ عرض کی گئی، آپ خود کیوں زحمت کر رہے ہیں؟ فرمایا، صرف اپنے نفس کی آزمائش کر رہا ہوں کہ عاجزی وانکساری اسکو پسند ہے یا نہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام

آپ علیہ السلام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تربیت یافتہ صحابی، چوتھے خلیفہ برحق اور تمام سلاسل طریقت کے امام ہیں۔ آپ علیہ السلام کی عبادت وریاضت، خشیت ومحبت الٰہی اپنی مثال آپ ہے۔ جب آپ علیہ السلام عنہ نماز ادا کرنے کیلئے کھڑے ہوتے تو

آپ علیہ السلام کا رنگ زرد ہو جاتا، جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ آپ سے اس کیفیت کا سبب پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اب اس امانت کے لوٹانے کا وقت آ گیا ہے جسکو اُٹھانے یا قبول کرنے سے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے معذرت کر لی تھی۔ اس امانتِ الٰہی کے بوجھ سے ڈر گئے تھے اور انسان نے بخوشی اُٹھالی تھی۔

ایک مرتبہ ایک غزوہ میں دورانِ جنگ دُشمنوں کا ایک تیر آپ علیہ السلام کی ٹانگ مبارک میں پیوست ہو گیا تھا، اسکو نکالنا بہت دُشوار تھا۔ آخر یہ ترکیب کی گئی کہ جب آپ علیہ السلام نماز کیلئے کھڑے ہوں گے، تیر نکال لیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ علیہ السلام بندگی کی لذت میں ایسے محو تھے کہ ہر چیز سے بے خبر تھے، تیر نکالا گیا، آپکو کوئی درد وغیرہ کا احساس نہ ہوا سبحان اللہ.....!

ذرا اُس محویت کا اندازہ تو کریں، محبت وخشیت الٰہی کا ایسا غلبہ کہ اپنے جسم سے بھی بے خبر و بے نیاز ہیں۔ آپ علیہ السلام کی یہ مشہور کرامت ہے کہ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت رکاب میں جب پاؤں مبارک رکھتے تو دوسری رکاب میں دوسرا پاؤں مبارک رکھنے سے پہلے پورا قرآن پاک ختم کر دیتے تھے۔ دُنیا سے آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ خزانے کے دروازے پر کھڑے ہو کر سونے چاندی و اشرفیوں کے ڈھیر کو مخاطب کر کے فرمایا، اے زرِ دُنیا! جاؤ کسی اور کو دھوکہ دے کر اپنی طرف مائل کرو، تمہاری چمک دمک مجھے مائل نہیں کر سکتی۔

حضرت سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام

آپ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ آپ علیہ السلام کا اسم گرامی (حضرت) علی (علیہ السلام) ہے۔ کنیت ابو الحسن اور لقب زین العابدین تھا۔

ہمہ وقت آپ علیہ السلام کا قلب اطہر خشیت الٰہی سے لبریز رہتا تھا۔ اکثر اوقات آپ خوفِ خدا تعالیٰ سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کا معمول مبارک تھا کہ ہر رات کو ایک ہزار نوافل ادا کرتے تھے۔ تا دَمِ وصال آپ علیہ السلام کے اس معمول میں فرق نہ آیا۔ آپ علیہ السلام عبادت کثیرہ کی وجہ سے ''زین العابدین'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حالت نماز میں آپ علیہ السلام پر کپکپی طاری ہو جاتی، رنگ متغیر ہو جاتا۔ لوگوں نے عرض کی، اے حضرت امام پاک علیہ السلام! یہ آپ علیہ السلام کی کیفیت ایسے کیوں ہو جاتی ہے؟ فرمایا، اے سوال کرنے والو! تم کیا جانو کہ میں کس بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں؟ عبادت میں محویت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نماز ادا کر رہے تھے، آپ علیہ السلام کے قریب ہی مکان میں آگ لگ گئی۔ لوگوں نے آ کر آگ بجھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا، جناب! آپ علیہ السلام کو یہ جو آگ لگی ہوئی تھی، اس سے بے پرواہ کس نے کر دیا تھا؟ ارشاد فرمایا، دوسری آگ نے یعنی دوزخ کی آگ نے۔

آپ علیہ السلام رات کی تاریکیوں میں غرباء مدینہ شریف کے گھروں میں خفیہ طور پر ضرورت کی اشیاء لے جاتے تھے۔ کسی کو علم نہ ہوتا کہ یہ غلہ وغیرہ کہاں سے آیا ہے۔ جب آپ علیہ السلام کا وصال مبارک ہوا تو آپ علیہ السلام کے پشت انور پر داغ پڑے ہوئے تھے اور یہ داغ اُن بوریوں کے تھے جو آپ علیہ السلام راتوں کو اپنی مبارک پشت پر اُٹھا اُٹھا کر غرباء کے گھروں میں رکھتے تھے۔ عبادت، ریاضت، ایثار و قربانی، محبت و خشیت کے اعلیٰ مقام پر آپ علیہ السلام فائز تھے۔

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق علیہ السلام

آپ علیہ السلام ولایت وطریقت کے چھٹے [6] امام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔ ظاہری و باطنی علوم میں آپ علیہ السلام صوفیاء و علماء کرام سب کے امام ہیں۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ علیہ السلام سے گزارش کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا، مجھے تو ہمیشہ یہی خوف دامن گیر رہتا ہے کہ کہیں میرے جدِّ امجد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دِن مجھ سے یہ فرما دیں کہ تم نے میری اتباع کا حق صحیح معنوں میں ادا کیوں نہیں کیا؟ یہ معاملہ اللہ ربّ العزت کی بندگی سے متعلق ہے۔ آپ علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک کو سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاروقطار رونے لگے کہ جن کا خمیر ہی آبِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بنا ہے، جن پر چادرِ تطہیر سایہ فگن ہے، جب یہ حضرات اس حیرانی و پریشانی میں ہیں تو تیرا شمار کس صف میں ہے؟

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو بلا کر ارشاد فرمایا، آؤ آج مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ قیامت کے دن تم میں سے جسکی بھی بخشش ہو جائے، وہ میری بخشش کی اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرے گا۔ غلاموں نے عرض کیا، حضور علیہ السلام! آپ علیہ السلام کے جدِّ امجد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تو ساری مخلوق کے شفیع ہوں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، میں اپنے اعمال پر شرمندہ ہوں۔ روزِ قیامت اپنے جد امجد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا سامنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، سبحان اللہ! عاجزی وانکساری کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے۔ امام وولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی کیا کسرنفسی ہے، سبحان اللہ!

آج کے علمائے کرام ومشائخ عظام سے باادب گزارش ہے کہ ایمانداری سے

ذرا غور کریں کہ زندگی میں کبھی آپ نے اپنے مریدوں، شاگردوں یا مقتدیوں کو یہ کہا کہ اگر تم میں سے کسی کی بخشش ہوگئی تو مجھے فراموش نہ کرنا۔ یقیناً ایسا کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ ابھی بھی وقت ہے، مرنے سے پہلے نفس کے پھندے سے باہر نکلو۔ آپ علیہ السلام نے نصیحت فرمائی کہ پانچ قسم کے لوگوں سے بچنا

1. جھوٹا کیونکہ اس کی محبت تمہیں فریب و دھوکہ سکھلائے گی۔
2. بے وقوف، وہ جس قدر تمہاری بہتری چاہے گا، اُسی قدر نقصان پہنچائے گا۔
3. کنجوس، اسکی مجالست سے تمہارا قیمتی وقت ضائع ہو جائے گا۔
4. بزدل، وہ وقت آنے پر تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا۔
5. فاسق، وہ ایک نوالے کے لالچ میں تمہیں چھوڑ کر تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

قارئین کرام یہاں تک جو کچھ تحریر کیا گیا تھا، یہ برطانیہ میں رہ کر کیا تھا۔ راقم 21- نومبر 2011ء کو برطانیہ سے پاکستان کیلئے روانہ ہوا۔ راقم کا ارادہ تھا کہ اس دفعہ ایک ہفتہ ترکی میں قیام کروں گا۔ ترکی ائیرلائن کے ذریعے استنبول ساڑھے سات بجے [ترکی کے وقت کے مطابق] پہنچا۔ استنبول کے ایک علاقے ''سلطان احمد'' کے قریب ہوٹل ''سلطانز آعید'' میں کمرہ لیا، رات کو قیام کیا۔ میری والدہ صاحبہ کی طبیعت ناساز ہونے اور انکے اصرار پر کہ ''جلد از جلد پاکستان پہنچو'' نے کافی پریشان کیا۔ جس ٹکٹ پر راقم نے سفر کیا تھا، اس میں تبدیلی ناممکن تھی، اسلئے اتحاد ائیرلائن کا نیا ٹکٹ خرید لیا جو براستہ ابوظہبی اِسلام آباد 24- نومبر 2011ء صبح پونے تین بجے پہنچا۔ راقم فقیر نے 22- نومبر 2011ء پورا دن استنبول شہر کے مشہور مقامات کے وزٹ [Visit] میں صَرف کیا جن میں چند ایک درج ذیل ہیں

بلیو ماسک، میوزیم، مسجد السلطان، مزار حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دو رکعت تحیۃ المسجد نیلی مسجد [Blue Mosque] میں اور نمازِ عصر با جماعت مسجد سلطان میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ گرانڈ بازار سے کچھ خریداری کی۔ 23-نومبر 2011ء کو واپسی ہوئی۔ راقم کا ارادہ تھا کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُرانوار پر حاضری دوں گا لیکن یہ آرزو پوری نہ ہوسکی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ''قونیہ'' میں ہے جو استنبول سے تقریباً پانچ سو کلومیٹر دُور ہے۔

قارئین مکرم.....!

قیام استنبول کے دوران وہاں کا کلچر، آزاد خیالی، بے راہروی، فحاشی وعریانی، انتہائی مہنگائی دیکھ کر بہت طبیعت مغموم ہوئی۔ حکیم الاُمّت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر اکثر گنگنایا

؎ وضع میں ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

خرید وفروخت کا نظام انتہائی افسوسناک وشرمناک ہے، ایک مول نہیں ہے۔ جو جتنی بحث وتکرار کرے گا، وہ اتنی ہی سستی چیز خرید لے گا اور جو بیچارہ کم گو اور بحث وتکرار کا عادی نہ ہو، وہ وہی چیز سو [100] گنا مہنگی خریدے گا۔

صرف ایک مثال عرض کردوں ایک چھوٹا سا کتابچہ جو استنبول کا تعارف تھا، دکاندار نے مجھے دے کر خریدنے کا اصرار کیا۔ اس پر اس نے جو قیمت چسپاں کی ہوئی تھی، وہ 37 لیرے تھی۔ میں نے خریدنے سے انکار کردیا تو اس نے مجھ پر بڑے مہربان ہونے کی

اداکاری کی اور کہا کہ آپ کیا یاد کریں گے، آپ صرف 20 لیرے دے دیں۔ اس کی ان تمام خوشامدوں نے بھی مجھے متاثر نہ کیا تو میں وہاں سے چل دیا تو اُس نے آخری آفر یہ دی کہ آپ کیا دیں گے؟ میں نے جان چھڑانے کی غرض سے کہا کہ میں اسکے صرف 5 لیرے دے سکتا ہوں۔ اس نے حامی بھرلی اور کہا کہ چلیں دیں۔ آپ ذرا تصور کریں کہ 37 کہاں اور 5 کہاں۔

مختلف اِسلامی ممالک کا مشاہدہ

راقم کو جتنے بھی اِسلامی ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے، ہر ملک کا کم وبیش یہی حال ہے۔ اس رویّے اور خرید وفروخت کے طریقے پر جتنا بھی ماتم کیا جائے، کم ہے۔ اسکے مقابلہ میں غیر مسلم ممالک میں طریقہ خرید وفروخت یکسر مختلف ہے۔ ہر چیز کی قیمت اس پر چسپاں کردی جاتی ہے۔ اس میں ایک پیسے کی کمی بیشی نہیں کی جاتی۔ بچہ، نوجوان، بوڑھا، عورت، پڑھا لکھا، جاہل، گونگا، بہرا ہر کسی کیلئے ایک ہی قیمت ہوگی۔ کبھی یہ فکر نہیں ہوتی کہ بچے سے دکاندار نے کوئی زیادہ پیسے لے لیے ہوں گے۔ انکے اس نظام پر رشک آتا ہے۔ خدا کرے کہ اُمت مسلمہ کی غیرت ایمانی جاگے اور ہم اپنے اسلاف کے نقش راہ پر چل کر دُنیا کیلئے ایک ماڈل اور نمونہ بن سکیں۔ خیر یہ چند سطریں اپنے مختصر سے سفر کی میں نے آپکے ساتھ شیئر [Share] کی ہیں، ایک تو اپنے دِل کا بوجھ ہلکا کرنا اور دوسرا یہ کہ کبھی آپکا وہاں جانا ہو تو آپ ان معروضات سے استفادہ کرسکیں۔ راقم کا مقصد تھا۔ بحمد اللہ! میری والدہ ماجدہ کی صحت اب بہتر ہے، انکے حوالے سے جو پریشانی تھی، وہ کافی حد تک کم ہوگئی ہے۔ محرم الحرام کا مہینہ 27-نومبر 2011ء کو شروع ہو چکا ہے۔

اب اپنے مضمون کی طرف آتے ہیں۔ ہم بات کر رہے تھے دِین خداوندی کی اہمیت کے حوالے سے اور اپنے اسلاف کی دِین متین سے وابستگی کے متعلق۔ اللہ جل جلالہٗ اپنے ان مقبول بندوں کے اوصاف اپنی کتاب مقدس قرآن مجید میں کئی مقامات پر بیان فرماتے ہیں۔ چند آیاتِ قرآنی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس سے آپکو اندازہ لگانے میں آسانی ہوگی کہ جو خوش قسمت شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسداری اور یادِ الٰہی میں لمحات گزارتے ہیں، انکی قدر و منزلت کتنی بلند و بالا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ''۔

[آلِ عمران 3، آیت 31]

ترجمہ : ''(اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام)! آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ رَبّ العزت سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ [جو تم میری اتباع کروگے] تو اللہ جل جلالہٗ تمہیں محبوب بنالے گا''۔

قارئین کرام ......اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ پیروی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر اگر کوئی دعویٰ محبت الٰہی کرتا ہے تو وہ کاذب ہے اور جو نیک بخت اپنی زندگی کو قرآن حکیم وسنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حدود و قیود کا پابند بنالیتا ہے، وہ محبت الٰہی کا حقدار بن جاتا ہے۔

''وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ''۔

[الحج 22، آیت 78]

ترجمہ : ''اور اللہ تعالیٰ کی محبت واطاعت میں ایسا جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں منتخب فرمالیا ہے''۔

اس میں ان خوش نصیبوں کا تذکرہ ہے جن کو اللہ رَبّ العزت نے ریاضات و مجاہدات کیلئے پسند فرمالیا ہے اور وہ ہمہ وقت اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں، دِین کی پیروی کرتے ہیں۔اس سب کا مقصد رَضائے الٰہی ہوتا ہے۔ نفس پر شریعت مطہرہ کی پابندی سے بڑھ کر کوئی چیز گراں نہیں گزرتی۔

''قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی''۔ [الاعلیٰ 87، آیت 14]

ترجمہ: ''بے شک وہی کامیاب وبامراد ہوا جس نے نفس کا تزکیہ کرلیا، اپنے نفس کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کیا''۔

''وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی''۔ [الاعلیٰ 87، آیت 15]

ترجمہ: ''اور اپنے رَبّ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرتے رہو اور (پابندی سے) نماز پڑھتے رہو''۔

اس آیت مبارکہ میں ذکر اور نماز کی پابندی کی ترغیب دی جارہی ہے۔

''وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ''۔ [البقرۃ 2، آیت 165]

ترجمہ: ''وہ جو ایمان والے ہیں، اللہ رَبّ العزت سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں''۔

جو محبّ صادق ہوتا ہے، وہ ہمہ وقت اپنے محبوب کی یاد میں رہتا ہے۔اس کی تسکین، اس کا چین ذکر محبوب ہوتا ہے۔اپنے محبوب کی یاد میں مست الست ہو جانا ہوتا ہے۔جو چیز محبوب کی ناراضگی کا سبب بنے، اس سے ہمیشہ بچتا ہے۔رضائے محبوب کی ہر اَدا اپنالیتا ہے۔

''یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَہٗ وَیَخَافُوۡنَ عَذَابَہٗ''۔

[بنی اسرائیل 17، آیت 57]

ترجمہ: ''اُسکی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اُسکے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں''۔

پھر فرمایا

''وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ''۔

[الرعد 13، آیت 21]

ترجمہ: ''اور اپنے ربّ تعالیٰ کی خشیت میں رہتے ہیں اور بُرے حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں''۔

اس فرمانِ ذیشان نے انہیں بے قرار کر دیا ہوتا ہے۔ زبان سے ذکر و استغفار، آنکھوں سے ندامت کے موتی ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ بقول رومیٔ کشمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، انکی کیفیت یہ ہوتی ہے

؎ راتیں زاری کر کر روندے، نیند اکھیں تھیں دھوندے
فجری او گنہار سداون سب تھیں نیویں ہوندے

''تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ''۔ [السجدۃ 32، آیت 16]

ترجمہ: ''انکے پہلو انکی خواب گاہوں سے جدا رہتے ہیں''۔

اللہ ربّ العزت نے اپنے مقبول بندوں کا یہ وصف بیان فرمایا کہ میری محبت انہیں بے قرار رکھتی ہے، نیند و آرام سے دُور رہتے ہیں۔ جو نیند دُنیا والوں کیلئے باعث سکون ہوتی ہے، محبانِ الٰہی محبت الٰہی میں نیند کو قربان کر دیتے ہیں۔

''اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ''۔

[آلِ عمران 3، آیت 191]

ترجمہ: ''یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر اللہ ربّ العزت کو یاد کرتے رہتے ہیں''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، لیٹتے ہر وقت کرتے ہیں۔ اللہ

رَبّ العزت نے اپنی بارگاہ کے عشاق کی نشانیاں بیان فرمائیں ہیں کہ انکی زبانیں ہمہ وقت ذکرِ الٰہی سے تر رہتی ہیں۔ یادِ محبوب نے ہر آسائش و آرام سے بے نیاز کر دیا ہے۔

''یَتلُوْنَ اٰیاتِ اللّٰہِ اٰنآءَ الَّیلِ وَھُم یَسْجُدُوْنَ''۔

[آلِ عمران 3، آیت 113]

ترجمہ: ''وہ (خوش نصیب) رات کی ساعتوں میں اللہ ربّ العزت کی آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ ریز رہتے ہیں''۔

''وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا''۔ [الفرقان 25، آیت 64]

ترجمہ: ''اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ تعالیٰ کے حضور سجدوں اور قیام میں راتیں بسر کرتے ہیں''۔

الغرض عبادت گزاروں کے اوصاف حمیدہ، انکے قیام و سجود کے تذکرے، محبت الٰہی و ذکرِ الٰہی کے بیان سے خداوند قدوس نے ہمیں بارہا آگاہ فرمایا ہے، ترغیب دلائی ہے کہ جو خوش قسمت ان پاکانِ بارگاہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دِین متین کے سانچے میں ڈھل کر عبادت و ریاضت، عشق و محبت کی وادی میں بسیرا کرے گا، وہ انعامِ خداوندی کا حقدار بن جائے گا۔

مسلم شریف کتاب الذکر والدعا میں ہے [تذکرے اور صحبتیں، صفحہ 29]

''اَنَا جَلِیْس مَنْ ذَکَرَنِیْ''۔

ترجمہ: ''میں اپنا ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہوں''۔

جو خوش نصیب ہمہ وقت ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں، انہیں بارگاہ حق کی دائمی ہم نشینی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ صفات ذاکرین و عابدین کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتیں۔ آئیں ذرا غور کریں کہ کس چیز نے ہمیں دِین سے دُور کیا ہے؟ ہم سجدوں کی لذت

سے نا آشنا کیوں ہو گئے ہیں؟ ہماری آنکھوں نے محبت وخشیت الٰہی میں نم ہونا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ خوابِ غفلت میں ہم بدمست کیوں ہو گئے ہیں؟ مجاہدات وریاضات سے ہم نے اپنا تعلق کیوں توڑ لیا ہے؟ نفس امارہ کی پرستش جانے انجانے میں ہم کیوں کر رہے ہیں؟ ہم میں سے ہر کسی کو ان سوالوں کے جواب اپنے آپ سے لینے کی کوشش کرنی ہے۔

امام الانبیاء، خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، محبوب رَبّ العالمین، تاجدارِ مدینہ، سرور قلب وسینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ مقدس سے چند انمول موتی آپکے سامنے رکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اللہ رَبّ العزت مجھے اور آپ کو ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ [آمین]

1 حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اگر تمہیں ان باتوں کا علم ہو جائے جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت کم ہنسا کرو اور بہت زیادہ رویا کرو۔

2 ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو اتنی زیادہ عبادت کرتے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک پاؤں متورّم ہو جاتے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عرض گزار ہوتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس قدر عبادت کیوں فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بخشش ومغفرت کا وعدہ فرما رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اللہ رَبّ العزت کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

3 اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے گفتگو فرما رہے ہوتے، ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر رہے ہوتے لیکن جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کیفیت ہو جاتی کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم کو پہچانتے ہی نہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اذان سنتے، اسی وقت سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حالت ہو جاتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے کسی کو بھی نہیں پہچانتے۔

[تذکرے اور صحبتیں، صفحہ 34، شف الحقا]

قارئین کرام ...... جو شخصیت وجہ تخلیق کائنات ہیں، جنہیں محبوبِ خدا ہونے کا اعزاز حاصل ہے، عبادت خداوندی میں انکے انہماک کی یہ کیفیات ہیں تو آج جس گروہ نے عبادتِ خداوندی سے لاپرواہی اختیار کر لی ہے، اسکا سبب سوائے نفس و شیطان کے قرب کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

آئیں.....! کچھ اور برگزیدہ شخصیات کے تذکرے سے اپنے قلوب و اذہان کو روشن کرتے ہیں، شاید وہ روشنی ہمارے دِلوں کے ویرانوں کو منور و روشن کر دے۔ شریعت مطہرہ کی پابندی و اہمیت کے بارے میں بزرگانِ دِین کے چند اقوال ذیل ہیں

محبوبِ سبحانی، قطب ربّانی السیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

"جو بندہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی نہیں کرتا، ایک ہاتھ میں سنت رسول

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے ہاتھ میں قرآن مجید نہیں تھامتا، اسکی رسائی کبھی بھی بارگاہِ خداوندی تک نہیں ہوسکتی"۔ [فتوح الغیب، صفحہ 406]

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے

"جس حقیقت کو شریعت ردّ فرمائے، وہ بے دِینی ہے"۔ [عوارف المعارف]

حضرت خواجہ خواجگان، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمانِ ذیشان ہے

"شرع محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں یہ حکم ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اسے بجالایا جائے اور جس سے منع کیا ہے، اس سے پوری طرح ہمیشہ بچا جائے"۔ [تاریخ مشائخ چشت]

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

"خبردار.....! علم ظاہر جو شریعت کی میزان ہے، اسے کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا"۔ [الیواقت والجواہر، شیخ عبدلوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ]

حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے

"شریعت تمام کمالات کی ماں اور تمام مقامات کی اصل ہے"۔

[مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر 46]

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش نصیب شخصیت ہیں جن کو بارگاہِ رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے غائبانہ طور پر خیر التابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب عطا ہوا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد

فرمایا کہ میری اُمت کے ایک فرد کی شفاعت سے قبیلہ مضر اور تمیم کے برابر لوگ جنت میں جائیں گے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ شخصیت کون ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، (حضرت) اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ [میزان الاعتدال]

آپ پر خشیت ومحبت الٰہی کا غلبہ رہتا۔ آپ ہمہ وقت عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات میں سے تھا کہ ایک رات قیام، دوسری شب رکوع اور تیسری سجدہ میں گزارتے۔ دِن کا اکثر حصہ بھی عبادت میں گزارتے۔ ہمیشہ روزہ رَکھتے، جب افطار کیلئے کچھ میسر نہ ہوتا تو کھجور کی گٹھلیاں اکٹھی کرتے، انہیں فروخت کر کے کچھ سامان افطار خرید لیتے۔ اختصاراً یہ کہ ایک لمحہ بھی عبادت الٰہی سے غافل نہ رہتے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت 12ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ سے شرف رضاعت میسر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت عبادت الٰہی سے مشغول رہتے تھے۔ اکثر گریہ فرمایا کرتے۔ خشیت الٰہی سے آنکھیں تر رہتی تھیں۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب تقویٰ بزرگ ہیں، طریقت وتصوف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا گریہ (رونا) کیوں فرماتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا کہ میں اس خیال سے روتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو جائے

جسکی وجہ سے اللہ ربّ العزت یہ نہ فرمادیں کہ اے (حضرت) حسن (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! ہم تیری ساری عبادت وریاضت ردّ کرتے ہیں۔ ہماری بارگاہ میں تیری کوئی قدر ووقعت نہیں۔اس خوف سے دِل بے چین ولرزاں رہتا ہے۔

ایک دفعہ رات کو اپنے مکان کی چھت پر اتنا روئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنسوؤں کے قطرے پرنالے سے بہہ کر نیچے ٹپکنے لگے اور ایک گزرتے شخص پر پڑے۔ اس نے پوچھ لیا کہ اے مکان کی چھت والے! یہ پانی کیسا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اے بھائی! اپنے کپڑے دھولینا، یہ ایک نہایت ہی گناہگار کے ناپاک آنسوؤں کے قطرے ہیں جن سے شاید تمہارے کپڑے ناپاک ہوگئے ہوں۔

ہائے افسوس.....! قربِ خداوندی کے اعلیٰ مقامات پر فائز شخصیات کی خشیت کا، عبادت کا یہ عالم ہے اور ایک ہم ہیں، غفلت میں، لاپرواہی میں، گمراہی میں سرگرداں ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا، کتا بہتر ہے یا آپ [رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ]؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اگر خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ گیا تو میں بہتر ہوں اور اگر نہ بچ سکا تو یہ کتا بہتر۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ قیامت کے دِن سب سے بڑھ کر بدنصیب وہ عالم دِین ہوگا جسکے علم پر لوگوں نے تو عمل کیا ہوگا مگر وہ خود عامل نہیں رہا ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، جو اللہ ربّ العزت کی طاعت وعبادت میں قائم ہو، تم اسکی محبت پر قائم رہا کرو کیونکہ صالحین سے محبت کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی جب ولادت ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے والدِ گرامی کو خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت دی کہ تمہاری یہ بچی مقبولِ بارگاہ ہوگی، اسکی شفاعت سے میری اُمّت کے کئی گناہگاروں کی بخشش ہوگی۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا معمول تھا کہ دِن کو روزہ رکھتیں اور رات عبادت میں گزار دیتیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا شب و روز میں ہزار رکعت پڑھا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حج کیلئے گئیں تو دیکھا کہ بیت اللہ شریف خود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے استقبال کیلئے آ رہا ہے۔ عرض کیا، مولا کریم! مجھے مکان کی ضرورت نہیں، مکین کی طلب ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے نکاح نہ کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو جواباً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا کہ تین [3] چیزیں میرے لیے باعث فکروغم بنی ہوئی ہیں۔ اگر تم میرا یہ فکر دُور کردو تو میں ضرور نکاح کرلوں گی

1. کیا خبر میری موت اِسلام پر ہوگی یا نہیں؟
2. روزِ محشر میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہوگا یا نہیں؟
3. قیامت کے دِن ایک جماعت کو دائیں جانب اور ایک دوسری کو بائیں جانب سے داخل کیا جائے گا تو نہ جانے میرا شمار کس جماعت میں ہوگا؟

لوگوں نے عرض کیا، حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا! ان سوالوں کے جواب ہمارے پاس نہیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا، جسکو اتنے غم و پریشانیاں

ہوں، اسکو نکاح کی کیا تمنا و خواہش ہو سکتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بہت گریہ وزاری کیا کرتی تھیں۔ لوگوں نے اسکا سبب دریافت کیا۔ فرمایا، اسکے فراق سے خوفزدہ ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت نزع اُس بارگاہ سے یہ ندا آ جائے کہ تو ہماری بارگاہ کے لائق نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء میں بلخ کے حکمران تھے۔ عظیم المرتبت بادشاہ تھے۔ بڑا جاہ وجلال، کرّ وفر تھا۔ ایک مرتبہ رات کو شاہی محل کی چھت پر کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آواز دی، کون ہے؟ جواب آیا، ایک اجنبی ہوں، اپنے اونٹ تلاش کر رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا، بادشاہ کے محلات پر اونٹ کیسے آ سکتے ہیں؟ جواباً اس نے کہا کہ اگر بادشاہ کے محل پر اونٹ نہیں آ سکتے تو بادشاہی و حکمرانی کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کیسے مل سکتا ہے؟

اس ایک جملہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے قرار کر دیا پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاج وتخت کو ٹھوکر ماردی۔ تلاشِ خدا تعالیٰ میں نکل کھڑے ہوئے۔ اپنا اوڑھنا بچھونا عبادت و ریاضت کو بنالیا۔ ہر وقت گریہ وزاری کرتے تھے۔ نیشا پور کے قریب ایک غار میں مکمل نو [9] سال تک شب و روز یادِ خدا تعالیٰ میں مصروف رہے۔ اس دوران ہر جمعہ کو لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرتے۔ جو کچھ ملتا، آدھا صدقہ کر دیتے اور آدھے سے کچھ اشیاءِ ضرورت خرید لیتے۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد واپس اپنے مسکن اس تاریک غار میں آ جاتے۔ جب عوام کی کثرت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آنا جانا شروع کر دیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس جگہ کو بھی چھوڑ دیا اور مکہ مکرمہ چلے گئے۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول مبارک یہ تھا کہ جو شخص بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرید ہوتا،

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعدہ لیتے کہ تمہیں میری تابعداری کرنی ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدین سے خدمت نہیں لیتے تھے بلکہ خود جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹ کر بیچتے، اس سے سودا سلف خرید کے روٹی خود پکا کر اپنے مریدین کو کھلاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بھی اپنے مریدین سے خدمت نہیں لیتے تھے...... سبحان اللہ وبحمدہٖ

یہ ہے صوفیاء متقدمین کا طریقہ ...... آجکل اسکے برعکس مریدین کو غلام بے دام سمجھا جاتا ہے۔ ان سے خدمت لینا نہ صرف اپنی بلکہ اپنی اولاد اور اپنے جانوروں تک کی ''فرائض مرید'' میں شمار کیا جاتا ہے۔ [استغفر اللہ!]

ڈریے اور ضرور ڈریے اس یومِ حساب سے جس دِن کوئی بھی اس ذات کے حساب سے نہیں بچ سکے گا مریدین کون ہوتے ہیں؟

وہ خوش نصیب جو راہِ مولیٰ کے طالب ہوتے، وہ آپکے پاس اسلئے آتے ہیں کہ انکی رسائی آپ عبادت وریاضت کی بھٹی سے گزار کر بارگاہِ احدیت تک کروا دیں لیکن اگر آپ نے عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ، شریعت کی پابندی، آداب واخلاق کی پاسداری، ذِکر وفکر کی بھٹی میں جلانے کے علاوہ کاموں پر لگا دیا مثلاً اپنی نوکری، اپنی اولاد کی چاکری، اپنے جانوروں اور زمینوں کی حفاظت وغیرہ پر لگا دیا اور اس بیچارے کے سالہا سال برباد کر دیئے تو یاد رَکھیے پیر جی! یقیناً بلا شک وشبہ اس شخص کے ایک ایک لمحے کا آپکو حساب دینا پڑے گا۔

راقم کو علم ہے کہ میرا ایک ایک حرف آپکی طبیعت ناز پر شمشیر بن کر چبھ رَہا ہوگا لیکن یقین جانیے، یہ چبھن حسابِ محشر سے بہت ہی کم ہے۔ اب بھی وقت ہے اپنے شاہانہ، متکبرانہ وفرعونہ انداز بدلیے۔ طالبانِ حق کی عزت کیجئے، انہیں دِین متین کی پکی اور سچی محبت

سے آشنا کیجئے، شریعت مقدسہ کی حدود و قیود کا پابند بنایئے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد سے باخبر کریں۔ ریاضت و مجاہدے کی آنچ سے خوب خوب پکا کر وادیٔ مشاہدہ میں پہنچادیں۔ اگر آپ نے ایسا کر دیا تو یقیناً آپ نے اپنی ڈیوٹی ادا کر دی، آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپکی شخصیت، آپکی پیری آپکے لیے باعث افتخار و مسرت ہے لیکن اگر معاملہ اسکے برعکس ہے، آپ نے طالبان حق کے راستے کو بدلا ہے۔ اطاعت خدا تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ اپنی اطاعت، اپنی اولاد و ازواج کی تابعداری پر مامور کر دیا تو سمجھ لیجئے، آپ بہت بد قسمت و بد نصیب ہیں۔ آپ نے بہت گھاٹے اور خسارے کا سودا کیا ہے۔ اپنی چند روزہ زندگی کو شاہانہ بنانے کیلئے اپنی عقبیٰ کی دائمی زندگی کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ اللہ ربّ العزت سب کو توفیق ہدایت دیں، دِین متین سے مکمل وابستگی عطا فرمائیں۔ [آمین]

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متقدمین صوفیاء میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان ہے، ''اَلسَّکُوْنُ حَرَام'' عَلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَاء ''یعنی اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر سکون اور آرام حرام ہے۔ دُنیا میں یہ بے قراری دیدارِ خداوندی کیلئے ہوتی ہے اور عقبیٰ میں تجلیات الٰہی کے کم یا دُور جانے کے خوف سے بے سکون رہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی توبہ کا واقعہ بھی عجیب ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عورت پر عاشق تھے۔ رات کو اسکے گھر کے قریب گئے، وہ اپنے مکان کی چھت پر آ گئی۔ ساری رات گفت و شنید میں گزار دی۔ جب اذانِ صبح ہوئی تو آپ سمجھے کہ ابھی اذانِ عشاء ہو رہی ہے۔ جب دِن چڑھا تو معلوم ہوا کہ ساری رات اپنی معشوقہ کے حسن کی مستی میں گزار دی۔

اس واقعہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بے قرار ہو گئے کہ مخلوق کی محبت نے وقت کا احساس ختم کر دیا اور خالق کا جو مجھ پر حق ہے، اسکا کیا بنے گا۔ پھر آپ یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اپنی بقیہ زندگی ذِکر و فکر، عبادت و ریاضت میں گزار دی۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بشر مرو کے رہنے والے تھے۔ بعد میں بغداد شریف میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی شان کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی زندگی بڑی بھیانک تھی۔ اکثر شراب خانے میں وقت گزارتے، شراب کے نشے میں بدمست رہتے تھے۔ حالت نشہ میں جا رہے تھے، زمین پر ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھ کر اُٹھایا۔ اس پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تحریر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گھر لا کر خوشبو سے سجا کر اونچی جگہ رَکھا، ادھر اللہ رَبّ العزت کی رحمت نے اسکے اس عمل کے صدقہ اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا۔ غلاظت کی زندگی سے مقامِ قرب پر فائز کر دیا۔ ہمہ وقت عبادت اور ذِکر و فکر میں رہنے لگے۔ بارگاہِ خداوندی کے اس حد تک مودّب بن گئے کہ پاؤں سے جوتے اُتار دیئے کہ یہ زمین میرے اللہ رَبّ العزت کا بچھایا ہوا قالین ہے، میں بھلا اس پر جوتے کیسے پہن کے چل سکتا ہوں۔

حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی عظیم علمی شخصیت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مندوں میں شامل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں نے عرض کیا کہ اے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم کے فلک کے آفتاب ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس دیوانے کی بارگاہ میں آنا جانا، وقت گزارنا اچھا نہیں لگتا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، جس طرح میں شریعت کا علم رَکھتا ہوں، اسی طرح یہ مجھ سے بڑھ کر شریعت والے سے آشنا ہیں۔ جس طرح لوگ علمی

پیاس بجھانے میرے پاس آتے ہیں، اسی طرح جب شریعت والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد مجھے بے قرار کرتی ہے تو اس بے قراری کو مٹانے کیلئے میں اس مردِ حق کی بارگاہ میں آتا ہوں۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے شرفِ زیارت بخشا اور فرمایا، اے (حضرت) بشر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم جانتے ہو کہ تمہارے وقت کے اولیاء سے تمہارا درجہ کیوں بلند کیا گیا ہے؟ میں نے عرض کیا، مجھے تو علم نہیں ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میری سنت کی اتباع، میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام و حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو محبوب رکھنا، مکرم صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی تعظیم و تکریم اور اپنے دینی بھائیوں کی خیر خواہی، ان چیزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

ایک خاتون نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مسئلہ پوچھا کہ میں اپنے مکان کی چھت پر سوت کات رہی تھی، قریب سے شاہی روشن کا گزر ہوا۔ تھوڑا سا سوت میں نے اس روشنی میں کات لیا، کیا ایسا کرنا میرے لیے جائز تھا؟ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اے سوال کرنے والی! پہلے اپنا تعارف تو کراؤ کہ تم کون ہو؟ اس خاتون نے کہا، میں (حضرت) بشر حافی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بہن ہوں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے اور فرمایا، بی بی! تمہارے لیے یہ جائز نہیں تھا کہ تم صاحب تقویٰ بزرگ کی بہن ہو، تمہیں انکے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ وہ تو ایسے بزرگ تھے کہ اگر مشتبہ چیز کی طرف ہاتھ بھی بڑھاتے تو ہاتھ انکی پیروی نہیں کرتا تھا۔

آپ فرمایا کرتے تھے، ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنکے اعمال پہاڑوں جیسے تھے لیکن وہ پھر بھی مغرور نہیں ہوتے تھے لیکن تم ایسے ہو کہ تمہارے پاس کوئی ذخیرۂ اعمال بھی

نہیں ہے لیکن پھر بھی مغرور ہو۔ اللہ رَبّ العزت صالحین کے ذِکر کا صدقہ ہم پر کرم فرمائے۔ [آمین ثم آمین]

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ''نعمان''، والد گرامی کا نام ''ثابت'' اور کنیت ''ابو حنیفہ'' ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے شرفِ زیارت واستفادہ حاصل ہے۔ عظیم المرتبت صوفیائے کرام وفقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت گزاری کا یہ عالم تھا کہ روزانہ تین سو [300] نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی راستے سے گزر رہے تھے، ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ یہ شخصیت ہر رات کو پانچ سو [500] نوافل پڑھتے ہیں۔ آپ نے اس رات سے پانچ سو [500] نوافل روزانہ پڑھنے شروع کر دیئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد کسی نے یہ کہہ دیا کہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر رات ہزار [1000] رکعت نوافل پڑھتے ہیں اور ساری رات جاگتے رہتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی رات سے ہزار [1000] رکعت نوافل ادا کرنے شروع کر لیے اور فرمایا کہ آج کے بعد تادمِ آخر پوری رات بیدار رہا کروں گا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے بیدار رہنے کی وجہ پوچھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ بعض بندے اپنی وہ تعریف پسند کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہوتی اور میں اس گروہ میں شامل نہیں ہونا چاہتا، اسکے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکمل چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے رہے۔ طویل سجدوں کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھٹنوں پر نشان پڑ گئے تھے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیس [20] سال تک کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر یا ٹانگیں پھیلاتے نہیں دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کرلیا کریں۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مجمع میں تو بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں پروردگار دو جہاں کا احترام نہ کروں، یہ میں نہیں کرسکتا۔

سرکارِ بغداد حضرت السیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسم گرامی ''عبدالقادر''، کنیت ''ابو محمد'' اور لقب ''محی الدین'' تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی کا نام ''سیّد ابو صالح موسیٰ جنگی دوست'' تھا اور والدہ ماجدہ کا نام مبارک ''اُمۃ الجبار اُمّ الخیر سیّدہ فاطمہ'' تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد گرامی کی جانب سے حسنی سیّد اور والدہ ماجدہ کے طرف سے حسینی سیّد تھے۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں جو مقام و مرتبہ خداوند قدوس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا فرمایا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا

؎ غوث اعظم درمیان اولیاء .. چوں محمد مصطفیٰ ﷺ درمیان انبیاء علیہم السلام

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحکم الٰہی برسر منبر یہ اعلان فرمایا تھا کہ

''قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقُبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه''۔

ترجمہ: ''کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے''۔

قارئین کرام یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات و مقامات، کشف و کرامات کا تذکرہ مقصود نہیں، صرف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت کا تذکرہ کرنا مقصود ہے تاکہ آپ اندازہ کرسکیں کہ بارگاہِ خداوندی کا قرب صرف اور صرف عبادت

الٰہی، مجاہدات وریاضات سے ممکن ہے۔ جو دِین سے دُور ہو جائے، عبادت وریاضت سے کنارہ کش ہو جائے، وہ وادئ تصوف وولایت کا باسی نہیں بن سکتا۔

شیخ عارف ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چالیس [40] سال تک خدمت کی، اس دوران میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے۔ جب کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے وضو ہوتے، تازہ وضو فرمالیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طویل قیام فرماتے۔ تلاوت کلام پاک اور پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔

شیخ ابی بکر حریمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ میں عراق کے جنگلوں میں پچیس [25] سال تک تنہا پھرتا رہا۔ نہ میں مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ کوئی مجھے پہچانتا تھا۔ میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے۔ میں انکو دِین الٰہی کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ولی کی نشانی یہ ہے کہ جب اسکی عمر بڑھے تو اس کے عمل بڑھ جائیں اور جب اسکا فقر بڑھے تو اسکی سخاوت بڑھ جائے اور جب علم بڑھے تو اسکی تواضع بڑھ جائے۔

خصائل تصوف

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تصوف آٹھ [8] خصائل پر مشتمل ہے

1. سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
2. صبر حضرت ایوب علیہ السلام کا
3. غربت حضرت یحیٰ علیہ السلام کی
4. سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

5. رضا حضرت اسحٰق علیہ السلام کا

6. اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام کا

7. لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

8. فقر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

شیخ بقاء بن بطو بیان کرتے ہیں کہ کسی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں پرہیزگار اور گناہگار دونوں ہی ہوں گے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، پرہیزگار میرے لئے اور گناہگاروں کیلئے میں ہوں۔

قارئین مکرم ...... صلحاء اُمت کی دِین متین سے وابستگی شریعت مطہرہ کی پیروی کے واقعات اگر تفصیلاً درج کیے جائیں تو یہ کتاب کئی ضخیم جلدوں پر محیط ہو جائے۔ اصل مقصد صرف اس بات کو واضح کرنا ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک اہل بیت اطہار علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صلحاء اُمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دِین متین سے کیسا تعلق رہا ہے۔

جماعت صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک عظیم شخصیت حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہاں تک فرمادیا

جو دَم غافل سو دَم کافر ...... مینوں مرشد اے سمجھایا ہو

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو یہاں تک ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سانس یادِ خدا کے بغیر آئے، وہ سانس بھی کافر ہے۔

اندازہ فرمالیں یادِ خداوندی کا کیا حسین تصور ہے صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک۔ وہ تو زندگی میں آنے والی ہر سانس کو شمار کرتے ہیں کہ ایک سانس بھی

غفلت ولاپرواہی میں نہ گزرے۔

تو جناب 〈علامہ صاحب......!〉 ...... 〈ذاکر صاحب......!〉 آپ نے قوم کو کس طرف لگا دیا ہے؟ سال کے صرف دس ایام کو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عقیدت کیلئے مختص کر دیا ہے۔ قوم کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ صرف ان ایام میں فضائل اہل بیت علیہم السلام، مصائب اہل بیت علیہم السلام کا تذکرہ سننا سنانا، دُنیاوی کاموں سے منہ موڑ لینا ہی کافی ووافی ہے۔ 355 دِن سال کے جو جی میں آئے کرو۔ نمازوں کی پابندی، ذِکر وفکر، مجاہدہ ومحاسبہ نفس کی چنداں ضرورت نہیں۔ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں باقی اعمال کی کیا ضرورت؟

شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ پروانے جنہوں نے اپنے گھربار، مال و زر، اولاد و جان پروانہ وار آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک قدموں پر نچھاور کر دیئے، بارگاہِ خداوند جل جلالہٗ اور بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبولیت ومحبوبیت کی اسناد حاصل کرلیں۔ ان نفوس قدسیہ پر زبان دراز کرنے کو آپ نے اپنا معمول اور پیٹ کا دوزخ بھرنے کا ذریعہ بنالیا۔ [استغفراللہ]

یہ کیا آپ خسارے اور گھاٹے کا کاروبار کر رہے ہیں۔ شکم کی آگ بجھانے کی فکر میں آتش دوزخ بھڑکا رہے ہیں۔ ایام محرم الحرام کو آپ نے ایام دولت کمائی میں بدل دیا ہے۔ ذرا ایمانداری سے غور فرمائیں اور اپنا محاسبہ خود کریں۔ کیا کوئی مجلس، کوئی تقریر، کوئی مرثیہ آپ نے بلا معاوضہ پڑھا ہے؟ کیا آپ معاوضہ طے نہیں کرتے؟ کیا جب آپ مصائب اہل بیت اطہار علیہم السلام بیان کر رہے ہوتے ہیں، ان مظلومین کی بھوک اور پیاس کا تذکرہ کر رہے ہوتے ہیں تو آپ خود بھی بھوکے پیاسے ہوتے ہیں؟ نہیں، نہیں!

ہر گز نہیں! اگر آپ نے ایمانداری سے، انصاف پسندی سے اپنے ضمیر سے جواب طلب کیا تو ضرور بضرور آپکو یہ ہی جوابات ملیں گے۔

مجالس پڑھنے کی آپ منہ مانگی قیمت لیتے ہیں۔ مصائب و مشکلات خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ کرنے سے پہلے آپ اپنے پیٹ کی اچھی طرح دودھ، شربت، گوشت اور مزیدار کھانوں سے بھرائی کرتے ہیں، پھر کہیں جا کر آپکی طبیعت نازخطاب کیلئے تیار ہوتی ہے۔

خدارا...... رحم کیجئے اپنے آپ پر بھی اور اپنے متعلقین پر بھی۔ جہاں آپ محبت و مودّت کا پیغام دیتے ہیں، جہاں آپ فضائل و مصائب کا ذکر کرتے ہیں، وہاں مشن اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ضرور زور دے کر بات کیا کریں۔ جس پاکیزہ مشن کیلئے ان نورانی نفوس نے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا، اس مشن یعنی دِین حق کی سربلندی اور پابندی پر اسکی اہمیت پر قوم کو ترغیب دیا کریں۔ آپ اپنے واعظ و تقریر کے حساب کو معاوضہ لینے کی صورت میں یہاں ہی نہ بے باک کریں بلکہ کچھ قبر و حشر کیلئے بھی بچا کر رکھیں۔ اس دِن کو تصور میں ضرور لائیں جب روزِ محشر حضور مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہ' الکریم اور آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہ' الکریم کے صاحبزادگان علیہا السلام سے سامنا ہو گا۔ کیسے سامنا کریں گے؟ کیا آپ انکو باذن اللہ تعالیٰ ہر عمل سے باخبر سمجھتے ہیں؟ تو اس چند روزہ زندگی میں آپکا یہ سوز، ساز، زورِ بیان، ترنم انکی رضا حاصل کرنے کیلئے تھا یا اپنا معاوضہ اور واہ واہ کروانے کیلئے تھا۔

کڑوی دوا باعث شفا ہے

جیسا میں پہلے عرض کر چکا ہوں جب میں کسی ایک طبقہ پر تنقیدی الفاظ استعمال کرتا ہوں تو اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ سو فیصد وہ طبقہ ایسا ہے بلکہ کچھ مخلصین اور

اچھے لوگ ہر طبقہ ومکتبہ فکر میں ہوتے ہیں۔ میں جو بات کرتا ہوں وہ اکثریت کی کرتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ میرے یہ تند و تلخ جملے بہت سے ناز پرور دِلوں پر گراں گزریں گے لیکن مجھے اسکی پرواہ اسلیئے نہیں کہ میری نیت اصلاح کی ہے، کسی کی توہین یا دِل آزاری نہیں ہے۔ بعض دفعہ کڑوی ادویات ہی بیماری کا علاج ہوتی ہیں اور میٹھا زبان کو تو مزہ دیتا ہے لیکن کئی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ رومیٔ کشمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب تحریر فرماتے ہیں

کوڑا منہ مصبّر کردا دین اُباک ہریڑاں

جدوں سنگیو مِٹھ لنگھایے دُور ہون سے [100] پیڑاں

اچھا دوست، ہمدرد، خیر خواہ وہی ہوتا ہے جو آپکی خامیوں کو بے نقاب کر کے آپکو آگاہ کرے، اصلاح کی دعوت دے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ میرے ان الفاظ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ میں جس چیز کو حق سمجھتا تھا، اسکو صفحہٴ قرطاس پر رَقم کر دیا۔ عمل کرنا نہ کرنا آپکی مرضی اور توفیق الٰہی پر منحصر ہے۔

بلاشبہ ذکر (حضرت) علی (علیہ السلام) بھی عبادت ہے۔ محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحِ ایمان ہے لیکن روح تب ہی کام دے گی جبکہ جسم ہوگا۔ اعمال صالحہ، محبت صالحین، عقیدتِ اکابرین روحانیت کا وجود ہے جسکی روح محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت اطہار علیہم السلام ہے۔ جس طرح روح و جسم لازم وملزوم ہیں، اسی طرح دِین متین کی پابندی اور محبت اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم وملزوم ہیں۔ دِین متین کی پاسداری کی تشریح بڑی وسیع ہے جس میں عقائد واعمال واخلاق ومعاملات سب کچھ شامل ہے۔ جب کسی کا مقدر ساتھ دے جائے تو دیوار پر لکھا ہوا جملہ بھی اسکی تقدیر بدلنے کیلیئے کافی ہوتا ہے اور اگر بدبختی کی سیاہ رات چھائی ہو تو پیغمبر علیہ السلام کا واعظ ہی فائدہ نہیں دیتا۔

میں ان ہی معروضات پر اپنی ان گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔ جس حدیث مبارکہ کو میں نے عنوان بنایا تھا کہ میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جس میں پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر عمل کرو اور مضبوطی سے تھام لو اور دوسرے میرے اہل بیت اطہار علیہم السلام ہیں۔ میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں، میں تمہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں، میں تمہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے معاملے میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔

اس مقدس ارشاد آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ گفتگو کی۔ اگر کچھ صحیح عرض کر سکا تو اللہ ربّ العزت میرے لیے اور میری اولاد و متعلقین کیلئے توشہ قبر و حشر بنائے۔ اگر کچھ غلطیاں ہوئیں تو بارگاہِ غفور الرحیم میں عرض گزار ہوں کہ اپنی صفت عفو کرم کا صدقہ مجھے معاف فرما دیں۔ [آمین بحرمۃ سیّد المرسلین علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام]

جوازِ ایصالِ ثواب

قارئین محترم ...... کچھ ناعاقبت اندیش افراد نے کیا کیا شور بپا کر رکھے ہیں۔ کہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی تحقیر، کہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام و حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے عناد، کہیں صالحین اُمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف ہرزہ سرائی دیگر اور بے شمار باتیں جن پر اُمت مسلمہ کا صدیوں سے عمل رہا ہے، ان سے روکنا، عوام کے عقائد کو متزلزل کرنا، ہر بات پر بدعت و شرک کے فتوے صادر کرنا انکا معمول بنا گیا ہے۔ ان دیگر معمولات میں ایک اہم معمولِ اُمت جسے ایصالِ ثواب کہا جاتا ہے یعنی جو

افرادِ اُمّت دُنیا سے رحلت کر جاتے ہیں، انکے ورثا، متعلقین، محبین انکے ثواب کیلئے تلاوت قرآن حکیم، صدقہ خیرات، ذکر اذکار کا اہتمام کرتے ہیں تا کہ یہ ہدیے اور تحفے کی صورت میں ان تک پہنچ کر انکی بخشش کا، درجات میں بلندی کا سبب بن سکے لیکن ایسا عمل خیر کرنے والوں کو بھی ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ اس عمل کو قرآن حکیم و حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بتایا جاتا ہے۔ آئیں ذرا استفادہ عام کی خاطر اسکے جواز کا ثبوت قرآن حکیم و حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوالِ صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے تلاش کرتے ہیں۔ جو عمل ہمیں قرآن حکیم سنت رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور اقوال و عمل صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہو جائے، اسکی جوازیت اور ثواب میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا۔ قرآن مجید کی کچھ آیاتِ مبارکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

"اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ"۔

[المؤمن 40، آیت 7]

ترجمہ: "وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اسکے گرد ہیں، اپنے رَبّ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اے رَبّ تعالیٰ ہمارے! تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے، تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے"۔

''وَالَّذِیْنَ جَآؤُا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُف'' رَّحِیْم''۔

[الحشر 59، آیت 10]

ترجمہ : ''اور وہ جو انکے بعد آئے، عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رَبّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دِل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رَبّ ہمارے! بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے''۔

''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ''۔ [نوح 71، آیت 28]

ترجمہ : ''اے میرے رَبّ تعالیٰ! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو''۔

''رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب''۔ [ابراہیم 14، آیت 41]

ترجمہ : ''اے ہمارے رَبّ جل جلالہٗ! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دِن حساب قائم ہوگا''۔

''اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ''۔ [النساء4، آیت48]

ترجمہ : ''بیشک اللہ تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے''۔

دُنیا سے چلے جانے والوں کے حقوق دُنیا میں رہ جانے والے اپنے وارثوں پر

اللہ ربّ العزت کی ذات بڑی رحیم وکریم ہے،اسکی رحمت کا تقاضا ہے کہ ہر انسان دونوں جہانوں میں کامیاب وکامران ہواور کامیابی اور ناکامی کے ذرائع سے بھی بنی نوع انسان کو آگاہ کردیا ہے۔اس کامیابی اور ظفریابی کیلئے اللہ ربّ العزت نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کولازمی قراردیا ہے

محمد ﷺ کی محبت دِین حق کی شرطِ اوّل ہے
اگر ہواس میں کچھ خامی توسب کچھ نامکمل ہے

مختلف تفاسیر، قرآن مجید، احادیث مبارکہ، فقہا کرام، اَئمہ مجتہدین اور سلف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال وافعال سے دِین کے سمجھنے کیلئے یہی مؤثر اور حتمی ذرائع ہیں جسکا سہارالیا گیا ہے۔دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عاجز کی اس کاوش کوقبول فرمائے اور قارئین کرام کیلئے نافع اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔ہمیں زندگی ایسے گزارنی چاہیے جیسے کہ درویشوں اورفقیروں نے بسر کی۔ [آمین ثم آمین]

وہ چال چل کہ عمر خوشی سے کٹے تیری ...... وہ کام کر کہ یاد تجھے سب کیا کریں
جس جا تیرا ذِکر ہو، ہو ذِکر خیر ہی ...... اورنام تیرالیں تو اَدب سے لیا کریں

ایصال ثواب حقیقت ہے

ایصال ثواب کامعنی ہے کہ اپنے نیک عمل کاثواب کسی مؤمن مسلمان کوہدیہ کرنا۔ تمام ''اہل سنت'' کااس پراتفاق ہے کہ اگرکوئی شخص اپنے کسی نیک عمل کاثواب اخلاص کے ساتھ کسی زندہ یافوت شدہ مسلمان کوہدیہ کرے تواللہ ربّ العزت محض اپنے فضل وکرم سے

وہ ثواب انکو پہنچا دیتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی، اسکو بھی پورا پورا ثواب ملتا ہے بلکہ ایصالِ ثواب کرنے کی وجہ سے مزید ثواب بھی ملتا ہے۔ اس کیلئے افضل یہ ہے کہ ایصالِ ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کو خواہ زندہ ہوں یا مردہ، دُنیا میں آچکے ہوں یا قیامت تک آنے والے ہوں، انسان ہوں یا جنات سب کو ایصالِ ثواب کرسکتا ہے۔ خصوصی طور پر اپنے عزیز واقارب کا نام لینا چاہے تو نام بھی لے کر ایصالِ ثواب کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا۔ بہتر ہے کہ روزانہ تمام نوافل وتسبیحات کا ایصالِ ثواب بھی کر دیا کریں۔

شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ آدمی کو صرف اپنے ہی کیئے کا ثواب ملتا ہے، وہ اجماعِ اُمّت کے خلاف کر رہا ہے، اسلیئے کہ اُمّت کا اس پر اتفاق ہے کہ آدمی کو دوسروں کی دُعا سے فائدہ پہنچتا ہے جیسے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام میدان حشر میں شفاعت فرمائیں گے اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام وصلحاء عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی سفارش فرمائیں گے۔ یہ سب دوسروں کے عمل سے فائدہ ہوا اور عرشِ عظیم کے فرشتے مؤمنوں کیلئے دُعا اور استغفار کرتے ہیں [جیسا کہ سورۃ مؤمن کے پہلے رکوع میں ہے] حق تعالیٰ شانہ محض اپنی رحمت سے بہت سے لوگوں کے گناہ معاف فرما دیں گے۔ مؤمنوں کی اولادیں اپنے والدین کے ساتھ جنت میں داخل کی جائیں گی [جیسا کہ سورہ طور کے پہلے رکوع میں ہے] حج بدل کرنے سے میت کے ذمّہ سے حج فرض اَدا ہو جاتا ہے۔ ان سب اعمال میں دوسرے کے عمل سے فائدہ ہوا۔ غرض اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں اس کیلئے دلیل اور حجت ہیں جنکا شمار بھی دشوار ہے۔ [بذل المجہود]

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا، میں نے انکو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ قبر میں رکھنے کے بعد تم پر کیا گزری؟ وہ کہنے لگے کہ اس وقت میرے پاس ایک آگ کا شعلہ آیا مگر ساتھ ہی ایک شخص کی دُعا مجھ تک پہنچی۔ اگر وہ نہ ہوتی تو وہ شعلہ مجھ کو لگ جاتا۔ اسلیئے ہر مسلمان کو اپنے ماں باپ، بہن بھائی، خاوند، بیوی، اولاد اور دوسرے رشتہ دار خصوصاً وہ لوگ جنکے مرنے کے بعد انکا کوئی مال اپنے پاس پہنچا ہو یا انکے خصوصی احسانات اپنے اوپر ہوں جیسے اساتذہ اور مشائخ وغیرہ، ان کیلیئے ایصال ثواب کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ ذرا سوچیے عنقریب مرنے کے بعد ان سے ملنا ہو گا اور ملامت ہو گی جب انکے حقوق انکے احسانات اور انکے مالوں کو جو آدمی اپنے کام میں خرچ کرتا رہتا ہے، انکو دُعا، صدقہ وخیرات میں بھی یاد نہ رکھے۔

جیو تو ایسے جیو کہ ہر شخص احترام کرے　　مرو تو ایسے مرو کہ دُشمن بھی سلام کرے

قرآن مجید سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دُعا قرآن مجید میں نقل فرمائی گئی ہے

''رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ''۔ [ابراہیم 14، آیت 41]

ترجمہ : ''اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب قائم ہو گا، مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام مؤمنوں کو بخش دے''۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا

سورہ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی یہ دُعا ہمیں سکھائی گئی ہے

''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ''۔ [نوح 71، آیت 28]

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور اسے جو میرے گھر میں ایمان لا کر داخل ہو اور مؤمن مردوں اور عوتوں کو بخش دے''۔

ملائکہ کا ایصالِ ثواب

سورہ مؤمن میں عرشِ الٰہی کے حامل فرشتوں اور مقام قرب کے دوسرے ملائکہ کے متعلق اطلاع دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتمہید کے ساتھ تمام مؤمنین **توّابین**، ان کے آباء وصالحین اور ازواج واولاد تک کے لیے اللہ ربّ العزت سے مغفرت ورحمت کی دُعائیں اور جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرنے کی التجائیں کرتے رہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ''۔

[المؤمن 40، آیت 7-8]

ترجمہ :''جو فرشتے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اسکے اِرد گرد ہیں، وہ رَبّ تعالیٰ کی تسبیح وحمد کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! تیرا علم اور تیری رحمت ہر چیز پر محیط ہے پس تیرے جن بندوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی تو انکو بخش دے، دوزخ کے عذاب سے انکو بچا۔ اے ہمارے پروردگار! اِنہیں ہمیشگی کے باغات میں داخل فرما، وہ جنکا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور انکے آباؤ واجداد اور ازواج واولاد [بیوی بچوں] میں سے صالح ہیں، انکے ساتھ بھی یہی معاملہ فرما۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے''۔

اوّلین وآخرین کیلئے ایصالِ ثواب

سورۂ حشر میں ''سابقین واوّلین، مہاجرین وانصار'' کے بعد میں آنے والے ان مسلمانوں کی بڑی قدر افزائی کے ساتھ مدح کی گئی ہے جو مؤمنین سابقین کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعائیں کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

''وَالَّذِیْنَ جَآؤُا مِنۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُفٌ'' رَّحِیْمٌ''۔

[الحشر 59، آیت 10]

ترجمہ :''اور وہ لوگ جو انکے بعد آئے، وہ کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے۔ وہ جنہوں نے ایمان میں ہم سے سبقت کی۔ ہمارے دِلوں میں ان کیلئے کوئی کینہ نہ ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک تو شفقت کرنے والا، رحم کرنے والا ہے''۔

والدین کیلئے ایصالِ ثواب

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں اس طرح دُعا کریں

''رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا''۔

[بنی اسرائیل 17، آیت 24]

ترجمہ :''اے پروردگار! میرے ماں باپ پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی''۔

امام بغوی [المتوفی 516ھ] فرماتے ہیں کہ والدین کیلئے دُعائے رحمت کرنے کا یہ حکم اس وقت ہے جب یہ مسلمان ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور اسکی ناسخ یہ آیت ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے دُعا

''مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْآ اُولِيْ قُرْبٰى''۔

[التوبہ 9، آیت 113]

اور علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دُعائے رحمت کرنے کا حکم عام ہے۔ ماں باپ کافر ہوں یا مسلمان، سب کیلئے دُعا کا حکم ہے کیونکہ کافر ماں باپ کیلئے دُعائے رحمت مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو اِسلام کی توفیق دے۔ اِسلام کی توفیق دینا بھی رحمت ہے۔ [تفسیر مظہری (اُردو)، جلد 8، صفحہ 29]

''وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ''۔

[التوبہ 9، آیت 103]

ترجمہ :''اور آپ ان کو دُعا دیں۔ بے شک آپ کی دُعا ان کے لیے تسکین کا باعث ہے''۔

ان تمام آیات مبارکہ سے اہل ایمان کیلئے [خواہ زندہ ہوں یا مردہ] دُعا واستغفار کا ثبوت کسی تقریر وتشریح کا محتاج نہیں بلکہ پہلی آیت مبارکہ سے تو دُعا واستغفار کا صرف ثبوت ہی نہیں بلکہ خاص کر والدین کے حق میں اسکا منجانب اللہ مامور ہونا بھی معلوم ہو رہا ہے۔ پہلی اور دوسری آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کے تمام مؤمنین کیلئے بخشش کی دُعا سیّدنا حضرت نوح علیہ السلام اور سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے پیغمبروں کی سنت ہے۔ تیسری آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ مؤمنین صالحین کیلئے مغفرت ورحمت کی دُعا حاملین عرش کا مشغلہ ہے اور تسبیح وتمہید کی طرح گویا انکا وظیفہ ہے۔ چوتھی آیت مبارکہ سے ظاہر ہے کہ اپنے سے آگے جانے والے اہل ایمان کیلئے دُعائے مغفرت اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص امتیاز حاصل ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰی جَنَازَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ''۔ [ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 14]

ترجمہ: ''اے اللہ تعالیٰ! ہمارے زندوں اور مردوں کو، ہمارے حاضر اور غائب کو، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ تعالیٰ! تو جسکو ہم میں زندہ رکھے تو اِسلام پر زندہ رکھ اور جسکو ہم سے موت دے تو ایمان پر موت دے''۔

''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَا''۔

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ''جب تم کسی میت کی نمازِ جنازہ پڑھو تو پورے خلوص سے اس کیلئے دعا کرو''۔

''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مَاالْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمتغوث ینظر دعوة تلحقه من اب او ام اواخ او صدیق فاذالحقته کان احب الیه من الدنیا ومافیهاوان الله تعالٰی لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدیة الاحیاء لی الاموات الاستغفار لهم''۔ [رواہ البیہقی فی شعب الایمان]

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''قبر میں مردہ ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہو اور کسی کو مدد کیلئے پکار رہا ہو۔ وہ ہر وقت انتظار میں رہتا ہے کہ اسکو اسکے ماں باپ یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے کوئی دُعا پہنچے۔ جب اسکو کسی کی دُعا پہنچتی ہے تو یہ دُعا کا پہنچنا اسکو دُنیا و مافیہا کی چیزوں سے بڑھ کر محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ قبر والوں کیلئے دُنیا والوں کی طرف سے بھیجی گئی دُعا کا ثواب پہاڑوں کی مانند پہنچاتا ہے اور زندوں کی طرف سے مردوں کیلئے بہترین تحفہ ان کیلئے دُعائے مغفرت کرنا ہے''۔

مردوں کا ایصالِ ثواب سے خوش ہونا

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مردوں کیلئے جو دُعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ وخیرات یا حج انکی جانب سے کرتے ہیں تو کیا یہ انکو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا، ہاں! پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ پا کر خوشی ہوتی ہے، اسی طرح تمہارے ان تحفوں سے تمہارے ان مردوں کو خوشی ہوتی ہے''۔

[عینی، جلد 8، صفحہ 222، فتح القدیر، شرح ہدایہ، صفحہ 309، جلد 2]

روح الامین علیہ السلام کا ایصالِ ثواب پہنچانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں کوئی شخص فوت ہو جائے پھر گھر والے اسکی طرف سے صدقہ کریں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نور کے ایک طباق میں اسکو رکھتے ہیں پھر میت کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے گہری قبر والے! یہ تحفہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا ہے تو اسکو لے لے۔ اس طرح وہ مردہ تحفہ لے کر خوش وخرم قبر میں جاتا ہے [وہ خوش ہے لیکن] اسکے پڑوسی جن کو کچھ نہیں بھیجا گیا ہوتا [یا کچھ نہیں جاتا] غمگین ہوتے ہیں۔

[تفسیر مظہری، صفحہ 128، جلد 9]

ایصالِ ثواب فرشتوں کی طرف سے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے خود آقائے نعمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے مؤمن بندے کی روح قبض کرلیتا ہے تو دو فرشتے اسکو آسمان تک اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رَبّ کریم! تو نے ہم کو اس مؤمن کے اعمال لکھنے کا ذمہ دار بنایا تھا۔ اب تو نے اسکو اپنے پاس بلالیا۔ ہم کو اجازت عطا فرما کہ ہم زمین پر جا کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری زمین تو مخلوق سے بھری پڑی ہے جو میری پاکی بیان کرتی ہے۔ اب تم دونوں جا کر میرے اس بندے کی قبر پر ٹھہرو اور میری تسبیح و تہلیل و تکبیر میں مشغول رہو اور اسکا ثواب میرے اس بندے کیلئے لکھتے رہو۔ [تفسیر مظہری، جلد 11، صفحہ 114]

حضرت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لحد میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا داغ لے کر چلے
اندھیری قبر سنی تھی چراغ لے کر چلے

یوں تو نزع کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے اور عشاق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکا اِظہار یوں کرتے ہیں

بڑی بندہ نوازی کی کہ وقت نزع آپ آئے
ذرا ٹھہرو میں کرلوں نظارہ یا رسول اللہ ﷺ

حضرت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جو نہ بھولے ہم غریبوں کو رضا
ذِکر ان کا اپنی عادت کی کیجئے

بخشش کا عجیب نسخہ

محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ستّر [70] ہزار مرتبہ ''لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰـہ'' کی تاثیر کے متعلق ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے کہ جو شخص ستّر [70] ہزار مرتبہ ''لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰـہ'' پڑھے، اسکو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستّر [70] ہزار کی تعداد اپنی بیوی کیلئے پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔

ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جسکے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے اور جنت و دوزخ کا بھی اسکو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اسکی صحت میں کچھ تردّد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور اس نے کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اسکی حالت مجھے نظر آئی۔

حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں اسکی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اسکی ماں کو بخش دوں جس سے اسکی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک نصاب ستّر [70] ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے، اسکی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دِل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں سے دوزخ کا عذاب ہٹا دیا گیا۔

حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو [2] فائدے ہوئے۔ ایک تو اسکی برکت کا جو ستر [70] ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی، اسکا تجربہ ہوا اور دوسرا اِس نوجوان کی سچائی کا یقین ہوگیا۔ یہ ایک واقعہ ہے، اس طرح کے بہت سے واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔ [مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد 3، صفحہ 98]

قارئین کرام...... گذشتہ اوراق میں آپ نے پڑھ لیا ہوگا کہ میری والدہ ماجدہ علیل تھیں۔ انکی علالت کے باعث راقم فقیر پاکستان آیا تھا۔ ایک مہینہ حقیر کو انکی آغوش محبت و شفقت میں رہنے کا موقع میسر آیا۔ انکی طبیعت کافی بہتر ہوگئی تھی لیکن پھر وہ اٹل حقیقت، وہ ''وعدہ حق''، جسکو ''اجل'' یا ''موت'' کہتے ہیں جس میں ایک لمحہ کا تعجل یا تاخیر ممکن نہیں، آ پہنچی۔ موت کے بے رحم پنجے نے میری مادرِ مہرباں کو ہم سے جدا کر دیا، ہماری جنت کو ہم سے دُور کر دیا۔ مجسمہء محبت و خلوص، سراپا ایثار و وفا، پیکر شفقت و رحمت، میری پیاری امّی جان ہمیں داغِ مفارقت دے کر شفقت و رحمت دُعاؤں سے بھرپور سائبان سمیٹ کر حکم خداوندی پر لبیک کہتے ہوئے عالم برزخ کو چلی گئیں ہیں۔

بتاریخ 27- دسمبر 2011ء بروز منگل رات پونے گیارہ بجے بمطابق 2- صفر المظفر 1433ھ، بکرمی 9- پوہ 2068 آپکا وصال ''سلیم ہسپتال'' کوٹلی آزاد کشمیر میں ہوا۔

''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن''۔

ایک لمحہ کیلئے بھی ان پر آثارِ موت یا حالتِ نزع طاری نہ ہوئی۔ بہر حال یہ ایک اٹل حقیقت تھی جو وارِد ہو کر رہی۔ 28-دسمبر 2011ء بروز بدھ دِن کے تین بجے انکی نمازِ جنازہ ہمارے آبائی گاؤں بھیال رینٹھ شریف میں اَدا کی گئی۔ نمازِ جنازہ کی امامت و دُعا کی سعادت راقم حقیر کو ملی۔ قبلہ والد گرامی کے قدموں میں انکی تدفین کی گئی۔ اللہ ربّ العزت صدقہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری والدہ مکرمہ کی قبر انور کو بقعہءِ نور فرمائیں۔ انکا حشر سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی کنیزوں میں فرمائیں۔

[آمین بحرمۃ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم]

والدہ محترمہ کی جدائی کے غم کو الفاظ میں پیش کرنا ناممکن ہے۔ اس دَرد و کرب کو وہی سمجھ سکتا ہے جو اس انمول نعمت سے محروم ہوا ہو۔ آخر یہ ہی کہنا پڑتا ہے

؎ جناں دُکھاں وِچ دلبر راضی انہاں دُکھاں تھیں سکھ وارے
دُکھ قبول محمد بخشا راضی رہین پیارے

باالفاظ حکیم الاُمّت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

؎ کس کو اب ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار

خاکِ مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اَب دُعائے نیم شب میں کس کو مَیں یاد آؤں گا

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا

کہتے ہیں اہلِ جہاں دَردِ اجل ہے لادوا
زخم فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا

زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

جنرل سیّد احتشام ضمیر جعفری کے والدِ گرامی، افواج پاکستان کے نامور قادر الکلام شاعر میجر سیّد ضمیر جعفری کا ماں کے حضور کلامِ عقیدت

اے پیکر مہر و وفا
اے مخزنِ صدق و صفا
ہر سانس میں نامِ خدا
ہر گام پر صلِّ علیٰ
تیرا طریق بے رِیا
تیرا دِل دَرد آشنا
وہ صبح گاہی کی دُعا !
اشکوں میں بھیگی مامتا
وہ آنسوؤں کا قافلہ
وہ دھڑکنوں کا سلسلہ
میرے چراغِ رہ نما
اے میری ماں !
اے میری ماں !

میں جو بھی ہوں
جو کچھ بھی ہوں
تو ابتداء تو انتہا
میری متاعِ دو جہاں

یہ نعمتیں، یہ راحتیں
یہ عزتیں، یہ شہرتیں
دُنیا میں جو کچھ بھی ملا
تیری دُعاؤں سے ملا

تو چاہتوں کا آستاں
تو برکتوں کی کہکشاں!

اے میری ماں!
اے میری ماں!

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور

یہ روزنامہ 23-مارچ 2940ء کو قائداعظم بانیٔ پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر جاری ہوا جو کہ روزِ اوّل سے لے کر آج تک پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے ساتھ ساتھ مجبور اور مظلوم طبقہ کی آواز کو بلند کرنے اور دوقومی نظریہ کے تحفظ، آزادیٔ کشمیر کیلئے تحریک آزادی کی حمایت ومدد اور بھارتی عزائم کے راستے کی بھاری چٹان بن کر قابل فخر کردار اَدا کر رہا ہے۔

پاکستان کے حقیقی نظریاتی ترجمان روزنامہ "نوائے وقت" کے بانی جناب **محترم حمید نظامی صاحب** [خداوند عالم انکے درجات بلند فرمائے (آمین)] نے اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک اس چراغ کو روشن کیا اور پھر انکے جانشین اور برادرِ عزیز

''نوائے وقت گروپ'' کے چیئر مین جناب محترم مجید نظامی صاحب پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کیلئے مردِ آہن کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

روزنامہ ''نوائے وقت'' بتاریخ 13- جنوری 2012ء میں

ماں کی دُعا سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی واپس آ گئی

کے عنوان سے ایک خوبصورت ایمان افروز واقعہ شائع ہوا ہے جو میں اپنے قارئین کی نظر کرتا ہوں اور التماس کرتا ہوں کہ آپ اہتمام سے ماں سے دُعا کروایا کریں

ایک معزز خاتون کی شادی اسماعیل نامی شخص سے ہوئی۔ اسماعیل ایک متقی شخص اور جلیل القدر عالم تھے۔ انہوں نے امام مالک کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے تھے۔ اس مبارک شادی کا پھل میاں بیوی کو ایک نامی گرامی بچے کی صورت میں ملا جسکا نام انہوں نے ''**محمد**'' رکھا۔ شادی ہوئے ابھی کچھ ہی سال گزرے تھے کہ اسماعیل بیوی اور ننھے سے بچے کو داغِ مفارقت دے گئے اور وراثت میں کافی دولت چھوڑ گئے۔

والدہ انتہائی انہماک کے ساتھ اپنے بیٹے کی تربیت میں جُت گئیں۔ انکی خواہش تھی کہ انکا بیٹا ایک جلیل القدر عالم دین بن کر اُفق عالم پر چمکے اور اپنے علم سے تاریک دُنیا کو منور کر دے لیکن انکی حسرت و یاس کا اس وقت کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب انکے بچے کی مستقبل میں ترقی اور انکی تمناؤں کی تکمیل میں بڑی رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

بچپن ہی میں انکا یہ بچہ اپنی بینائی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اب نابینا ہونے کی صورت میں یہ بچہ حصولِ تعلیم کیلئے علماء کے دروس میں شرکت سے معذور تھا اور حصول علم کیلئے دوسرے شہروں کا سفر اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ ماں کو یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ آخر اس بچے کا کیا ہوگا، عالم دین کیوں کر بن سکے گا۔ بینائی کے بغیر علم کا حصول کیسے ممکن ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس خواہش کی تکمیل کیلئے ایک ہی ذریعہ باقی تھا، ایک ہی راستہ تھا اور وہ راستہ دُعا کا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دُعا کے دروازے کھول دیئے اور وہ پورے اِخلاص اور سچی نیّت کے ساتھ دربارِ الٰہی میں گڑگڑا کر رونے لگی اور اللہ ربّ العزت کے سامنے دست سوال دراز کر کے بچے کی بینائی کیلئے دعائیں مانگنے لگی۔ یہ دعائیں نجانے کتنی مدت تک ہوتی رہیں کہ ایک رات اس نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام خواب میں نظر آئے، وہ کہہ رہے تھے

''اے بی بی! تیری دعاؤں کی کثرت کے سبب اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس کردی ہے''۔

جب ''محمد'' کی والدہ نیند سے بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ واقعی اسکے بیٹے کی بینائی بحال ہوگئی ہے۔ انکی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے، ''اے ہمارے پروردگار! پریشان حال کی دُعائیں تیرے علاوہ کون سن سکتا ہے اور کون ہے جو بندوں کی تکلیفوں کو دُور کرتا ہے''۔

یہ عظیم خاتون جو مسلسل دُعائیں مانگتی رہیں۔ امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ محترمہ تھیں جنہوں نے بیٹے کی بینائی لوٹ آنے کے بعد اسکی تعلیم وتربیت اس قدر محنت سے کی کہ اللہ تعالیٰ نے انکے بیٹے پر علوم وفنون کے دروازے کھول دیئے اور پھر آگے چل کر یہ بچہ ایک بہت بڑا محدث بنا اور کتاب اللہ کے بعد دُنیا کی صحیح ترین کتاب تصنیف کی جو ''صحیح بخاری'' کے نام سے جانتے ہیں۔

جن کا پورا نام محمد بن اسماعیل بخاری ہے۔

سائیں محمود قلندر بادشاہ کا وصال

قارئین مکرم...... میرے نہایت ہی قریبی دوست جن سے راقم کی رفاقت عرصہ پچیس سال پر محیط رہی۔ جو مردِ قلندر، مجذوب، درویش اور وادئ مجاہدہ کے عظیم مجاہد تھے۔ میری مراد سائیں محمود قلندر بادشاہ ہیں۔ دنیاوی تعلیم سے آراستہ تھے۔ ایک متموّل اور باعزت و باأثر خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ دنیاوی زندگی کو شہزادوں کی طرح انجوائے کر رہے تھے۔ دِن میں دو چار دفعہ لباس تبدیل کرنا، کلین شیو کرنا، خوشبویات وعطریات سے معطر رہنا، چہرے کو خوبصورت مسکراہٹ سے سجائے رکھتے تھے۔ بارگاہِ خداوندی میں نامعلوم کیا اَداوعمل پسند آ گیا جسکے صلے میں آتش عشق حقیقی کا ایک ذرّہ عطا ہو گیا جس نے ہر غیر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ نہ دُنیا و مافیہا کا ہوش رہا، نہ رشتوں کی فکر رہی۔ نہ جسمانی بناوٹ و سجاوٹ یاد رہی۔ اس مالک الملک کی یاد نے مست الست بنا دیا۔ یہ تبدیلی غالباً 1970ء کے دوران ہوئی۔ اس وقت یہ یونین کونسل بھیال کے سیکرٹری یونین کونسل تھے اور میرے تایا مرحوم الحاج چوہدری فیروز الدین صاحب چیئرمین یونین کونسل بھیال تھے۔ راقم اس وقت سکول میں زیرِ تعلیم تھا۔ سائیں محمود قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نیا سفر جذب وسلوک جاری وساری رہا۔ 1982ء میں راقم نے امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ کھوئی رٹہ میں ایک میڈیکل سٹور ''ہجویری میڈیکل سٹور'' کے نام سے کھولا۔ اس وقت قبلہ سائیں محمود قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے دوستی ومحبت کا ایک رشتہ قائم ہوا جو بحمد اللہ انکے وصال تک قائم ودائم رہا۔ اگر زندگی نے وفا کی تو انکے حالات پر علیحدہ کتاب لکھ کر انکی زندگی کے اہم گوشوں کو بے نقاب کروں گا۔ انکی محبت، شفقت اور طویل رفاقت کا تذکرہ چند جملوں میں کرنا ممکن نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ہم دونوں اکیلے پیدل سفر کر رہے تھے۔ دوران سفر میں نے عرض کر دیا کہ حضرت کبھی کبھار اپنے بیوی بچوں کو ٹائم دے دیا کریں، انکا بھی آپ پر حق ہے۔ مسکراتے ہوئے فی البدیہہ یہ جواب دیا کہ ہجویری صاحب! آپ مجھے اس طرف لگا رہے ہیں اور یہ شعر پڑھا

؎ اُس مجلس دا محرم ہو کے فیر نہ مڑدا کوئی
جو اوہ مست پیالہ پیوے ہوش کھڑاندا سوئی

جس دِن آپکا وصال ہوا، حسب معمول آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے، مجھ سے ملاقات کی۔ کچھ نیاز لی اور کچھ بناوٹی نوٹ مجھے دیئے جس پر میں نے کہا، حضرت یہ بناوٹی نوٹ کیوں دیتے ہو؟ تو فرمانے لگے کہ یہ بہت ہی اسپیشل اور اصلی ہیں جو میں نے صرف آپکے لیے تیار کروائے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر تشریف لے گئے۔ میں نے اس دِن لاہور جانا تھا کیونکہ دوسرے دِن صبح حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سالانہ عرس تھا پھر ارادہ تبدیل کر دیا کہ صبح صبح نکل جاؤں گا۔
شام آٹھ بجے فون کی گھنٹی بجی۔ رسیو کرنے پر پتہ چلا کہ سائیں محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال کر گئے ہیں۔ اپنے کانوں اور ان لفظوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ خیر راقم معہ اپنے احباب کے رات ہی کو انکے گھر پہنچا۔ واقعی وہ آناً فاناً اس دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کی جانب تشریف لے گئے۔ میں راقم کی موجودگی میں حافظ ذوالفقار علی ہجویری صاحب نے انکو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ انکی جدائی کا عظیم صدمہ تھا

؎ جدوں چھڈن محبوب پیارے کون روئے مڑ تھوڑا
درداں وِچوں درد محمد جدا ناں وچھوڑا

دوسرے دِن دو بجے دِن گرلز کالج کھوئی رٹہ کے گراؤنڈ میں انکی نمازِ جنازہ تھی۔ کثیر تعداد میں عوام نے ایک عاشق صادق کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ راقم حقیر کو اس ولئ کامل، وادئ مجاہدہ کے باسی، آتش عشق حقیقی کے شہید کی نمازِ جنازہ کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔

آپکا وصال یکم مارچ 2009ء بمطابق 3- ربیع الاوّل شریف 1430ھ کو ہوا۔ اللہ ربّ العزت میرے دوست حقیقی کی مرقد پر لاتعداد رحمتوں و برکتوں کا نزول فرمائیں۔

[آمین بحرمۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم]

الحاج میاں خوشی محمد ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

پیر طریقت، راہبر شریعت، شیخ المشائخ حضرت الحاج میاں خوشی محمد صاحب ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربارِ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور پاکستان ایک عظیم المرتبت روحانی شخصیت تھے۔ بناوٹ، ملاوٹ اور جھوٹی سجاوٹ سے کلیتاً بے نیاز اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہ کی مکمل تصویر تھے۔ رِیا کاری، فنکاری، جھوٹ، خوشامد وغیرہ روح کی بیماریوں سے اللہ ربّ نے آپکو مکمل محفوظ رکھا ہوا تھا۔ خداوند قدوس کا جو خصوصی عطیہ و کرم دولت عشق مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں آپکو حاصل تھا، وہ اپنی مثال آپ تھا۔ ذِکر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موقع پر آپکی چشمان مبارک سے محبت و عقیدت کے چشمے پھوٹ پڑتے تھے۔

راقم الحروف کی آپ سے شناسائی 1987ء میں ہوئی جس دَور میں خدا کے فضل و کرم سے اور سیّد ہجویر رحمۃ اللہ کی نظر رحمت سے فقیر ہر ماہ باقاعدگی سے دربارِ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علی میں حاضری دیا کرتا تھا۔ یہ کرم اور شرف حاضری میرے

قبلہ عارف کامل صوفی باصفا حضرت خواجہ صوفی محمد عالم المعروف سرکارِ سیری رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ اور وسیلہ تھا۔

7- دسمبر 1987ء کو خواجہ صوفی محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا۔ 13- جنوری 1988ء کو قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم مبارک ہوا جس میں الحاج میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی شرکت کی۔ آپ علیہ الرحمۃ نے بطور خاص بحیثیت سجادہ نشین راقم کی دستار بندی کی۔ روحانی تعلق کا یہ سفر رواں دواں رہا۔ قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے راقم سے محبت و پیار کا ایسا رشتہ استوار رکھا جو ایک حقیقی روحانی والد ہی کر سکتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ پہلا حج میں نے 1956ء میں کیا تھا، اس وقت سے لے کر ہر سال بارگاہِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضری ہوتی رہی اور کبھی بھی میں نے قصر نماز مدینہ منورہ میں ادا نہیں کی کیونکہ کم و بیش ایک مہینہ بارگاہِ آقا علیہ والصلوٰۃ والسلام میں گزارا کرتا تھا۔

فضائل دُرود شریف، سیرت حضرت داتا گنج بخش حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور دیگر کئی اِصلاحی اور تبلیغی چارٹ بنوا کر فری تقسیم فرماتے رہے، کبھی کسی کتاب یا کیلنڈر کو فروخت نہیں کرتے تھے۔ آپ نے پہلی بار آقا دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مکرمہ مقدسہ سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کی مرقد انور کی تصویر شائع کی جو غلامانِ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپکا احسان عظیم ہے۔

آپ کو ایک خاص اعزاز یہ بھی حاصل رہا کہ حضرت سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک ہاتھوں کی لکھی ہوئی ''کشف المحجوب شریف''، نسل دَر نسل منتقل ہوتے ہوئے آپ تک پہنچی۔ آپ نے اس قلمی نسخے کو من وعن اسی طرح چھپوا کر فری

تقسیم کیا۔ وہ ''کشف المحجوب'' کا قلمی نسخہ آج بھی قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادہ الحاج میاں محمد سجاد صاحب کے پاس موجود ہے۔ اگر کوئی بھی محبّ و عاشق حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قلمی نسخہ مقدس کی زیارت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

اس قلمی نسخہ کی ایک اہم و خاص بات یہ ہے کہ بوسیدہ اوراق میں دیمک نے جگہ جگہ سے سوراخ کر دیے ہیں لیکن جہاں الفاظ ہیں، کسی لفظ کو دیمک نے نقصان نہیں پہنچایا۔ سبحان اللہ! اللہ ربّ العزت کے مقرب بندے کے مبارک ہاتھوں سے چلنے والی قلم کی روشنائی (سیاہی) کا بھی دیمک نے احترام کیا ہے۔

قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑے سائز کا کمرہ راقم اور میرے ساتھ آنے والوں کیلئے مخصوص کیا ہوا تھا۔ راقم جتنا عرصہ پاکستان میں رہتا تھا، اس کمرے کی چابی راقم پاس ہوتی تھی اور الحمدللہ! میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انکے فرزند ارجمند قبلہ الحاج میاں محمد سجاد صاحب نے اپنے والد گرامی کے حسن سلوک و معمول کو بطریق احسن جاری رکھا ہوا ہے۔

قبلہ حضرت میاں خوشی محمد صاحب ہر سال پابندی کے ساتھ راقم کے غریب خانہ پر عرس حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ میرے بیٹے دِیدار علی ہجویری کی شادی کی تقریب 25- دسمبر 2008ء کو ئی۔ حضرت میاں صاحب اس پیرانہ سالی کے باوجود اپنی فیملی کے ہمراہ شریک ہوئے۔ شریعت مطہرہ کی پابندی پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ دربار شریف کے احاطہ میں کسی کو ننگے سر دیکھ لیتے تو بہت خفا ہوتے تھے۔ صوبہ سرحد پختونخواہ کے علاقہ بونیر کے مقام پیرابائی پر ایک عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کروائی جو انتہائی دلکش و دیدہ زیب ہے۔

شجاع آباد [ملتان] کے ایک دینی طالب علم حافظ محمد اسحٰق کو کئی سال تک اپنے ہاں رکھا۔ بچوں کی طرح تربیت و پرورش فرمائی۔ کل کا وہ طالب علم آج کا مستند عالم دین، حافظ و قاری ہے۔ آج لوگ علامہ مولانا حافظ محمد اسحٰق قادری ہجویری دامت برکاتھم العالیہ کے بڑے نام سے جانتے ہیں لیکن بہت کم لوگوں کو پتہ ہے کہ اس شجر علم کی آبیاری کس ہستی نے کی ہے۔ حافظ صاحب موصوف بھی آج قبلہ میاں صاحب کا تذکرہ ہمہ وقت نہایت عقیدت سے کرتے ہیں۔

وہ عالی مرتبہ عظیم البرکت شخصیت اپنا وقت پورا کر کے 6-دسمبر 2009ء بروز اتوار بمطابق 18-ذوالحجہ 1430ھ کو اس دارِ فانی سے دار البقا کی طرف تشریف لے گئے۔ انکے وصال کے وقت راقم برطانیہ میں تھا، نمازِ جنازہ کی سعادت سے محروم رہا۔

2009ء میں راقم کے دو [2] روحانی راہبر داغِ مفارقت دے گئے [یعنی سائیں محمود قلندر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ میاں خوشی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ]

یہ سال راقم کیلئے انتہائی غم و پریشانی کا تھا۔ بہرحال جس طرح رضائے ربّ ہو۔ اس بارگاہ میں دم مارنے، شکایت کرنے کی گنجائش نہیں۔

اللہ ربّ العزت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر رحمت کی برسات فرمائیں جو تا قیامت جاری و ساری رہے۔ جو پیار و محبت اور رہنمائی آپ نے حقیر کی فرمائی ہے، اسکا صلہ فقیر سوائے دُعائیہ کلمات کے اور عقیدت و تشکر کے آنسوؤں کے اَور کیسے دے سکتا ہے؟

ماں کے قدموں کی عظمت اور جنرل ایم ایچ انصاری

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نزہت المجالس میں والدہ محترمہ کے بارے میں ایک عظیم واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت

ابو اسحٰق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے عالم و محدث تھے، دَرسِ حدیث دے رہے تھے کہ ایک شاگرد نے عرض کی کہ اُستادِ محترم! آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ فرمایا، سناؤ تو شاگرد نے عرض کی کہ میں رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپکی داڑھی مبارک کے بال ابدار اور چمکدار موتیوں سے پروئے ہوئے تھے اور انکی چمک آنکھوں کو خیرہ یعنی چندھیا رہی تھی۔ اس پر محدث کبیر نے فرمایا، "**لانی مسحت البارحته قدمی امی بلحیتی**" اے بیٹے! تم ٹھیک کہہ رَہے ہو لیکن وہ موتی نہیں بلکہ آج رات کو میں نے سوتے وقت اپنی والدہ کے قدموں کی گرد کو اپنی دڑھی کے بالوں سے صاف کیا تھا۔ اصل میں وہ ماں کے قدموں کے مٹی کے ذرّے چمک رہے تھے۔

[نزہۃ المجالس]

قدرت ماں کے منہ سے بولتی ہے

ماں کے قدموں کی ایک زندہ کرامت دَورِ حاضر کی نابغہء روزگار شخصیت جنرل ایم ایچ انصاری صاحب بھی ہیں۔ جنرل انصاری ماں کی عظمت کا ذِکر عجز و احترام بھرے انداز میں کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ ماں کا حکم، ماں کی بات کبھی نہیں ٹالنی چاہیے کہ قدرت ماں کے منہ سے بولتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک ذاتی اہم واقعہ پورے انہاک سے سناتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران انکی شہادت والی انگلی یوں کٹ گئی کہ دوسرے جوڑ کے اوپر نہایت مختصر سا ناکارہ ٹکڑا اجڑا ہوا رَہ گیا۔ یہ ٹکڑا موسمِ سرما میں اذیت کا باعث بنتا لہٰذا جنگ عظیم سے واپسی پر ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ معمولی سے آپریشن کے بعد ناکارہ ٹکڑے کو علیحدہ کر دیا جائے۔ یہ بات جنرل صاحب نے اپنی والدہ محترمہ سے کہی تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے منع فرما دیا کہ کیوں اپنی جان کو تکلیف دیتے ہو۔ والدہ صاحبہ نے اونی خول بنا دیا کہ جنرل صاحب اپنی انگلی پر چڑھا لیا کریں۔ بہر حال تکلیف رفع نہ ہوئی اور

ڈاکٹر بار بار آپریشن کا اِصرار کرتے رہے۔ یوں تین سال کا عرصہ گزر گیا۔ اس دوران بیسیوں مرتبہ جنرل صاحب نے والدہ محترمہ کی خدمت میں ڈاکٹروں کے مشورے پر اجازت چاہی مگر انہوں نے حسب معمول منع فرمادیا حتیٰ کہ 1948ء میں جنرل صاحب کو جو اس وقت کپتان تھے، ریگولر کمیشن کے سامنے طلب کیا گیا۔ جنرل صاحب نے انٹرویو کے بعد کمیشن کے چیئر مین نے جنرل صاحب سے کہا، انصاری! تمہاری رپورٹ ہائے تو اچھی ہیں لیکن تم کٹی ہوئی انگلی کے باعث A کیٹیگری نہیں لہٰذا ریگولر کمیشن نہیں دے سکتے۔ جنرل صاحب سلام کرتے ہوئے روانہ ہونے لگے تو کمیشن کا ڈاکٹر ممبر جس نے انکی انگلی کو کئی بار دیکھا ہوا تھا، بولا۔ انصاری آؤ...... انگلی دِکھاؤ۔ چنانچہ اس ڈاکٹر نے انگلی کے ناکارہ ٹکڑے کو ہاتھ میں تھام کر انگلی کے دوسرے جوڑ کو ہلا کر دکھایا اور چیئر مین صاحب کو قانونی کتاب کے حوالے سے باور کرایا کہ جس انگلی کے دو جوڑ سلامت ہوں، وہ انگلی مکمل سمجھی جائے گی۔ چیئر مین نے قانونی حوالے کا معائنہ کیا اور انگلی کو دیکھتے ہوئے جنرل صاحب کو ریگولر کمیشن دینے کا اعلان کر دیا تو واپس آکر جنرل صاحب نے والدہ محترمہ کے پاؤں پکڑ لئے اور ماں کے حکم کی تعمیل کی عظمت کا ذاتی مشاہدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکا دیا۔ یہ ماں کے حکم کی تعمیل کا ثمرہ ہے کہ انصاری صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنرل بن گئے۔ اگر انہوں نے والدہ کا حکم نہ مانتے ہوئے انگلی کا ناکارہ ٹکڑا ڈاکٹروں کے پُرزور اصرار ومشورے پر علیحدہ کروادیا ہوتا تو کپتان کے عہدے سے ہی ریٹائر ہو چکے ہوتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یونیفارم میں گھر سے نکلتے ہوئے جب میں اپنی ماں کے قدموں پر ہاتھ رکھتا تو اپنے آپکو جتنا بڑا محسوس کرتا، اتنی مجھے کسی عہدہ ومنصب میں بھی بڑائی نظر نہیں آتی۔

سیّدنا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا اِرشاد اور دُعائے عاشورہ کے خواص

یہ دُعا بہت مجرب ہے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورۂ محرم کو طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک اس دُعا کو پڑھ لے یا کسی سے پڑھوا کر سن لے تو انشاء اللہ العزیز یقیناً سال بھر تک اسکی زندگی کا بیمہ ہو جائے گا، ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آنی ہی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔

دُعائے عاشورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یَا قَابِلَ تَوْبَةِ اٰدَمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ

یَا فَارِجَ کَرْبِ ذِی النُّوْنِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ

یَا جَامِعَ شَمْلِ یَعْقُوْبَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ

یَا سَامِعَ دَعْوَةِ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ

یَا مُغِیْثَ اِبْرَاھِیْمَ مِنَ النَّارِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ

یَا رَافِعَ اِدْرِیْسَ اِلَی السَّمَآءِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ

یَا مُجِیْبَ دَعْوَةِ صَالِحٍ فِی النَّاقَةِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ

یَا نَاصِرَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا

صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاقْضِ

حَاجَاتِنَا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَطِلْ عُمُرَنَا فِىْ

طَاعَتِكَ وَمُحَبَّتِكَ وَرِضَاكَ وَاَحْيِنَا حَيٰوةً

طَيِّبَةً وَّتَوَفَّنَا عَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِكَ

يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ بِعِزِّ الْحَسَنِ وَاَخِيْهِ

وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِيْهِ فَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ

فِيْهِ پھر سات بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِيْزَانِ

وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰى وَزِنَةَ الْعَرْشِ

لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ط سُبْحَانَ

اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ

التَّآمَّاتِ كُلِّهَا نَسْئَلُكَ السَّلَامَةَ بِرَحْمَتِكَ

يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ط وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ

الْوُجُوْدِ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعٰلَمِيْنَ ط ۝

خصوصی دُعا

اِس کتاب کے حوالے میں اپنی ساری کاوِش کو اِس دُعا کے ساتھ اللہ ربّ العزت کے حضور پیش کرتے ہوئے دستِ دُعا دراز کرتا ہوں

خدایا بحقِّ بنی فاطمہ
کہ برقول ایماں کنُی خاتمہ
اگر دعوتم رَدکنی ور قبول
من و دست دامانِ آلِ رسول ﷺ

بحق

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا
ناقصاں راپیر کامل کاملاں رارَھنما

دیروز دبستان سرا ہمہ طوطیانِ خوش نوا

پڑھتی تھیں نعت مصطفیٰ ﷺ

بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ

اور قمریاں بھی شوق میں ڈالے ہوئے سر طوق میں

کہتی تھیں اپنے ذوق میں

کَشَفَ الدُّجٰے بِجَمَالِہٖ

اور بلبلیں بھی گو بگو لے لے کے ہر اک گل کی بُو

کرتی تھیں چرچا سُو بسُو

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

چڑیوں کے سن کر چہچہے انساں بھلا کیوں چپ رہے

لازم ہے اسکو یوں کہے

صَلُّوْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

مصنف کی دیگر کتب
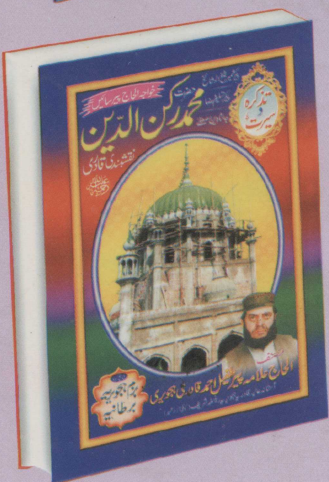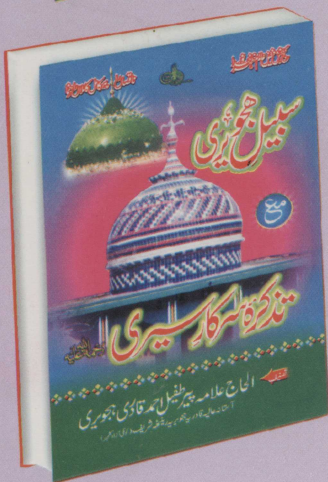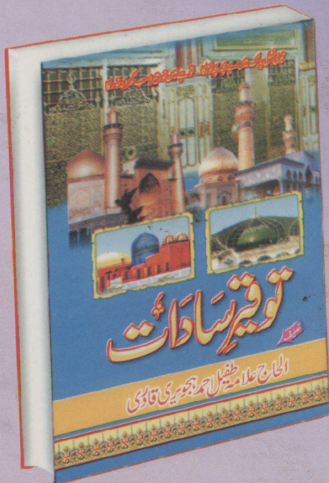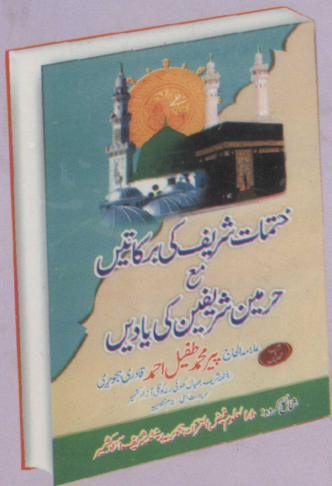
- سبیلِ رحمت
- فضائلِ مولائے کائنات علیہ السلام
- وظائفِ ہجویری
- سیرتِ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
- پیرِ کشمیر الحاج حضرت خواجہ سائیں رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب حالاتِ زندگی

Rs:350/=

10 سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور 0300 7681230